UNIVERSAL
LIBRARY
OU_216369
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۵۳۱۵ Accession No. P.G. 1175

ف

Author فروغ

Title دیوان فروغ

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت اطہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن فروغ لکھنوی

المسمی بہ

دیوان فروغ

سنہ ۱۹۰۷ع

سنہ ۱۳۲۵ھ

مرتبہ

سید محمد ہادی زائر رضوی عفی عنہ بہزار حسن پیرائش

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مولوی گنج مطبوع گردید

اب دیر نکیجیے — جتنا زمانہ گذریگا مایوسی بڑھیگی

مایوسون کو مژدہ

نوٹ ناظرین اشتہاری حالت نے ایسی خرابی ڈال رکھی ہی اور ایسا جھوٹا بنا رکھا ہی کہ اگر کوئی اکسیر کی بھی اشتہار کے ذریعہ سے اشاعت کرے تو مشتہر جھوٹا اور اکسیر مٹی لیکن بھائیو بخدا میری غرض روپیہ پیدا کرنا نہین جو کہتا ہون کل ہمارے بھائی اشتہار والوکی حالت ہی مجکو تو اکثر بھائیونکی مایوسی کی حالت دیکھکر اور انکے بیحد اصرار سے اشتہاری دنیا مین آنا پڑا ورنہ مین ہرگز اپنے کو مشتہر نکرتا اسی لحاظ سے یہ شرط ہی کہ اگر خدانخواستہ دوا نفع نکرے

— تو آپکی حلفی تحریر آنے پر دوا کی قیمت واپس —

حضرات اگر اب بھی آپ بیخبر رہین اور اپنے موذی مرض کا علاج نکرین تو افسوس ہی بہتر ہے اب ان امراض کا دلجمعی سے علاج کیجیے اسوجہ سے کہ ہمارے چار عدد **کباب** کھانے کے بعد آپ بغیر سوے ہرگز نہین رہ سکتے ہمارا **حلوہ** اسقدر مقوی ہے کہ سوئے ہوئے مادہ زاد مرد کے کیسا ہی مرد ہو تا ہی مطلق اسکو مرد ہی عطا کریگا ہمارا **روغن ناسور** وہ نایاب روغن ہی کہ اگر ہڈی کا ناسور ہو تو اسکے استعمال سے شرطیہ فائدہ ہوگا اسکی قیمت تو ہزار روپیہ بھی تھوڑے تھے ہمنے محض نفع رسانی خلق اللہ کے ایک روپیہ رکھا ہی۔ اکثر بھائی ہاتھ کے ذریعہ سے حظ اُٹھاکر تمام عمر کو پریشانی و ندامت کا سامنا کرتے ہین رگ نہین پاتا ہی یا کل بیکار ہو جاتے ہین ہمارا **طلا** اور **پٹی** اور **سینک** اسکے لئے بیحد مفید ہی آسانی سے رانی رگونکا نکالکر اصلی قوت کو دوبارہ قایم کر دیتی ہی۔

روغن برائے گٹھیا فی شیشی	عمہ	**روغن** برائے ناسور فی شیشی	عمہ
کباب برائے قوت فی عدد	عمہ	**دوائے دمہ** سات خوراک	عمہ
حلوہ مقوی قوت فی تولہ	۸ر	**پٹی** برائے مجلوق قیمت	عمہ
طلا برائے مجلوق فی شیشی	عمہ	**سینک** برائے مجلوق قیمت	۸ر
سفوف برائے رقت فی شیشی	عمہ	**معجون** برائے ضعف قوت جدید و کہنہ فی تولہ	عمہ
طلا برائے ضعف قوت فی شیشی	۸ر	**سفوف** دافع سستی فی شیشی	عمہ
سفوف برائے جریان فی شیشی	عمہ	**سفوف آتشک** فی شیشی	عمہ
مرہم آتشک قیمت	عمہ	**حبوب** سرفہ کہنہ و جدید فی شیشی	۴ر

المشتہر نواب سید فخر الدین حسین خان عرف نواب جانی مرزا لکھنو گولا گنج متصل امام باڑہ میر واجد علی

بعون خالق انس و جان و صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران کلام بلاغت نظام شاعر ذی وقار مداح اہل بیت اطہار ماہر رموز شعر و سخن جناب سید امیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن فروغ لکھنوی

المسمی بہ

دیوان فروغ

سنہ ۱۳۲۵ھ

بحسن انتظام

و تصحیح سید محمد ہادی زار رضوی عفے عنہ

در مطبع گلشن فیض لکھنؤ مطبوع گردید

کالہن عرف واجد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

غزل ۱ — اشعار ۱۶

قدم تیرا عدم تیرا مکان و لامکان تیرا
زمین تیری فلک تیرے ہے شش جہت جہان تیرا

کہین پرتو نہان تیرا کہین جلوہ عیان تیرا
دلون مین یاد تیری اور زبانون پر بیان تیرا

حسینون مین جھلک تیری ستارون مین چمک تیری
وہی نور اور وہی جلوہ یہان تیرا وہان تیرا

کیا جب ذکر تیرا آنکھ سے بہنے لگے آنسو
ہوا از تم محبت پر نمک شور بیان تیرا

بنی ہی سرمہ چشم مہر و مہ کا خاکِ در تیری
الٰہی سجدہ گاہِ انس و جن ہی آستان تیرا

محمد کا ہی تو عاشق محمد عاشق حیدر
ترے پیارے کا پیارا بھی نہو کیون قدردان تیرا

صبا آتی نہین یہ جنبشِ بادِ بہاری سے
چمن کا پتہ پتہ ہی خوشی مین مدح خوان تیرا

ترا دوزخ تری جنت ترا دین اور تری دنیا
اِدہر تیرا اُدہر تیرا یہان تیرا وہان تیرا

پڑہا کرتے تھے کلمہ حسن کا تیرے کلیم اللہ
بھرا کرتے تھے دم عیسےٰ بھی اے جان جہان تیرا

ٹپکتی ہی گلون سے بنکے شبنم یاد اگر تیری
زبانون پر عنادل کی چمن مین ہی بیان تیرا

لب دریا پہ نکلے آبلے بنکر حباب آخر / نہ آب بحر مین بھی چھپ سکا سوز نہان تیرا
مصیبت مین تجھے مور و سلیمان یاد کرتے ہین / سہارا ڈھونڈھتا ہی ہر قوی و ناتوان تیرا
پہنچ آیا مہر پہلے آسمان پر روز عاشورہ / مگر ادنی سا اک یہ بھی تھا نازِ امتحان تیرا
سر طور آ کے بیہوشی نے اچھی پردہ داری کی / کلیم اللہ نے بس جلوہ بھلا دیکھا کہان تیرا
شب معراج کے جلوے رہے چشم تمنا مین / جو تیرا مہمان تھا بن گیا وہ میزبان تیرا

غزل ۲	فروغ زار پر کر رحم اُسی کا واسطہ تجھکو جو ہی پیارا ترا محبوب تیرا راز دان تیرا	اشعار ۱۲

قول ہی عیسے کا میرا پیشوا پیدا ہوا / خضر کہتے ہین ہمارا رہنما پیدا ہوا
واقفِ شان نزولِ ہل اتی پیدا ہوا / کاشف سرِ خفی انما پیدا ہوا
شکل آئینہ رہے ہر صبح تا پیش نظر / آسمان پر اس لیے شمس الضحیٰ پیدا ہوا
حضرت نرجس پہ کچھ ظاہر نہ تھے آثار حمل / پردۂ غیبت مین یہ معجز نما پیدا ہوا
رونقِ تختِ خلافت وارثِ ختم رسل / مسند آرائے سریر اتقا پیدا ہوا
قائم آلِ محمد رونق دنیا و دین / یادگار خاندانِ مصطفےٰ پیدا ہوا
بے ٹھکانون کا ٹھکانا نا امیدون کی امید / بے سہارون کا جہان مین آسرا پیدا ہوا
روشنی دیدۂ اسلام اب وہ چند ہی / نور چشم خامس آلِ عبا پیدا ہوا
شرق سے تا غرب دینِ حق کو یہ پھیلائینگے آج / آپ کیا پیدا ہوئے [illegible] پیدا ہوا
غیبت حضرت سے پوشیدہ کیا دل کو ہو / سرخ باطن مین جب ہی رنگِ حنا پیدا ہوا
جس پہ صدقے ہو کے مرنا ہی حیاتِ جاودان / آج وہ سرچشمۂ آبِ بقا پیدا ہوا

غزل ۳	وارثِ ختم النبیین مہدیٔ دین اے فروغ بہترین خلق ختمِ اوصیا پیدا ہوا	اشعار ۲۴

کچھ نہین پروا جگر یا دل گیا / مل گئین نظرین تو سب کچھ مل گیا

اس خرام ناز سے کیا مل گیا
دی صدا تختون نے مرقد ہل گیا

اُٹھ کے پہلو سے جو وہ قاتل گیا
درد کو اُٹھنے کا پہلو مل گیا

ہاتھ خالی کب تر اسائل گیا
مانگنے والے کو سب کچھ مل گیا

یان محبت مین گرہ سے دل گیا
دھوم ہے دل مل گیا دل مل گیا

پھر گئی نظرون مین بتیابئ دل
جب ترے کانون کا بُندا ہل گیا

جان ان نیچی نگاہون پر نثار
وہ مرا کھویا ہوا دل مل گیا

تھا شب وعدہ ہی مزا غیر کو
آج پھر اُن کو بہانہ مل گیا

کُھل گئی چوری تری اے دل کے چور
سب پتہ نیچی نظر سے مل گیا

گریۂ بلبل پہ وہ بھی ہنس پڑے
باغ مین طرفہ شگوفہ کِھل گیا

دو دو باتین حشر کے دن ہو گئین
درد دل کہنے کا موقع مل گیا

ہنستے ہنستے مجکو لوٹا یار نے
دل لگی ہی دل لگی مین دل گیا

اک وفا دشمن پہ ہم مرنے لگے
جان دینے کا بہانہ مل گیا

کُھل گئی دل کی حقیقت کُھل گئی
مل گیا تیرا ٹھکانا مل گیا

میری آہون پر خفا ہونے لگے
جب ہوا سے اُنکا آنچل ہل گیا

لب کو نالہ سر کو سودا دل کو درد
جو مناسب تھا جسے وہ مل گیا

کوئے جانان کی کشش ٹھہری
ناتوان کھنچکر سوئے منزل گیا

ضعف مین کام آگئی دل کی تڑپ
کروٹین لینے کا پہلو مل گیا

روح کو تن سے محبت ہو گئی
طائر وحشی قفس سے ہل گیا

رشک آتا ہے دوپٹہ پر ترے
ہاتھ پھیلا کر گلے سے مل گیا

دیکھ کر قاتل نہین دشمن کو ہم
بھر کے دامن خون سے قاتل گیا

درد دل سنکے بات کہکر اُٹھ گئے
پھر تڑپنے کا سہارا مل گیا

عید بھی اچھی کٹی گردن کیساتھ
جھک کے وہ خنجر گلے سے ملگیا

غزل ۴

اے **فروغ** اُنسے تمہارا حال بھی
خیر کھدینگے جو موقع مل گیا

اشعار ۲۳

دل ہو یا غیر ہو کوئی بھی کسی کا نہوا
یہ ہمارا نہوا اور وہ تمہارا نہوا

کیا کہین عشق مین ہم کیا ہوا اور کیا نہوا
جو نہ چاہا وہ ہوا اور جو چاہا نہوا

یون تو ہونے کے لیئے دھر مین کیا کیا نہوا
غم مسرت نہوا درد تمنا نہوا

غم یہان عیش وہان واہ ری تاثیر فراق
حال بھی ایک مرا اور کسیکا نہوا

رنج اُٹھاتا ہی زمانے مین بشر بھی کیا کیا
غم کا پتلا یہ ہوا خاک کا پتلا نہوا

کچھ بھی ہو ضد ہی مگر میری تمنا سے اُنھین
مین کہون کیا مرا مرنا بھی گوارا نہوا

ضعف سے درد بھی اُٹھا نہ شب غم دلمین
ہائے کروٹ بھی بدلنے کا سہارا نہوا

منہ کی کھائی طلب بوسہ پہ کیون حضرت دل
ہمتو کہتے ہی تھے انکار ہوا یا نہوا

غیر سمجھے نہ مجھے رشک سے دل بھی میرا
اس لیئے وہ مجھے چاہین یہ گوارا نہوا

ہو سکا جب نہ علاج اُنسے مریض غم کا
ہنس کے کہنے لگے اچھا ہوا اچھا نہوا

دلمین دیتا ہون ترے درد محبت کو جگہ
لطف ہی کیا جو کھٹکتا ہوا کانٹا نہوا

نارسائیِ مقدر کا گلہ کیا کیجے
ذکر بھی آپ کی محفل مین ہمارا نہوا

سرد مہریِ بتان کا بھی اثر اُلٹا ہی
دل جلا اور کلیجہ کبھی ٹھنڈا نہوا

اُن سے کے انس کہنے پہ مرنا ہی پڑا اب مجکو
جان پیاری ہوی مین جانسے پیارا نہوا

شوق کی کچھ نہ چلی ناز کے آگے شب وصل
ضد تو پوری ہوئی ارمان جو پورا نہوا

جس طرف دیکھ لیا آئی صدا اُف اُف کی
کوئی برچھی ہوئی آنکھون کا اشارا نہوا

وعدہ کیون یاد دلائے اُنھین کوئی جو سُنے
اک مصیبت ہوئی کمبخت تقاضا نہوا

رنگ چھوٹا ہی نکلتا ہی نقاب رُخ سے
لاکھ پردا کیا پر حسن کا پردا نہوا

چٹکیان دلمین لیئے جاؤ ستہین کیا اس سے
دُکھ ہوا یا نہوا درد ہوا یا نہوا

جاؤ یون ہی سہی دونون کا ہی نقصان ہمین
تم مسیحا نہوئے مین اگر اچھا نہوا

نہ بجھی دلکی لگی آنسوؤن سے بھی شب غم
لاکھ کمبخت کو چھینٹے دیئے ٹھنڈا نہوا

پھر گئین آنکھین بھی کانون کی لوین بھی دم نزع
جب پڑا وقت تو پھر کوئی کسیکا نہوا

غزل ۵ — اشعار ۱۹

چرخ نے اس کو بھی کاٹا ہی شب وصل کیساتھ
دلکا ارمان **فروغ** آپکا پورا نہوا

نالہ جو جہین مرے منہ سے نکل گیا
غم اس کا ہی کسی کا کلیجا دہل گیا

کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی
یہ بھی ترا مزاج تھا کیا جو بدل گیا

پروانہ ہائے، آگ کو سمجھا نہ آگ بھی
وہ آگ شوق وصل کی بھڑکی کہ جل گیا

بدلا کرے جو رنگ بدلتا ہی آسمان
اپنا کبھی نہ رنگِ طبیعت بدل گیا

وہ ہائے تیغ اُٹھاتے تھے غصہ سے غیر پر
آنچل نے قہر ڈھایا کہ شانہ سے ڈھل گیا

گیسو بھی تو کسی بُتِ کافر کا یہ نہ تھا
پھر کس لیئے نہ میرے مقدر کا بل گیا

کرتا تھا مین گلہ ستمِ روزگار کا
کیون رنگِ رُخ کسیکا الٰہی بدل گیا

نقلِ مکان مریض کی خاطر ضرور تھا
اچھا ہوا لحد مین جو مین اے اجل گیا

تقلید آسمان کچھ اُنھین فرض تو نہ تھی
کسواسطے مزاج پھر اُن کا بدل گیا

کرنا مرا گلا وہ غم و رنج ہجر کا
کہنا کسیکا خوب ترا جی بہل گیا

اے دل عجب بلا کا ترا اضطراب ہی
دیکھا اک جگر بھی تھا کہ سنبھالا سنبھل گیا

ممکن نہین حضور جو بدلون مین اپنی وضع
بدلا کرے جو رنگِ زمانہ بدل گیا

اے موت کچھ بتا کہ یہ کیا انقلاب ہی
پوشاک بھی بدل گئی گھر بھی بدل گیا

پروانہ سے وفا مین نہین شمع بھی کم
یہ بھی تو جل گئی جو وہ کمبخت جل گیا

رنج فراق تو ہی مرا ایک حال پر
پھر مجھکو کیا جو رنگ زمانہ بدل گیا

کرنے کو تھا گلہ ستمِ آسمان کا مین	بیٹھے تھے وہ سمجھ کے مگر کچھ سنبھل گیا
ظالم نشان خار مژہ کھ رہے ہین صاف	کوئی ضرور تلوون سے آنکھونکو مل گیا
ڈھلتا بھلا حضور کا جوبن مجال تھی	یہ بھی ہمارے وصل کا دن تھا کہ ڈھل گیا

غزل ۹	پڑھ اُس ردیف و قافیہ مین اک غزل فروغ ہو کل گیا کہین تو کہین ہو نکل گیا	اشعار ۱۲

غزل

مین آج جاؤن گا ترے گھر سے نہ کل گیا	وہ غیر تھا کہ تو نے نکالا نکل گیا
جوبن کسیکا یاد جو آیا فراق مین	سینہ سے بس تڑپ کے کلیجا نکل گیا
کرتے تھے مجھ سے وصل کا وعدہ غضب ہوا	اُن کی زبان سے نام عدو کا نکل گیا
بگڑے ہو عرض حال پہ عاشق سے کس لئے	کیا حرفِ آرزو کوئی منہ سے نکل گیا
اک آرزو ہماری جو نکلی نہ عمر بھر	اک حوصلہ رقیب کا تھا جو نکل گیا
جلدی تھی ہائے دونون کو صبح شب وصال	اُٹھکر اُدھر گئے وہ ادھر دم نکل گیا
اے اضطراب وصل کی شب دل ہو یا جگر	یہ جانتے ہین کوئی تڑپ کر نکل گیا
پچھتائیے نہ عہدِ وفا کر کے اے حضور	کچھ شکوۂ عدو نہین منہ سے نکل گیا
نقصان دو ہوئے ہے مرے مرنے سے وصل مین	ارمان بھی نکل گئے دم بھی نکل گیا
تھا حرفِ وصل کا نہ نکل عرضِ حال مین	کیا کہ رہا تھا کیا مرے منہ سے نکل گیا
اللہ موت کیون مجھے آئی شب وصال	کیا دم ہی ساتھ آرزوؤن کے نکل گیا

غزل ۱۰	کس بات پر وہ روٹھ گئے مجھ سے اے فروغ کیا غیر کا گلا مرے منہ سے نکل گیا	اشعار ۲۶

غزل

غیر کیون پکڑے ہی دامن اُس بتِ سفاک کا	بس یہی تو اک ٹھکانا ہی ہماری خاک کا

تان کر سینہ وہ چلنا اُس بُتِ سفاک کا
دل پکڑ کر بیٹھ جانا وہ کسی غمناک کا

کم نہین مجھ سے وہ سُرمہ کا دُنبالہ مجھے
وہم ہوتا ہی مرے دل کو عدو کی خاک کا

بعد مرنے کے لیئے پھرتی ہی اپنے دوش پر
ہی ادب اتنا ہوا کو بھی ہماری خاک کا

جا بجا سے قبر کیون شق ہو گئی ہی بعد مرگ
دے رہی ہی یہ نشان میرے دلِ صد چاک کا

بیچنے نازک جو چاہین جام اس کے بنائین کوزہ گر
یہ اثر دیکھے کوئی مجھ ناتوان کی خاک کا

ہی یہی اک حال پر رہتا نہین میری طرح
کیون نہ یہ ممنون ہون مین گردشِ افلاک کا

شمع کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی رو دیئے
رنج دیکھا ہی نہین جاتا کسی غمناک کا

رنج ہی گرد آلود کسکو دفن کرکے آئے ہین
چہرہ روشن پہ غازہ ہی یہ کس کی خاک کا

کس طرح مجھ ناتوان و زار و لاغر سے اُٹھے
ظلم اُن کا رشکِ غیرون کا ستم افلاک کا

اشک تھمتے ہی نہین گو لاکھ کرتا ہون مین ضبط
آبلہ پھوٹا کوئی شاید دلِ غمناک کا

اور کس کام آئے گی میری سیہ بختی بہجر
کاش کاجل ہی بنے اُس دیدۂ نمناک کا

رشک سے تو شرکت گوارا کرنے دیتا ہی نہین
ظلم مین اُنکے اُٹھاؤن یا ستم افلاک کا

یہ بھی سمجھتے ہو کسی شے مین اثر باقی نہین
پھر گلہ بھی کرتے ہو آہِ دلِ غمناک کا

تو فلک پر اک زمین پر تو ہزارون جا پہ ہین
فیض ہی یہ نقشِ سُمِّ توسنِ چالاک کا

کاش یہ کہدو کہ اس پردے مین کرتا ہون مین ظلم
پھر تو خوش ہو کر اُٹھاؤن مین ستم افلاک کا

رحم کے قابل نہ رکھا تم نے آنسو پونچھ کر
گھٹ گیا رُتبہ ہمارے دیدۂ نمناک کا

کروٹین لیتا ہون مین فرقت کی شب کیا جا بجا
میرا سینہ ہی کہ گہوارہ دلِ غمناک کا

ہی حیا اب ہم رقیبونکو بھی ٹوک سکتے نہین
کیا کرین منہ ہی کسی کے دیدۂ بیباک کا

تم ہماری قبر سے اُٹھے تو دامن جھاڑ کر
واہ پاس اچھا کیا تم نے ہماری خاک کا

غیر کی رنجیدگی سے وہ بھی کچھ چپ سے ہین
یہ اثر اچھا ہوا آہِ دلِ غمناک کا

پوچھتے ہو مجھ سے کیا دوران سر کا میرے حال
کیا نہین دیکھا تماشہ کوزہ گر کے چاک کا

دیکھ اے زاہد نہ مجھے چشم حقارت سے نہ تو
مین اگر مجرم ہون تو اپنے خدائے پاک کا

اُسکو ناکا اِس کو مارا اُس کو گھائل کر دیا
قتل گہہ مین تھا یہ عالم اُس بتِ سفاک کا

کیا سبک رفتار ہے نقشِ قدم پڑتے نہین
ہے عجب نقشہ تمہارے توسن چالاک کا

غزل ۸	بزم مین دیکھو سوال بوسہ کر بیٹھا فروغ منہ لگانا فرض کیا تھا تم کو اُس بیباک کا	اشعار ۹

غزل

نہ چین قبر مین سنگ لحد سے دم بھر تھا
بتون سے عشق کا چھاتی پہ میری پتھر تھا

رہے اگر مرے دل مین تو آپ کا گھر تھا
خدا کے واسطے احسان پھر یہ کس پر تھا

وہ اضطراب شب ہجر کا معاذ اللہ
کہ ایک ہاتھ کلیجہ پر ایک دل پر تھا

وہ ایک غیر کی قسمت ہے جو بگڑ کے بنی
وہ ایک بن کے جو بگڑا مرا مقدر تھا

کٹی فراق مین مانا تمام عمر مری
جدا رقیب کی قسمت سے ہے تو مقدر تھا

شب وصال سے کچھ روز قتل کم نہ رہا
گلے سے ملنے کو گر وہ نہ تھے تو خنجر تھا

عدو کی ضد سے مرے پاس آئے تھے شبِ وصل
تمھین بتاؤ کہ احسان پھر یہ کس پر تھا

ہمارے قتل کی خاطر نہ تھی یہ عریانی
خوشی مین جامہ سے خنجر بھی اُن کا باہر تھا

غزل ۹	نہ کس طرح سے اُٹھاتا فراق کے صدمے دل فروغ بتون کی طرح سے پتھر تھا	اشعار ۱۸

غزل

ہوا ہجر مین حال ابتر کسی کا
یہ کہتا ہے گیسو بکھر کر کسی کا

وہ ہنس ہنس کے ذکر عدو میرے آگے
چبھونا وہ رہ رہ کے نشتر کسی کا

نہین سخت جان ہو نہین لیتے ہین ارمان
جو رک رک کے چلتا ہے خنجر کسی کا

مرے دل پہ کر رحم اے سوز فرقت
ارے جل نجائے کہین گھر کسی کا

مڑی جاتی ہی باڑہ اے سخت جانی
کہ منہ موڑے لیتا ہی خنجر کسی کا

کلیجہ تڑپ کر جو آتا ہی مُنہ کو
اگر نام آیا زبان پر کسی کا

وفا وعدہ اب بھی جو کرنا ہو کیجے
کہ ہوتا ہی وعدہ برابر کسی کا

محبت مین ہین شمع و پروانہ یکسان
کوئی جل گیا کٹ گیا سر کسی کا

بُرا کیا کہین اُس کو ہو جس سے اُلفت
گلہ کیا کرین روزِ محشر کسی کا

کٹے سر مگر قطع اُلفت نہو گی
یہ مانا کہ ہی تیز خنجر کسی کا

ارے لے لیا ناز اُٹھانے کا بدلا
یہ ٹھنا مری لاش اُٹھا کر کسی کا

ذرا حسرتِ دید تھم تھم کے نکلے
چلے کاش رُک رُک کے خنجر کسی کا

ترے کوسنے کا اثر کچھ نہو گا
ہی برگشتہ ظالم مقدر کسی کا

قیامت کی گرمی تھی محشر مین زاہد
مزا دے گیا دامن تر کسی کا

اُبھار اُس دوپٹہ سے ظاہر نکسون ہو
کہ جوبن ہی جامہ سے باہر کسی کا

ہٹا عکس اُن کا تو آئینہ بولا
زمانے مین اُجڑے یون گھر کسی کا

کسی کی وہ شوخی کسی کا وہ جوبن
مٹانا کسی کو اُبھر کر کسی کا

غزل ۱۰

نہین رحم گر اے فروغ ان بتو نمین
خدا تو ہی اے بندہ پرور کسی کا

اشعار ۹

غزل

شب ہجر دردِ دل کو نہ مرا خیال ہوتا
کہ پڑا تھا وقت کیونکر نہ شریک حال ہوتا

مرے غم مین مر گیا ہی یہ اُنھین خیال ہوتا
مین عدو کو کوستا بھی تو مجھے ملال ہوتا

ہی عیان مری نحافت تری گردش نظر سے
کہ نہ آنکھ پھیرتا تو نہ مین پائمال ہوتا

شب غم ترے تصور نے عجب مزے دکھائے
یہ کہان سے لطف اُٹھتے جو ترا وصال ہوتا

نہ وہ میرے گھر پہ آتے نہ عدو کو ساتھ لاتے
یہ خوشی اگر نہوتی تو نہ وہ ملال ہوتا

دلِ تنگ مدعی ہین یہ سمائین دونو کیونکر	مری دشمنی نہوتی جو ترا خیال ہوتا
جو ذرا اثر دکھاتا غم عشق اے حسینو	تو عیان تمہارے چہرے سے مرا ملال ہوتا
یہ عدو کی بیقراری ہی دلیل قطع الفت	کہ ضرور دل بہلتا جو ترا خیال ہوتا

غزل عــ۱۱	کبھی حالِ دل نہ لکھتا تو فریب ع ان بتون سے ارے اپنی جان کا کچھ جو تجھے خیال ہوتا	اشعار ۲۴

غزل

بھولے پن پر بھی جھپٹا پڑتا ہی جوبن کیسا	رنگ لایا ہی جوانی مین لڑکپن کیسا
مہربان مجھپہ کوئی ہوتا ہی اس کی ضد سے	غیر تو دوست سے بھی بڑھکے ہی دشمن کیسا
مین تو سمجھا تھا کہ مجھپہ انھین رحم آئیگا	ان کو ہی وہم کہ یہ نالہ و شیون کیسا
اثر الٹا کیا آہون نے پس مرگ بھی کیا	جھلملاتا ہی چراغِ سر مدفن کیسا
اب کسی بات کا ان کو نہین ہوتا ہی یقین	منفعل میری عداوت سے ہی دشمن کیسا
غیر کے حال پر افسوس مجھے آتا ہے	آپ جب خوش ہون تو پھر نالہ و شیون کیسا
آنکھین اس کو بھی ہوئی ہو نہ کچھ امیدِ رشک	شاد ہی میری شبِ وصل پہ دشمن کیسا
کون روتا ہی بناوٹ سے مرے ماتم مین	ہنس رہا ہی یہ چراغِ سر مدفن کیسا
آج کیا تکتی ہین شرمائی نگاہین ان کی	آج خوش پھرتا ہی اے رشک یہ دشمن کیسا
رحم آیا انھین کیا آبلہ پائی پہ مری	دشت مین خار پکڑ لیتے ہین دامن کیسا
دل بجھا کر نہ ہوا ہائے کلیجہ ٹھنڈا	اب بجھاتے ہو چراغِ سر مدفن کیسا
منتقل اس پہ ہوئی مشق جفا بھی مرے بعد	بد دعا کرکے بھی نادم ہوا دشمن کیسا
شاد ہون ہی ستم آمیز کرم بھی ان کا	رات دن ورنہ لبِ غیر پہ شیون کیسا
اسی انداز نے مارا تھا مجھے اے ظالم	منہ کو اب ڈھانک کے روتا ہی سرِ مدفن کیسا
تیری باتین نہین نشتر سے ہین کم اے ناصح	تو اگر دوست ہی تو ہوتا ہی دشمن کیسا

بدگمانی سے تری اور گھٹا جاتا ہون
بات بھی مین نہین کر سکتا ہون شیون کیسا

شمع کو دیکھ کے وہ طنز سے فرماتے ہین
یہ دھوان بن کے اڑا جاتا ہی جوبن کیسا

کم سنی کی ہر ادا جان لیے لیتی ہے
یہ سبھی ہوش کی باتین ہین لڑکپن کیسا

ضعف سے پڑتی ہی ایک چوٹ کلیجہ پہ مرے
کر رہا ہی اثر الٹا مرا شیون کیسا

مرنیوالو یہ ادا خوب نہین وقت سفر
پھیرنا آنکھ کا سب سے دم مردن کیسا

نگہ یاس سے لازم ہی تمھین بھی ڈرنا
اٹھ کے دیکھو تو ہر دیوار مین روزن کیسا

نہ سہی غیر کا غم شرم سے منہ ڈھانکا تھا
یہ تو فرمائیے پھر تر ہی یہ دامن کیسا

دل کے ناسور کا اب تک یہ پتا دیتا ہی
جانتے بھی ہو لحد مین ہی یہ روزن کیسا

غزل نمبر ۱۲	اس زمانہ مین گلا کس کا کرے کوئی فروغ دشمنی دوست بھی اب کرتے ہین دشمن کیسا	اشعار ۲۰

غزل

حوصلہ دل کا شب وصل جو نکلا ہوتا
پھر نہ منت کش آغوش تمنا ہوتا

خوف کچھ بھی جو ترے تیر نظر کا ہوتا
آئینہ مین نہ ترا عکس بھی ٹھہرا ہوتا

دھم ہی آئے ترا نام مرے نام کیساتھ
موت کا کاش کوئی اور بہانا ہوتا

اور دم بھر جو نہ آتا ترا پیکان دل مین
داغ زینت وہ آغوش تمنا ہوتا

جان سی چیز مین یون ہجر کی شب کیون دیتا
نہ اگر موت مین انداز مسیحا ہوتا

ضعف مین مجھ سے نہ سنبھلا دل بیتاب اگر
اک ذرا درد ہی نے اٹھ کے سنبھالا ہوتا

ہائے مین جان سے بھی بڑھ کے سمجھتا تھا انہین
پھر اگر اس پہ نہ تھا ان پہ بھروسا ہوتا

آپکے تیر نظر سے مجھے خوف آتا ہی
آنکھ بھر کر نہ سوئے آئنہ دیکھا ہوتا

کچھ تقاضا ہی قضا کا کچھ ادا کا دم نزع
کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے ہی اشارا ہوتا

خیر اسی مین ہوئی ظالم کہ ستمگر نکلا
ورنہ عاشق ترا پھر ایک زمانا ہوتا

ہوگا دشمن جو مرا دوست تم اُسکے ہوگے
یہ سمجھتا تو عدو آپ مین اپنا ہوتا

ہنس کے کھدیتا ہون مین دعوے یکتائی پر
قہر ہوتا جو کوئی اور بھی تم سا ہوتا

وعدۂ غیر اُنھین ہم یاد دلاتے توبہ
کھتے ہین مُفت مین احسان کسی کا ہوتا

اب جدا ہونگے بھلا دست تمنّا میرے
کاش پہلے ہی گلے سے نہ لگایا ہوتا

طپش دل کسی کوچہ مین گرا ہی دیتی
گر نہ یارون نے جنازے کو سنبھالا ہوتا

تم جو آئے بھی تو بے چین کسی شوق مین ہو
تم نہ آتے بھی تو بیتاب کلیجا ہوتا

لن ترانی کی صدا طور پہ موسیٰ نے سُنی
دیکھتا دل ہی مین گر دیکھنے والا ہوتا

تیر ہم سے تو رُکے یا نہ رُکے تیر نظر
دیکھتے ہم نکھ یاس سے تو کیا ہوتا

داغ دل بھی ہے مرا پستیٔ طالع کی دلیل
اک ذرا اور اُبھرتا تو یہ پھپھولا ہوتا

اب بُرا ہون تو کچھ اچھا بھی سمجھتے ہین فروغ
کھتے کچھ لوگ بُرا بھی اگر اچھا ہوتا

غزل

غزل ۱۳۱ — اشعار ۱۷

ایسی ہی باتون سے تو ٹوٹ گیا دل اپنا
جو رقیبون کا ہے قاتل وہی قاتل اپنا

داغِ دل اُبھرے ہین اے قافلۂ رنج و الم
دیکھ خود اُٹھ کے نشان دیتی ہے منزل اپنا

کوئی بتلائے کہ ناصح کا اجارہ کیا ہے
جان اپنی ہے جگر اپنا ہے اور دل اپنا

نامہ بر کو مین وہان بھیج کے پچھتاتا ہون
کل جو تھا دوست وہی آج ہے قاتل اپنا

بے تکلف ہر ادا نیند کی ڈھاتی ہے ستم
کام ہر وقت کیا کرتا ہے قاتل اپنا

یاد نے کشمکشِ غم مین پھنسایا مجھکو
ناز اُن سے بھی سوا کرنے لگا دل اپنا

ہو جو لیلی پہ ذرا بھی اثرِ گریۂ شوق
اُلٹے اے قیس وہ خود پردۂ محمل اپنا

کر گئی لطف وہ غصہ کی بناوٹ مین ادا
ہنس دیا دیکھ کے مُنہ تیغ مین قاتل اپنا

جان بے چین ہے دل شق ہے کلیجہ بیتاب
حال کیا اب بھی نہین رحم کے قابل اپنا

دل کے بھر آنے سے تسکین ذرا ہوتی ہی — دیکھتا کاسہ ہی خالی ہی جو سائل اپنا
حسرت قتل ہی مین جان کو ہم دے دیتے — کیا کرین اسپہ بھی راضی نہین قاتل اپنا
فرقت یار مین ہی جان لبون پر اپنی — حال اب ہوگیا تسکین کے قابل اپنا
اُسکو یہ ضد کہ نہو آئینہ دم بھر بھی جدا — مجکو یہ رشک نہو جائے وہ مائل اپنا
نہ ملے حشر کے دن دادِ الٰہی ہم کو — وہی قاتل ہی رقیبون کا جو قاتل اپنا
کون دریا مین نہایا کہ اسے شرم آئی — مُنہ ہی دامن سے چھپائے ہوے ساحل اپنا

کُند خنجر سے کیا ذبح ستمگر نے فروغ
کوئی ارمان بھی جو نکلا تو بمشکل اپنا

غزل ۱۶۱	غزل	اشعار ۱۹

کچھ ڈھنگ نرالا ہی تمہاری ہر ادا کا — انداز تغافل مین بھی ہی شرم و حیا کا
ماتم مین اُنھین ہوش نہین کچھ سر و پا کا — اے رشک مقدر یہ مرے اہل عزا کا
کچھ شغل تھا وہ بھی نہ رہا مشق جفا کا — کس درجہ وہ دشمن ہی مگر اہل وفا کا
سب کہتے ہین کشتہ مجھے اُس تیغ ادا کا — مین کہتا ہون اک یہ بھی بہانا تھا قضا کا
بس چپ بھی رہو نام نہ لو ترکِ جفا کا — نازک ہی بہت دل مری جان اہل وفا کا
آئے بھی تو مُنہ ڈھانک لیا لاش پہ میری — سمجھا ہی مقدر بھی مرے اہل عزا کا
گھونگٹ مین غضب کرتی ہین وہ نیچی نگاہین — کچھ شوخیون پر بس نہین چلتا ہی حیا کا
آنکھین جو پھرین میری دم نزع تو بولے — بس آج سے لینا نہ کبھی نام وفا کا
پہلو مین نہ جب تک ہو کوئی رہتا ہی بیتاب — کمبخت مرا دل بھی بیچین ہے بلا کا
اتنی نہ اُنھین کی مین خوشامد کرون یارب — شرمندہ ہون کیون مفت مین تاثیرِ دعا کا
دل دیدیا لو جان بھی حاضر ہی حسینو — اب ہم سے تقاضا نہین اٹھتا ہی وفا کا
ہنستا ہی عدو طول شب ہجر پہ میرے — کمبخت کو کچھ خوف نہین روز جزا کا

وہی ہین اگر گالیان لے لینے دو بوسہ
کرنے دو خطا بھی جو ارادہ ہی سزا کا

بولے وہ مری لاش پہ اُٹھین نہ جفائین
آئے تو لگاتے ہوئے الزام وفا کا

وہ ٹھوکرین ہنس ہنس کے لگانا ترا ظالم
وہ کانپنا رہ رہ کے مزا رشتہدا کا

ہین جان سے بیزار اُٹھین ہوتے سے ہوا کے
شاید کچھ ابھی حوصلہ باقی ہی جفا کا

پھر کیون یہ اشارون مین ہو شادی کے مژدہ
تم کو تو ذرا خوف نہ تھا روزِ جزا کا

ماتم مین مرے سُرخ نزاکت سے ہین ہاتھ
دھوکا کہین غیرون کو نہو رنگِ حنا کا

کر ترک فروغ اب تو محبت کو بتون کی
کچھ شرم بھی کمبخت کہ بندہ ہی خدا کا

غزل ۱۵	غزل	اشعار ۱۱

کسے بگاڑے گا بتا یہ خوش جمالون کا
ارادہ کیا ہی الٰہی سنورنے والون کا

ہوا بلند یہ فرقت مین شور نالون کا
کہ خواب اُڑ گیا راتون کو سونے والون کا

شب وصال بکھرنا وہ رخ پہ بالون کا
وہ دو گھڑی مین بگڑنا سنورنے والون کا

وہ سو کے صبح شب وصل آپ کا اُٹھنا
وہ روپ چاند سے چہرہ پہ بکھرے بالون کا

خدا کی شان عدو جان آپ پر دینگے
حضور بس یہ کلیجہ تھا مرنے والون کا

ہمارے قتل سے انکار پیشِ داورِ حشر
وہی ہی حال یہان بھی مکرنے والون کا

رہے تھے کونسے بیدرد کے یہان تھک کے
حضور دیکھیے حال آئینے مین گالون کا

وہ ہون مین کشتۂ حسرت کہ دل بھر آتا ہے
مری لحد کی طرف سے گزرنے والون کا

نہ روئیے نہ پریشان کیجئے زلفین
یہ غم یہ رنج مین قربان مرنے والون کا

اُنھین کی خاک اُڑاتے ہین کرتے ہین باتین
پھر اُس پہ یہ بھی کہ ماتم ہی مرنے والون کا

نہ جائے شمع بھی مثلِ فروغ محفل مین
کہ بزمِ عیش مین کیا کام رونے والون کا

غزل نمـ ۱۷ — **غزل** — اشعار (۱۱)

دل مکدر ہی اُس ستمگر کا
رُکنا بیجا نہین ہی خنجر کا

گھُٹ کے مرجاؤن کیون اے شبِ غم
لون جو احسان کسی کے خنجر کا

ناز اُدھر شوخیون کا وصل کی رات
شوق اِدھر میرے قلبِ مضطر کا

صدقے مین ان نشیلی آنکھون کے
ساقیا کوئی دورِ ساغر کا

مین ہنسا نعشِ غیر پر تو کہا
کیون ہمارا ہی دل ہی پتھر کا

وعدہ دیدار قیامت پر
کچھ نہین دھیان اہلِ محشر کا

ہاتھ مین لون نہ کیون قبر کا دل
کہ پتا مل گیا ترے گھر کا

تم تلاشِ عدو مین پھرتے ہو
پھیر ہی پھیر ہے مرے مقدر کا

کیون نہ تڑپے فراقِ جسم مین روح
چھُٹ گیا ساتھ زندگی بھر کا

چاہیے داستانِ اُلفت کو
ہجر کی رات روزِ محشر کا

منہ چھُپاتے ہین وصل مین وہ **فروغ**
دھیان بھی کچھ ہی روزِ محشر کا

غزل نمـ ۱۸ — **غزل** — اشعار (۱۶)

خیالِ چشم تصور مین ہو جو گلشن کا
ملے قفس مین اسیرو مزا نشیمن کا

ہوا مفید مرے حق مین فعل دشمن کا
بنی چراغ چمک برق کی نشیمن کا

پس فنا بھی اثر ہی یہ سرد آہون مین
بجھا ہی دل کی طرح سے چراغ مدفن کا

نہ دشمنی سے بھی اُس کی مجھے ہو کیونکر رشک
کہ ہی تو دل مین کسی کے خیالِ دُشمن کا

اُڑے خزان مین جو تنکے تو اوج اور ملا
گیا دماغ فلک پر مرے نشیمن کا

تمہین تو ہوش سروپا کا میرے غم مین نہین
عدو وہین ساتھ بجھا دو چراغ مدفن کا

نہ لے زمانہ کا عُریان تنی مین بھی احسان
اشارہ ہی عقلاء سے یہ چشمِ سوزن کا

ہوا کے جھونکون سے پوچھے یہ کون بعد فنا
کہان چلی ہو بجھا کر چراغ مدفن کا

بناؤ شکل نہ للہ اہل ماتم کی
مرے جنازے پہ مجمع ہی دوست دشمن کا

شب وصال کی باتون کا دھیان آ ہی گیا
وہ ہنس رہے ہین بجھا کر چراغ مدفن کا

کم اُن کے عشق سے بغض رقیب دلمین نہین
خیال دوست سے بڑھکر ہی مجکو دشمن کا

عجب طرح سے وہ اظہار رنج کرتے ہین
مری لحد پہ ہی دھوکا عدو کے مدفن کا

وہ میری قبر پہ ہنستے ہین منہ جدھر کرکے
کہین وہی تو نہ رُخ ہو عدو کے مدفن کا

اگر اسیر قفس ہون تو کیا ہین اے صیاد
اب اور کچھ ہی تقاضا بہار گلشن کا

اگر گلا ہی مجھے تجھسے تو یہی اے ہجر
جو حال میرا ہی ظالم وہی ہی دشمن کا

پس فنا بھی عجب حال سوز دل ہی فروغ
شرار آہ پہ دھوکا ہی شمع مدفن کا

غزل ۱۸۱ — غزل — اشعار (۱۵)

مہربان عمر پہ وہ ہین ترا احسان ہوتا
انقلاب ایسا اگر اے گردش دوران ہوتا

چھوڑکر تجکو مرے دل مین نہ پنہان ہوتا
تجھسے عاجز جو نہ ظالم ترا پیکان ہوتا

پھول بھی تمنے اٹھائے نہ مرے خوب کیا
کچھ نہوتا تو نزاکت ہی کا احسان ہوتا

مین نے توبہ جو نہ کی خوب ہوا اے زاہد
پھر ہوتا جو مین توبہ سے پشیمان ہوتا

ہوئے ناز اُٹھانے کے مزے سے واقف
ہی جو حسرت تجھے تمکو وہی ارمان ہوتا

کیون زمانے مین نہ چرچا ہو وفا کا میری
کچھ ترا جور نہین تھا کہ جو پنہان ہوتا

کچھ تو باعث ہی جو پیری مین جھکا جاتا ہون
کاش گردن پہ جوانی کا نہ احسان ہوتا

خاک مین ملگئے اب میری وفا کے دعوے
کاش جلاد جفا سے نہ پشیمان ہوتا

ڈھانکتے منہ تو جنازے پہ جو روتے نہ عدو
غم مرا شرم کے پردے مین نمایان ہوتا

آگ مین بھی جو دکھاتا ترا لطف اپنی بہار
ہر شرر نار کا اک سرو گلستان ہوتا

آپ کی جان جو وہ ہی تو مری جان ہین آپ
بد دعا کرکے مجھے غیر پشیمان ہوتا

نالہ و آہ پہ غیرون کی اُنھین رحم آیا
کاش اے ضعف نہ مین بے سر و سامان ہوتا

یہہ تو ظاہر ہی کہ ہوتا مری خواہش کے خلاف
مجکو اے کاش ترے ہجر کا ارمان ہوتا

لب سے لب ہون نہ جدا وصل مین جب اسلیے تھا
پہلوئے ہجر نکلتا جو مین خندان ہوتا

دیر مین دیکھ کے سکھتے ہین یہ مجکو فروغ
کاش سکھنے کو نہ کمبخت مسلمان ہوتا

غزل ۱۹۱ — غزل — (اشعار ۲۴)

وصل کا گر نہ سہارا شبِ ہجران ہوتا
کیا کہون خیر جو ہوتا وہ مری جان ہوتا

رازِ دل سے مرے واقف اگر ایجان ہوتا
جو نگہبان ترا میرا نگہبان ہوتا

دھوپ کا بھی نہ گذر اے مہ تابان ہوتا
گر نہ غافل ترے کوچہ کا نگہبان ہوتا

شوقِ دیدار جو یوسف پہ نمایان ہوتا
چشم یعقوب ہر اک روزن زندان ہوتا

سینہ داغون سے جو وحشت مین گلستان ہوتا
آبجو اشکون سے ہر چاکِ گریبان ہوتا

ہائے جی بھر کے نہ غصہ کی ادائین دیکھین
گُندا اے کاش ترا خنجرِ بُرّان ہوتا

جان میری جو ادائین نہ کسی کی لیتین
موت کا مُفت مین شرمندہ احسان ہوتا

دیکھکر جس کو مری جان مین جان آجاتی
میرے حق مین تو وہی عیسیٔ دوران ہوتا

عشق سے حُسن کہین آنکھ ملا سکتا ہی
ورنہ پھر شرم کے پردمین پنہان ہوتا

ضد سے دشمن کی نہ آئے مرے گھر خوب کیا
کہ گوارا نہ مجھے غیر کا احسان ہوتا

ہوکے بیتاب نہ آنا تھا دمِ نزع سب مجھے
مین جو مرتا بھی تو کیا تھا ترے قربان ہوتا

تمکو تھا نازِ جفا پر تو وفا پر مجکو
تم پشیمان نہوئے اور مین پشیمان ہوتا

رشک میرا نہ مجھے آنکھ اُٹھانے دیتا
گر ترے حُسن کا ظالم مین نگہبان ہوتا

یون نہ آئے تھے اگر خواب مین آئے ہوتے
آپکے سر کی قسم مُفت کا احسان ہوتا

ناز ہی اپنے گناہون پہ مجھے اے حسرت
یون میسر نہ ترا گوشۂ داماں ہوتا

اذن نالون ہی کا دیتے وہ مجھے وصل مین کاش
جو مرے دل سے نکلتا وہی ارمان ہوتا

نہ لیا ہاتھ مین ظالم مرا دل خوب کیا
یہ بھی کمبخت مری جان کا خواہان ہوتا

مین نکلتا کبھی اے دستِ جنون تجھسے عزیز
گر ہر ایک تارِ نفس تارِ گریبان ہوتا

غیر کی لاش اُٹھانے کی ضرورت کیا تھی
کام وہ آپ کو کرنا تھا جو شایان ہوتا

ہاتھ ملتا ہون نہ کیون حشر مین مجرم ٹھرا
دستِ نازک مین ترے میرا گریبان ہوتا

شبِ وصل آپنے افشان نہ چُنی زلفون پر
لطف صبحِ وطن و شام غریبان ہوتا

گرتے کچھ ذرے ہی افشان کے ہوا سے چھنکے
تم جو آتے مری تربت پہ چراغان ہوتا

بوئے غنچہ کی طرح وصل کی شب ارمان تھی
میرے دل سے جو نکلتا تو پریشان ہوتا

غزل نمبر ۲	بدگمانی سے تعلق ہی محبت کا فروغ ورنہ پھر مجھسے کوئی عہد نہ پیمان ہوتا	اشعار (۱۱)

غزل

نازک نہ تھا وہ شوخ کہ مین سخت جان تھا
خنجر کا امتحان تھا مرا امتحان نہ تھا

چمکی تھی کس کی برقِ نگہ یہ نہ کچھ کھلا
چھپکی جو آنکھ خرمنِ تاب و توان نہ تھا

وہ پوچھتے ہین درد کی جا ہمسے روزِ وصل
دل کو کہین جگر کو بتائین کہان نہ تھا

اگلے حسین طرزِ جفا جانتے نہ تھے
یا مجرمِ وفا کوئی اے مہربان نہ تھا

ذکرِ عدو سے نیچی نگاہین ہین کس لئے
سچ کہئے گا غلط تو ہمارا گمان نہ تھا

لو ہو گیا یقینِ محبت غضب ہوا
تھا اک پیامِ موت مرا امتحان نہ تھا

تقدیر سے جو بھولی تھی تو وہ بہار مین
جس شاخ پر چمن مین مرا آشیان نہ تھا

قاتل نہ میرے آنسوؤن مین کیون بجھا لیا
تھا غیر سخت جان ترا خنجر روان نہ تھا

اب تو ستم اُٹھانے کی خو دل کو ہو گئی
وہ اور مہربان ہون کبھی یہ گمان نہ تھا

تمنے سُنی عدو سے مری داستانِ عشق — قصہ وہی تھا ہائے یہ میرا بیان نتھا

غزل ۲۱	ہم کیا ثنائے خواجۂ آتش کرین فروغ ایساکوئی زمانے مین آتش زبان نتھا	اشعار (۱۱)

غزل

دیوانہ رشکِ ماہ کاکب آسمان نتھا — دامن کاچاک تھا یہ خطِ کھکشان نتھا
اُس کاستم دلیلِ محبت ہی اے رقیب — کب مہربان مجھپہ وہ نامہربان نتھا
مجھسے کھنچے تھے کیون جوکشاکش مین پڑگیے — کچھ جرم جذبِ دل کا تواے مہربان نتھا
اب ہم سے یہ حجاب جب آئے تھے خواب مین — پردہ بھی توحضور کوئی درمیان نتھا
یہ بدگمانیان تو وہان مجکو لے گئین — منظور مرکے بھی مجھے جاناجہان نتھا
کس کی بلائین لیتی تھین جُھک جُھک کے ڈالیان — وہ گلبدن جو باغ مین اے باغبان نتھا
اللہ اعتبارِ وفا بھی نہین رہا — کیالائقِ جفا بھی مین اے مہربان نتھا
اب غم نے داغِ عشق بھی دلسے مٹادیا — اللہ یہ چراغ کبھی بےمکان نتھا
عارض ترا وہ آئینہ جس مین نتھا غبار — بینی تری وہ شمع کہ جس مین دھوان نتھا
یارب وہ رشکِ ماہ تو ہمسے نہ رُوٹھتا — اچھا یہ آسمان نتھا مہربان نتھا

غزل ۲۲	تھے نزع مین بھی قبر مین بھی آپ اے فروغ نورِ رُخِ امام کاجلوہ کہان نتھا	اشعار (۱۲)

غزل

کیون ہی اے موت تری گرمیٔ بازار یہ کیا — جان دے دیکے ہین سب تیرے خریدار یہ کیا
اب یہ ظلم اور یہ ستم اور یہ جفائین ظالم — پہلے وہ قول وہ عہد اور وہ اقرار یہ کیا
کیا ترے دلمین ابھی تک ہی رُکاوٹ ظالم — رُک کے چلتی ہی مرے حلق پہ تلوار یہ کیا
سرد آہون نے مری خوب اثر دکھلایا — ہوگئی اور تری گرمیٔ بازار یہ کیا

تیری رحمت نے اشارے کیے کیا ای مالک
خوش ہین کیون روزِ جزا تیری گنہگار یہ کیا

ہمنے تو ہجر مین فریاد بھی نالے بھی کیے
بخت خوابیدہ نہ پھر بھی ہوا بیدار یہ کیا

ہتکھنڈے وہ مری بیتابیٔ دل کے شبِ وصل
اور رکھنا وہ جھجک کر ترا ہر بار یہ کیا

ہائے باندھے گئے یہ بندِ کفن سے پسِ مرگ
نہ چھٹے مر کے بھی اُلفت کے گنہگار یہ کیا

دامنِ گرد مین منہ نقشِ قدم ڈھانپتے ہین
آج کھٹتی ہی حیا سے تری رفتار یہ کیا

کہ گدائی ہین تری کون ادائین ظالم
منہ ترا دیکھ کے ہنس دیتے ہین اغیار یہ کیا

بلبل و گل ہین تو چشمک نہ کہین ہو جائے
ہین اشارے ترے اے نرگسِ بیمار یہ کیا

غزل ۲۳	فقط اک لفظِ تمنا پہ وہ بگڑے ہین فروغ اتنی سی بات پہ ٹھیرا مین گنہگار یہ کیا	اشعار (۱۴)

غزل

فرقت مین تری ضبطِ فغان ہو نہین سکتا
تالو سے لگی منہ مین زبان ہو نہین سکتا

ظالم اثرِ ضعف نہان ہو نہین سکتا
آنسو بھی اب آنکھون سے روان ہو نہین سکتا

میرے جگر و دل کی تو ہی خیریت اے آہ
جب تک نہ لگے آگ دھوان ہو نہین سکتا

رکھین نہ وہ کیون حشر پہ دیدار کا وعدہ
پردہ کسی صورت سے وہان ہو نہین سکتا

وعدہ کو وفا کر کے دکھا دو تو یقین ہو
عادت کے خلاف ای مری جان ہو نہین سکتا

آتا نہین اب دل کو یقین بات کا تیری
دی ہو نہ رقیبون کو زبان ہو نہین سکتا

کیا دل مین ترے راز محبت کو چھپاؤن
جو رُخ سے ہی ظاہر وہ نہان ہو نہین سکتا

رحم اُن کا مرے صبر کے دعوے نہ مٹا دے
اندوہِ شبِ غم کا بیان ہو نہین سکتا

دیتا ہی مزا وصل سے انکار تمھارا
ہان یون ہی کہے جاؤ کہ ہان ہو نہین سکتا

مجبور کیے ہی مرا ضعف اُن کی نزاکت
ظاہر اثرِ آہ و فغان ہو نہین سکتا

کچھ بھی نہیں ہی دلِ بے قدر ہمارا
اک بوسہ پہ پھر بھی تو گران ہو نہین سکتا

پردہ جو ترے تیر کو منظور ہی دل مین
کیا ور دل کی صورت یہ نہان ہو نہین سکتا

ظاہر کا یہ پردہ ہی کہ چھپتے ہین وہ مجھ سے
آنکھون مین کوئی رہ کے نہان ہو نہین سکتا

غزل ۲۴	یہ عہد شکن وعدے پہ آئین کہ نہ آئین کچھ دل کو فروغ اور گمان ہو نہین سکتا	اشعار (۲۵)

غزل

مین سمجھتا تھا تمھین زینت پہلو اپنا
کر لیا تمنے تو دل پر مرے قابو اپنا

ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا
اب روان آنکھ سے ہوتا نہین آنسو اپنا

دم زیب آئینہ کی کیا ہی کسی کو حاجت
دیکھ لیتا ہی کوئی چاند سا زانو اپنا

میرے اعضا ہی مرے بس مین نہین آپ تو آپ
ناتوانی سے کسی پر نہین قابو اپنا

اک ذرا تھم کے چل اے تیغ روان حلق پہ تو
کوئی رکھے ہی مرے سینہ پہ زانو اپنا

آگئی میری خوشامد سے مروت اُن کو
چل گیا وصل مین ان آنکھون پہ جادو اپنا

اب تری آنکھون مین کس طرح حیا آئیگی
پھیل کر سرمہ کیئے لیتا ہے قابو اپنا

آتی ہی آنکھون مین جب حسرت دیدا تری
پیشوائی کو نکلتا ہی ہر آنسو اپنا

غیر کی لاش اُٹھا کر نہ کہین آئے ہون
مجھ سے دلواتے ہین پر رشک وہ بازو اپنا

چرخ پر برق چمکتی ہی گھرا ہی بادل
اک ذرا تم بھی ہنسو کھول کے گیسو اپنا

شاد ہون خیر شب ہجر کچھ آنسو تو پچھے
درد ہی سے سہی آباد ہی پہلو اپنا

کھیل تلوار کا ہر وقت نہین اچھا ہی
تم نہ دکھلا کرو آئینے مین ابرو اپنا

سیکھے ہین میری طبیعت کے سب انداز اسنے
نہین رکتا ہی تجھے دیکھ کے آنسو اپنا

کیا صبا لائی چمن مین ترے گیسو کی شمیم
دامن گل مین ہی منہ ڈھانکے ہوئے بو اپنا

دل کا جب نام کوئی لیتا ہی میرے آگے
ہائے رو دیتا ہون مین دیکھ کے پہلو اپنا

بوجھ سنبھلے گا نہ وہ مرا کمر نازک سے
لاش اُٹھاؤ نہ مری کھول کے گیسو اپنا

دیکھکر بزم مین اتنا بھی نہ پوچھا تم نے
کیون یہ بیٹھا ہی دبائے ہوئے پہلو اپنا

غم سے بچنے کی سکھاتا ہی ہمین بھی راہین
اس لیئے خاک مین ملتا ہی ہر آنسو اپنا

چاندنی ہی شب غم بار تن لاغر کو
دے دوپٹہ کوئی ہلکا سا ہمین تو اپنا

چٹکیان لیتی ہین دل مین تری نیچی نظرین
شوخیان بھی ہین دبائے ہوئے پہلو اپنا

میرے رونے سے وہ سمجھے مرے دل کا مطلب
سامنے اُن کے زبان بنگیا آنسو اپنا

پڑتی ہین آئینہ مین پیار کی نظرین کس پر
نہین عاشق اگر اے رشک قمر تو اپنا

آپسے بڑھکے خیال آپ کا ہی مجکو عزیز
آپ پر زور نہین اسپہ ہی قابو اپنا

نکلے دب کر کوئی حسرت نہ کہین ذبح کیوقت
میرے سینہ سے اُٹھا لیجئے زانو اپنا

غزل ۲۵	عشق مین ہوگیا کیا حال بتا کچھ تو فروغ دیکھ آئینہ مین چہرہ تو زرا تو اپنا	اشعار (۱۳)

غزل

ہائے تیرے ناز اُٹھانے پر ہمین بھی ناز تھا
ناز بردارون کا بھی تیری عجب انداز تھا

لاش پر میری نہ آنا بھی اک انداز تھا
جائیے بھی بیٹھیے قربان اچھا ناز تھا

تجکو دیکھا اور چُبھا دلمین مرے پیکان رشک
کس بلا کا غیر بھی کمبخت تیر انداز تھا

مشفق من کیا جفاؤن کا اُٹھانا سہل ہی
مرگیا غیر آپ سمجھتے ہین بڑا جانباز تھا

غیر کے مرنے پہ اُن سے ہنس کے یہ کہنا
بس یہی کمبخت کو اپنی وفا پر ناز تھا

ہم گنہگارون سے وجہ جرم سُن اے بے نیاز
سُن لیا تھا تیری رحمت کو بس اسپر ناز تھا

بگڑے بیٹھے ہین اُٹھایا کیون نہ لاشہ غیر کا
آپ اتنا بھی نہ سمجھے کیا ہمارا ناز تھا

ملتی جلتی ہی نزاکت ناتوانی سے مری
اس ادا کو بھی تری مجھ ناتوان سے ساز تھا

میری تربت کے سوا کیا اور کوئی جا نتھی
مینے مانا گر تمھین شوق خرام ناز تھا

مین رقیبون کو سمجھکر اپنے دلمین شاد ہون
وہ جو کہتے ہین مزاج دشمنان ناساز تھا

بات کے ہمراہ فانوسِ گلو روشن ہوئے
لو تھی شمع نور کی یا شعلۂ آواز تھا

ہاتھ بندھنے کا سبب کھلتا نہین کچھ وقتِ ذبح
طائرِ رنگِ حنا کیا مائل پرواز تھا

غزل ۲۶

پھر بچایا جان و دل کس کس سے کوئی ای فروغ
ہر ادا مین یار کی سو سو طرح کا ناز تھا

اشعار ۲۰

غزل

روزِ جزا بھی تجھکو نہ اے بُت طلب کیا
ہمنے کہان کہان ترا پاسِ ادب کیا

نیچی نظر نے تیری غضب پر غضب کیا
جب دل کو لے چکی تو جگر کو طلب کیا

آخر سب ہی ہمارے جنازے کیساتھ تھے
تم گھر سے سر کھلے نکل آئے غضب کیا

پچتاؤگے ضرور مجھے دیکے اذنِ آہ
دل تھام کر کہو گے ارے کیا غضب کیا

بگڑے ہین عرضِ حال کو شکوہ سمجھکے وہ
ہمنے زبان ہلانیکا بھی کب ادب کیا

فرقت مین ضعف اور تڑپنے نہ دے ہمین
ہمنے تمہاری یاد کا پاسِ ادب کیا

جب مین گیا بگولے اُٹھے آندھیان اُٹھین
دشتِ جنون نے بھی مرا پاسِ ادب کیا

ہر اے تصور اُن کو جو آنیکی ضد تو ہو
ہمنے تو جس گھڑی جسے چاہا طلب کیا

ہم مرٹون کی خاک ہی بیکار ہو گئی
آنکھون مین تمنے سُرمہ لگایا غضب کیا

قاتل جھجھک گیا جو قریبِ رگِ گلو
خنجر نے بھی کسی نہ کسی کا ادب کیا

اب دل کے اضطراب کی بھی کچھ دوا کرو
تمنے تو ہاتھ رکھکے جگر پر غضب کیا

خاطر سے اُن کی بڑھکے ہی کیا کوئی آرزو
ہمنے دعا کو ہاتھ اُٹھایا غضب کیا

دیکھو تمہارے آتے ہی اُٹھی ہماری لاش
ہمنے تمہارا مرکے بھی پاسِ ادب کیا

[illegible] نگرنا تھا مئے کوثر کا تجھکو وصف
لے پھر بدل گئی مری نیت غضب کیا

مین ہجر مین پڑا رہون بستر پہ چین سے
کمبخت ضعف نے مجھے رخصت طلب کیا

مین منفعل ہون چھیڑکے بھی اپنی داستان
کہتے ہین اہلِ حشر ارے کیا غضب کیا

بیتاب دل نہین ہے خفا ہو نہ رکھ کے ہاتھ
چھالے بھی میرے دل کے نہ ٹیکین غضب کیا

کب تک اُٹھائے جائینگے اب نازِ اضطراب
تمنے گلے سے اور لپٹ کر غضب کیا

پہنچا رہے ہین کر کے دعائین شبِ فراق
کین اُتنی منتین نہ اُنھین کی غضب کیا

غزل ۲۷	کیا کیا حسینؑ سے اُمّت نے اے فروغ افسوس کچھ نہ سبطِ نبیؐ کا ادب کیا	اشعار (۱۲)

غزل

ہاتھ اوچھا سا تو خنجر کا نہ مارا ہوتا
کاش پورا ہی ارمان ہمارا ہوتا

کچھ تو ان نیچی نگاہون سے اشارا ہوتا
کچھ تو میرے دلِ مضطر کو سہارا ہوتا

ہو چکا تھا مرا دل جب ہدفِ تیرِ نظر
میری ہمت نے نہ کلیجے کو اُبھارا ہوتا

مجکو نظرون سے گراتے نہ احبابِ مرگ
کاش لاشے کو نہ کاندھے سے اُتارا ہوتا

جان سے بڑھ کے مرے دلکو سمجھتے کیا خوب
بنکے دشمن بھی مرا آپ کا پیارا ہوتا

اب وہ دریا نہ حبابون کو دکھائی تھی آنکھ
تمنے بھی سینہ کو تن تن کے اُبھارا ہوتا

ہنس کے کہتے ہین نزاکت یہ نہ حرف آجاتا
کچھ بھی مضبوط اگر عہد ہمارا ہوتا

مجھ سے رو کر یہ کہا میرے عدو کے غم مین
رنج دشمن بھی نہین مجکو گوارا ہوتا

مرنے دیتی نہین ظالم مجھے امیدِ وصال
ورنہ جینا کسے فرقت مین گوارا ہوتا

جان دینا تو مری جان کوئی چیز نہ تھا
جو ذرا بھی ترے آنے کا سہارا ہوتا

سن جو پایا ہے کہ جنت مین ملین گی حورین
میرا مرنا بھی نہین اُن کو گوارا ہوتا

غزل ۲۸	گو کہ تھا قابلِ دوزخ ہی فروغ مجرم کس طرح یہ تری رحمت کو گوارا ہوتا	اشعار (۱۴)

غزل

صدقے ہونے کا یہ مرکر بھی اشارا ہوتا
تمنے خود لاش کو تربت مین اُتارا ہوتا

غیر کیا لطف جو ہم پر بھی تمھارا ہوتا
ہم سے بڑھکر کوئی دشمن نہ ہمارا ہوتا

پھیر کر آنکھونکو جاناترا صبح شب وصل
ملک الموت کو گویا کچھ اشارا ہوتا

خاک مین حشر کے دن خون کا دعوی کرتا
اُن کا آنا مجھے مجمع مین گوارا ہوتا

قہر و رحمت کی کشاکش مین پڑے ہین مجرم
کچھ اُدھر سے کچھ اِدھر سے ہی اشارا ہوتا

حسن ہی کاش شب وعدہ یہ احسان کرتا
تیرے جوبن کیطرح تجکو اُبھارا ہوتا

ہائے کل تھین وہی آنکھین مری قاتل اہرشک
آج اُنھین سے ہی رقیبونسے اشارا ہوتا

کیون خوشامد ملک الموت کی کرنا پڑتی
کاش مجکو ترے ملنے کا سہارا ہوتا

زندگی تو ہی مرے منہ سے یہ نکلا تھا کبھی
اپنا مرنا مجھے پھر خاک گوارا ہوتا

چبھ کے رہتا مرے دلمین جو ترا تیر نظر
اک ذرا درد کے اُٹھنے کا سہارا ہوتا

آنکھین میری جو پھرین نزع مین بولے ہنسکر
ہی مرے سامنے حورونسے اشارا ہوتا

غم تو اس کا ہی کہ اب تجکو عداوت بھی نہین
یہ بھی ہوتی تو مرے دل کو سہارا ہوتا

ہی عصا سرمہ کا دُنبالہ ہے گردش چشم
کیون نہ بیمار کو چلنے کا سہارا ہوتا

غزل ۲۹	مشکلین حل ابھی ہوتین سبھی دم بھر مین فروغ گر ذرا بھی مرے آقا کا اشارا ہوتا	اشعار (۱۰)

غزل

جو دم بھر کے لئے تکلیف فرماتے تو کیا ہوتا
دل بیتاب کو تسکین دیجاتے تو کیا ہوتا

دلاتا کسطرح مین یاد اُن کو وصل کا وعدہ
سمجھکر گر تقاضا وہ بگڑ جاتے تو کیا ہوتا

نہ آئے نزع مین اچھا ہوا میری عیادت کو
ابھی نام خدا کمسن ہین ڈر جاتے تو کیا ہوتا

تمھارے پاؤن کی اے یار کچھ مہندی نہ چھٹ جاتی
ہمارے گھر بھی دم بھر کو چلے آتے تو کیا ہوتا

نکیرین آئے دم بھر جی بہل جائیگا باتونمین
کہ تنہا تھے لحد مین ہم جو گھبراتے تو کیا ہوتا

ہمارے دل سے کیا دیدار کی حسرت نکلجاتی
اگر تربت پہ وہ بعد فنا آتے تو کیا ہوتا

کبھی آتے نہ تم گل کی طرح سے اپنے وعدہ پہ
مرے سر کی قسم گر آج بھی کھاتے تو کیا ہوتا

اثر ہوتا نہ ہرگز اُس بُتِ بیرحم کے دلمین
اگر ہم صورتِ ناقوس چلاتے تو کیا ہوتا

مین کیونکر آہین کرتا ہجر مین ہمراہ آہونکے
جو ارمان بھی مرے دلکے نکلجاتے تو کیا ہوتا

غزل عـ۳	فروغ اُبھرے ہوئے سینہ پہ بھی آنکے نظر آہین اگر بیتاب ہوکر ہم لپٹ جاتے تو کیا ہوتا	اشعار (۱۵)

غزل

ہوا بسمل نگاہ ہونسے جو تیری وہ مرا دل تھا
نشانہ بھی یہ اے بیدرد اِنھین تیرونکے قابل تھا

شبِ غم ضعف سی یہ حال ای زہرہ شمائل تھا
کہ اُٹھنا درد کو اور بیٹھنا دل کو بھی مشکل تھا

خدا جانے اثر کیا تھا تری جادو نگاہونمین
کہ ہاتونسے کلیجا تھامنا بھی مجکو مشکل تھا

وہ دیوانہ ہون اے وحشت صدائے سنگ سنتی ہی
مین اپنے گھر سے باہر مثلِ آوازِ سلاسل تھا

کیا بے قدر اے داغِ الم تونے ستم ڈھایا
کبھی جسپر حسین بھی ناز کرتے تھے یہ وہ دل تھا

مین کیا تحریر کرتا خط مین خود بالِ کبوتر سے
ہویدا اسپہ حالِ سینۂ مجروح بسمل تھا

جفائے چرخ رنجِ ہجر رشکِ غیر اُٹھے کس سے
یہ میری جان تھی میرا کلیجا تھا مرا دل تھا

پھرین آنکھین گرا دامن پہ طفلِ اشک مژگانسے
اسے کب جنبشِ گہوارہ سے آرام حاصل تھا

تمہاری اک نزاکت خوابمین غیرونکے جاتی تھی
مری اک ناتوانی ہوش مین آنا بھی مشکل تھا

امامِ سبحہ تھا آرام مین گردش مین تھے دانے
کہ سو دل مضطرب تھے چین اگر اک دلکو حاصل تھا

ترے تیرِ نظر کے خوب روکے وار کیا کہنا
نہ تھا کم تجھسے آئینہ مین جو تیرے مقابل تھا

ہوئے وہ بدگمان کچھ اور رکھکر ہاتھ سینہ پر
بُرا ہو اس وفورِ شوق کا کیون مضطرب دل تھا

جگر کو داغ دل کو غم سرِ شوریدہ کو سودا
محبت نے دیا اُسکو وہی جو جسکے قابل تھا

حیا نے اور وفورِ شوق نے کی وصل مین آفت
فروغ اُن کی طرح قابو مین میرے کب مرا دل تھا

غزل ۱۳۱	غزل	اشعار (۱۵)

زمانہ سے نرالا تیرا ہر انداز قاتل تھا
نزاکت یہ نئی ہی سخت پتھر سے سوا دل تھا

وہ بیکس اے وفا دشمن ترس کھانیکے قابل تھا
وفورِ ضعف سے فریاد کرنا جسکو مشکل تھا

تمھین دریا پہ بھی جاکر حجاب آیا نہ شرم آئی
وفورِ شوق سے کھوے ہوئے آغوشِ ساحل تھا

ہٹایا رُخ سے پردہ گو نگاہِ شوق نے میری
مگر کوئی نہ کوئی پھر بھی میرے اُنکے حائل تھا

ہوئی سب بزم برہم لیگیا رونق مگر کوئی
کسیکا رنگِ رُخ بھی کیا شریکِ رنگِ محفل تھا

اُنھین نالونپہ غیرونکے ترس آیا تو کب آیا
وفورِ ضعف سے جب لب ہلانا مجکو مشکل تھا

خیال آہی گیا تھا مہمان کے رُوٹھ جانیکا
اُٹھا تھا درد جب میرے جگر مین مضطرب دل تھا

ترقی پر تھا بحرِ انتظارِ یار فرقت مین
کہ وا آغوش میرا صورتِ لبہائے ساحل تھا

عبث تھا وصل مین انکار آغوشِ تمنا سے
یہ سمجھو تو کہ تم تھے دلمین پہلو مین مرے دل تھا

نزاکت سے ہوئین مجبور غصہ کی ادائین بھی
اُنھین تو وصل کی شب آنکھ دکھلانا بھی مشکل تھا

وہ میرا حالِ فرقت جو کہین تھا وصل سے بہتر
جسے تم خود سمجھتے ہو ترس کھانیکے قابل تھا

کیا تھا ناتوانی کے اثر نے روح کو بیچین
کہ جینا بھی مجھے دشوار تھا مرنا بھی مشکل تھا

قیامت وصل مین چین جبینِ یار نے ڈھائی
کسیکا شوق بھی کمبخت پابندِ سلاسل تھا

کیا تھا خواب مین آنیکا وعدہ اُس ستمگر نے
وفورِ شوق مین کمبخت نیند آنا بھی مشکل تھا

غزل ۱۳۲	شبِ ہجراٹ گیا تھا گر دِ غم مین ای فروغ ایسا لحد مین کوئی مردہ تھا کہ سینہ مین مرا دل تھا	اشعار (۱۱)

	غزل	

حال کھلجائے گا سب پر آپ کی بیداد کا
ناتوانون کو اگر موقع ملا فریاد کا

تو نہوتا خلق تو پیدا نہوتے عرش و فرش
باعثِ ایجاد ہی تو عالمِ ایجاد کا

موسمِ گل مین چٹکتے ہین جو غنچہ ہر طرف
شور ہی صحنِ گلستان مین مبارکباد کا

بات کرنا بھی مجھے مشکل ہے اب تو ضعف مین
آہ کی طاقت کہان یارا کہان فریاد کا

مرغ خوش الحان چہکتے ہین ہزارون ہر طرف
بلبلو گلشن سے بہتر ہے مکان صیاد کا

میرے مرنے کی ہوئی ہے اسقدر شادی اُسے
غل ہے گھر مین آج قاتل کی مبارکباد کا

رخصت اے زندان کہ دیوانے بہت گھبرائے ہین
ہو گیا ہے قصد صحرائے جنون آباد کا

بے ستون پر بے سبب لالہ نہین روئیدہ ہے
گل کھلاتا ہے یہ خون سر فرہاد کا

حسرت و رنج و الم گھیرے ہوئے ہین چار سمت
کس طرح نکلے کوئی ارمان دلِ ناشاد کا

خاک و باد و آب و آتش سے بنایا ہے اسے
حق نے مجمع کردیا انسان مین اضداد کا

غزل ۳۳	مجھ کو کچھ موزون جو کرنا آگیا ہے اے فروغ ہے فقط یہ فیض صحبت حضرتِ استاد کا	اشعار (۱۵)

غزل

کچھ بھی اثرِ غم شبِ ہجران نہین دیکھا
اے صبح ترا چاک گریبان نہین دیکھا

دیکھون گا تمہین چھیڑ کے غصہ کی ادائین
مدت سے وہ اندازِ مری جان نہین دیکھا

رہتے ہین مصیبت مین ترے دیکھنے والے
اچھا رہا جسنے تجھے اے جان نہین دیکھا

بیوجہہ نتھا درد کا اُٹھ اُٹھ کے ٹہلنا
تکلیف مین کس کو شبِ ہجران نہین دیکھا

کیونکر مین کہون تم کو نہین خوئے محبت
دشمن کو کسی نے کبھی نالان نہین دیکھا

آنکھون سے ٹپکتی ہے محبت تری ظالم
پردون مین بھی اس شوخ کو پنہان نہین دیکھا

ہے سہل ہر اک امر مگر قید ہے مشکل
دُنیا مین کسی کام کو آسان نہین دیکھا

ضائع نہوا جذبِ محبت سے لہو بھی
کیا دامنِ قاتل کو پُرافشان نہین دیکھا

اے ضبط اُنھین رحم آگیا رونے پہ عدو کے
افسوس مجھی کو کبھی نالان نہین دیکھا

یارب کوئی حد بھی ہے مری تنگیِ دل کی
انبوہِ الم سے بھی پریشان نہین دیکھا

ڈھاتا ہے قیامت تری رفتار کا انداز
کس نے تری خلخال کو نالان نہین دیکھا

اے دوست ذرا حشر کا دن اور بڑھا دے — جی بھر کے ابھی تجھکو مری جان نہین دیکھا
وہ جلوہ ترا جس سے کہ موسی ہوئے بیہوش — ہمنے نہین دیکھا ترے قربان نہین دیکھا
ہے پاس حیا آرزوئے قتل کا قاتل — ہمنے ترے خنجر کو بھی عریان نہین دیکھا

غزل ۳۴ — دشمن جو ہوا امید فروغ اُس سے وفا کی / کمبخت کوئی تجھسا بھی نادان نہین دیکھا — اشعار (۲۰)

غزل

تم نے جو ہاتھ سینہ پہ رکھا ستم ہوا — دل کی تڑپ تو بڑھ گئی گو درد کم ہوا
کیون رو رہے ہین آپ یہ طرفہ ستم ہوا — کیا دشمنون کو بھی مرے مرنے کا غم ہوا
کمسن جو تھے تو غیر سے ڈر کر لپٹ گئے — یہ جانتا تو نالے نہ کرتا ستم ہوا
کھنا وہ انکا وصل مین لپٹا کے سینہ سے — کمبخت اب تو درد ترے دل کا کم ہوا
کانٹون مین تیغ رشک سے اب ہنا دستِ شوق — پھولون کے ہار سینہ سے لپٹے ستم ہوا
یہ کہکے میری لاش پہ آکر چلے گئے — سونے دو نیند آئی ہے کچھ درد کم ہوا
نیچی تو آنکھ ہوگئی گو شرم سے سہی — اب چرخ اور ناز کرے گا ستم ہوا
تیوری سہی چڑھا تو گئے کچھ مزار پر — اچھا ہے اب بھی آپ کا غصہ نہ کم ہوا
یہ تو سوال وصل عدو کا نہ تھا جو اب — آنکھین حیا سے تم نے جھکا لین ستم ہوا
دل دیکے تم کو مول لئے سیکڑون الم — مین خوش ہوا تھا ایک ہی دشمن یہ کم ہوا
رفتار کو اب اور سکھائے گی شوخیان — ظالم تری نگاہ جھکی کیون ستم ہوا
دنیا کو چین آپ کو راحت رہے نصیب — مین مرگیا بلا سے وہ غصہ تو کم ہوا
یہ تو کسی کی یاد کی رہنی کی ہے جگہ — کیون غم سے دل ہمارا ابھر آیا ستم ہوا
کیا جانتا نہین ہین تمہارے مزاج کو — میری بلا کو غیر سے ملنے کا غم ہوا
مین زندگی سے تنگ تھا رحم آگیا انھین — میرے لئے تو ذبح نہ ہونا ستم ہوا

ورنہ ہمارا کوچہ کہان اور یہ کہان — غیرون کا راہبر ترا نقشِ قدم ہوا
ابتو کچھ اور دل کی امیدون کا رنگ ہی — سنتا ہون اُن کو غیر کے مرنے کا غم ہوا
چہرے کے تمتمانے سے رنگ اور ڈھل گیا — آخر شریکِ حسن اثر سوزِ غم ہوا
ڈھٹتے ہین دل کو تھام کے بیدرد اب ہی کون — نالہ بھی میرا اُن کے لئے اک ستم ہوا

غزل ۳۵	دلبر بھی اعتبار نہین مجکو اے فروغ دیتے بھی کسی کا وعدہ کسی کی قسم ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

لکھا ہی ہمنے مضمون اُنکے گیسوئے پریشان کا — بہت دشوار ہوگا جمع ہونا اپنے دیوان کا
کیا ہی وحشتِ دل نے مجھے سلطان بیابانکا — ملا طبل آبلہ کا اور علم خارِ مغیلان کا
سگِ جانان کا وہ حق ہی تو یہ حصہ ہی دل کا — نہ مجکو فکر دامن کی نہ اندیشہ گریبان کا
مین کھینچون صفحۂ قرطاس پر نقشہ جو فرقت کا — سرِ کلک بھی نعرہ بنے شیرِ نیستان کا
مین لیکر روح کو ہمراہ کیونکر جاؤن تربت مین — نہین مجکو گوارا قید ہونا اپنے مہمان کا
گلے کو کاٹکر اپنے اگر مین آپ مرجاتا — اٹھاتا بار پھر کیون خنجرِ قاتل کے احسان کا
نحیف و ناتوان وہ ہون نہ سلواؤنگا زخمون کو — نہ لونگا اپنے سر پر بار مین سوزن کے احسان کا
دعائے وصل اگر مانگون فراقِ یار ہو حاصل — اگر مین عیش چاہون سامنا ہو غم کے سامان کا
مین وہ غم دوست ہون اس عالم ایجاد مین جسکو — خیال آتا ہی روزِ وصل بھی شبہائے ہجران کا
اُنھین ملتی ہی کب فرصت بھلا زلفین بنانے سے — خیال آتا ہی کب اُنکو مرے حالِ پریشان کا
نشانہ مجکو تیرون کا کرے وہ حور اگر اے دل — گلِ فردوس سے بڑھکر ہر اک غنچہ ہو پیکان کا
ترے قد سے اکڑنا سرو نے سیکھا گلستان مین — اُڑایا طرز سنبل نے تری زلفِ پریشان کا

فروغ اکثر امور ایسے ہین ہم مجبور ہین جنسے
وگرنہ قصد دل مین اب مصمم ہی خراسان کا

غزل ۳۶ — **غزل** — اشعار (۱۴)

زمانہ ہجر کا گردش سے بھی بدل نہ سکا
فلک کا روز بھی قسمت کے آگے چل نہ سکا

تری نظر نے کچھ ایسا گرا دیا ظالم
ہمارا درد کا بھی پا کے دل سنبھل نہ سکا

ہمارے دل کا محبت مین ہی خدا حافظ
زرا سا تمسے دوپٹہ بھی جب سنبھل نہ سکا

سر غرور شب وصل جھک گیا آخر
مگر حیا سے تمہارا بھی زور چل نہ سکا

مری طرح سے ہی مہتاب کے بھی دل مین داغ
تری نگاہ سے بچکر کوئی نکل نہ سکا

گھٹا یہ وصل کی شب حسرتون کی چھائے ہی
کہ رنگ چار ہی آسمان بدل نہ سکا

مٹایا پاس ادب نے اثر بھی نالون کا
زرا سا اُنکا کلیجہ بھی تو دہل نہ سکا

مری فنا کا سبب ہوگئین مری آہین
ہوا کے جھونکون سے آخر چراغ جل نہ سکا

بچایا ضعف نے الزام بیوفائی سے
گلا بھی تیرا زبان سے مری نکل نہ سکا

وہی فراق ہی دنیا کے انقلاب مین بھی
ترا مزاج زمانے سے بھی بدل نہ سکا

نکالنا ہی رہا یاد اپنے گھر سے مجھے
مرا خیال تو دل سے ترے نکل نہ سکا

اُٹھائیے گا مری لاش بیٹھے بیٹھے بھی حضور
زرا سا دل تو مرا آپ سے سنبھل نہ سکا

کسی نے ہجر کی شب آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا
ہوا یہ خوف کہ رنگ آسمان بدل نہ سکا

فروغ آگئی موت اور نہ آیا خط کا جواب
لکھا ہوا تھا جو قسمت مین وہ بدل نہ سکا

غزل ۳۷ — اشعار (۱۳)

غزل

مین نے پوچھا دیر کیون کی کیا سبب تاخیر کا
بولے باعث تھا تمہاری خوبیٔ تقدیر کا

آگے اُس گل کے نہ کچھ موقع ملا تقریر کا
بنگیا بلبل مین گویا گلشن تصویر کا

جرم ہمنے زاہدا اُس کی رحیمی پر کیئے
ہمکو شوق عفو مین موقع ملا تقصیر کا

سر نوشت غیر مین لکھا مرے دھوکیسے وصل
واہ اچھا سہو تھا یہ کاتب تقدیر کا

شمع کا سر خود قلم کرتے ہین وہ اللہ رے ظلم
شغل بھی اُن کو پسند آیا ہی تو گل گیر کا

خون میرا قابضِ ارواح کی گردن پہ ہی
زہر کھا لینا سبب تھا موت کی تاخیر کا

کوئی اے قاتل ترا زخمی بچے ممکن نہین
جادۂ راہِ فنا ہی دم تری شمشیر کا

سب دے بلائے آپ آئین یا نہ آئین میرے گھر
خوش ہون نالہ میرا منت کش نہو تاثیر کا

آپ کے آگے زبانِ شمع کی اُس نے قلم
حکم ہو جائے تو کاٹون سر ابھی گل گیر کا

پھول سے رخسار اے گل رو غنچہ سوسن ہین
لون تصور مین اگر بوسہ تری تصویر کا

اے مریجان دونون ہاتون سے کلیجہ تھام لو
تم کبھی سن لو اگر نالہ کسی دلگیر کا

اے حسینو عاشقون کے طائرِ دل کے لئے
ہی عجب پھندا تمھاری رشتۂ تقریر کا

غزل ۳۳	میرے گھر پر آ کے وہ پھر جائین یہ ہی فروغ زور کچھ تقدیر پر چلتا نہین تدبیر کا	اشعار (۱۳)

غزل

وہ ظالم مہربان ہم پر ہوا ایسا ہو نہین سکتا
جو قاتل ہی ہمارا وہ مسیحا ہو نہین سکتا

جفا تیری فلک کا ظلم رشکِ غیر سے بہتر
گوارا ہی مجھے سب یہ گوارا ہو نہین سکتا

قسم بھی کس کی میری جان کی وعدے پہ کھاتے ہو
وہی کمبخت جس پر خود بھروسا ہو نہین سکتا

تمہارے ہی اشارے پر فلک ہر وقت چلتا ہی
اگر تم دوست ہو دشمن زمانا ہو نہین سکتا

ادھر دیکھو کوئی ہو ہمین مین ہون غیر ہو تم ہو
برا سب جسکو کہتے ہین وہ اچھا ہو نہین سکتا

ہماری لاش پر غیرون کیساتھ اچھا نہین ہنسنا
کسی مظلوم کا مرنا تماشا ہو نہین سکتا

وہ اپنے چاہنے والیکو چاہین غیر سے بگڑین
زمانہ بھی اگر پلٹے تو ایسا ہو نہین سکتا

بھروسا ہی ہمین وعدے پر اور وعدہ بھی اُنکا ہی
وفائے عہد کا جن سے تقاضا ہو نہین سکتا

ادا ہی ایک یہ بھی ورنہ حاصل منہ چھپانے سے
رہو تم جس کے دل مین اُس سے پردا ہو نہین سکتا

دعا دون غیر کو کوسون جو اپنے دلکو تو کیا ہو
مری ہر بات پر کہتے ہو ایسا ہو نہین سکتا

بھلا ہو ناامیدی کا بڑی تسکین ہے ہمکو
ترا بیمار اچھا ہی کہ اچھا ہو نہین سکتا

مری نظرون مین رہکر تم مجھی سی منہ چھپاتے ہو
مریجان چاہنے والے سے پردا ہو نہین سکتا

مرے دلمین نہین ہے اے فروغ انکے سوا کوئی
کسی کا اور اس گھر مین گذارا ہو نہین سکتا

غزل

نرالے کرشمے دکھانا کسی کا
خدائی کسی کی زمانا کسی کا

یہ حسرت بھرا دل ٹھکانا کسی کا
ٹھکانے لگا دل لگانا کسی کا

وہ آنکھین جھکانا کہ ملنے نہ پائین
محبت کے پہلو بچانا کسی کا

چمک برق نے درد دلمین اٹھادی
ستم کر گیا مسکرانا کسی کا

اسے جس کا تو دوست ہو اسکو غم کیا
بلا سے ہو دشمن زمانا کسی کا

کوئی دیکھتا ہی تڑپنا نہ اے دل
کہ خالی نجائے نشانا کسی کا

ادھر کو سنا بدگمانی سے ان کا
دعا کو ادھر ہاتھ اٹھانا کسی کا

کچھ ایسی ہوا حسن کی بندھ گئی ہی
کہ دم بھر رہا ہی زمانا کسی کا

مرے دشمنون پر بھی بجلی نہ ٹوٹے
نہ ڈھائے غضب مسکرانا کسی کا

نکل کر دم دل سے اٹھین وہ نظرین
کہین چھپ نجائے نشانا کسی کا

وہ آئینہ کو دیکھ کر ناز کرنا
خود اپنی نظر مین سمانا کسی کا

فلک نے کسی کی جفاؤن کو سیکھا
قضا نے اڑایا بہانا کسی کا

وہی بیوفائی وہی کج ادائی
ہی معشوق شاید زمانا کسی کا

چھپا کر نہ رکھا ہو دشمن کو دلمین
قیامت ہی آنکھین جھکانا کسی کا

بہت ڈھونڈ کر اسکو پایا ہے دلمین
ملا ہی بمشکل ٹھکانا کسی کا

[illegible]
کھلائے نہ گل مسکرانا کسی کا

نہین تیر سے کم نگاہِ تمنا
حسین خود بنے ہین نشانا کسی کا

خوشی بھی مرے غم کی تمہید نکلی
کہ جانے کا باعث تھا آنا کسی کا

چلے ہین کہین میرے پہلو سے اٹھکر
بدلتا ہی کروٹ زمانا کسی کا

فروغ آئنہ کوئی دیکھے سنبھلکر
پڑیگا یہ کس پر نشانا کسی کا

غزل ۴٠ — اشعار (١٠)

غزل

بند بلبل کو جو میری خوش بیانی نے کیا
گل کو تہ [illegible] تری غنچہ دہانی نے کیا

تمکو از خود رفتہ وان جوشِ جوانی نے کیا
آپسے باہر ہمین یان شادمانی نے کیا

مجھسے تو راضی ہوا ہین سبکے دل بھی ہین بیاس
مہربان عالم کو میری مہربانی نے کیا

غیر کی صحبت مین شاید ہوگئی ہو یہ نہ خو
بدگمان مجکو کسی کی مہربانی نے کیا

بعد مردن بار ہم دوشِ احبا پر ہوے
کیا سبک ہمکو گناہونکی گرانی نے کیا

دوست تو جس کا ہے سچ ہے سب اسیکے دوست ہین
چرخ کو دشمن تری نامہربانی نے کیا

وہ سدھارے اٹھکے اپنے گھر شبِ وصل اور مجھے
تو بتو سرگشتہ میری بدگمانی نے کیا

[illegible] اپنا بھی جھکر اٹھی نہ کوئے یار سے
بعد مردن بھی یہ احسان ناتوانی نے کیا

ضعف سے دم بھی نکلنا ہجر مین دشوار ہے
کس قدر مجبور ہم کو ناتو [illegible] انی نے کیا

محفلِ عالم مین مثلِ شمع سوزان اے فروغ
نام روشن اپنا اس آتش زبانی نے کیا

غزل ۴١ — اشعار (١٨)

غزل

دل مین تم اور مرے سینہ مین مرا دل ہوتا
یون بھی ہوتا تو مزا وصل کا حاصل ہوتا

یاد کا تیری ٹھکانا جو مرا دل ہوتا
کبھی مجنون ہی لیلی ہی محمل ہوتا

بیگناہی مین کہان لطف یہ حاصل ہوتا
حشر کے دن جو ترے رحم کے قابل ہوتا

This book belongs to A. Majeed Hyderabad Deccan

آنکھ قاتل کی جو ہوتی مرے دل کی طالب — دامن تیغ نظر دامن سائل ہوتا

وہ نہ آتے جو دم نزع قیامت ہوتی — جان دینا تو کسی اور کو مشکل ہوتا

یہ سمجھکر نہ ارادہ ہو چلے جانے کا — نہ اٹھتا بھی تو بیچین میرا دل ہوتا

تیرے ابرو پہ نہ بل آئے یہی خوب ہوا — ورنہ غصہ ترا پابند سلاسل ہوتا

تجکو جو امر ہی مشکل وہی ہوتا آسان — تجکو جو کام ہے آسان وہی مشکل ہوتا

باتین غیرون کی اُٹھاتا ہی تو ورنہ ظالم — ناز کی ہین نہ کوئی تیرے مقابل ہوتا

جسکو تو چاہتا ہی تجھ سے بھی اچھا ہوگا — کاش ظالم مرا دل غیر پہ مائل ہوتا

دیکھتا کوئی تڑپنے کا تماشہ اُس کے — تری بیچین نگاہون سے جو بسمل ہوتا

رہگئی بات دم نزع تم آتے بھی تو کیا — ہونے والا تھا جو اے حور شمائل ہوتا

گر دم حسرت مردہ کا جو بنتی مدفن — گنبد قبر مرا آبلۂ دل ہوتا

موت کو جان مین دیتا نہ اگر تم لیتے — کہ بہر طور جو مطلب تھا وہ حاصل ہوتا

تیغ ہوتی مجھے سب تیرے اگر موج بہا — دل لگے زخمون پہ نمک شور عنادل ہوتا

چھوڑکر تجکو نہ کرتا اسے پہلو آباد — تجھ سے راضی جو ترا تیر بھی قاتل ہوتا

مٹگئے سارے نزاکت کے بھی دعوی شب وصل — ورنہ یون آنکھ جھکانا بھی تو مشکل ہوتا

غزل ۲۷	ہون وہ غم دوست کہ رہتا ہون مین بیتاب فروغ چین کب ہے نہین سبے چین اگر دل ہوتا	اشعار (۱۷)

غزل

حشر تک ہو تمین موسیٰ سے نہ زیبا جاتا — تیرا جلوہ جو سر طور دکھایا جاتا

غنچۂ ظاہر مین تو وہ توڑتے ہین گلشن مین — دل ناشاد ہی در پردہ دکھایا جاتا

تم جو اظہار محبت کا گلہ کرتے ہو — عیب تھا کوئی نہین تھا کہ چھپایا جاتا

ہجر کی آگ تھی وہ آگ جو ہوتا معتوب — تو اسی آگ مین دوزخ بھی جلایا جاتا

سر چڑھاتے نہ بھلا غیر کو اور محفل مین ‏— کیا وہ مین تھا کہ جو نظروں سے گرایا جاتا
حجاب اُن کو جو یون بیٹھنا تھا محفل مین ‏— کاش پردہ کے عوض پھر اُٹھایا جاتا
دردِ دل کو مرے کس طرح سے کرتے باور ‏— وہ جو کہتے کہ یہین دیکھون تو دکھایا جاتا
گالیان کھائین اگر غیر نے اچھا کھائین ‏— یہ کوئی زہر نہتا جو کہ نہ کھایا جاتا
آنکھ غصہ سے بگڑ کر تو دکھاتا وہ شوخ ‏— ہنسی گر رُخِ خندان نہ دکھایا جاتا
اپنے وعدے پہ وہ آتے بھی تو ای سوزِ دروں ‏— تو ہی تھا اُنھین سینہ سے لگایا جاتا
سادگی پر تری مرتا نہ عدو رشک یہ ہی ‏— سوگ مین میرے جو زیور نہ بڑھایا جاتا
ہمنے مانا کہ نہین تم کو دماغِ فریاد ‏— تمھین بولو ہمین پھر کیون ہی ستایا جاتا
جان سکے غیر ہی وہ کاش چھپاتی ہر بات ‏— ذکرِ غیرون کا تو مجھکو نہ سنایا جاتا
نقشِ پا بنکے بھی رہتا جو تری کوچہ مین ‏— یہی کاوش تھی تو چل پھر کے مٹایا جاتا
دیکھتا آئینہ جب تو وہ ترا عکس سہی ‏— ہمنے مانا یہ مقابل ترے آیا جاتا

غزل ۴۳	پند ناصح سے برافروختہ دل ہوتا فروغ اور یہ شعلہ بھڑکتا جو بجھایا جاتا	اشعار (۱۷)

غزل

کیا ترا عکس سبے محجاب ہوا ‏— کیون پھر آئینہ آب آب ہوا
دلمین بھی کب رہے وہ بے پردہ ‏— دودِ آہِ جگر نقاب ہوا
حسن چھن کر نقاب سے نکلا ‏— پردے پردے مین بے حجاب ہوا
پھر کے آتا نہین ہی قاصد بھی ‏— وہ بھی خط کا مرے جواب ہوا
دل جو تڑپا تو زلزلے آئے ‏— ساری دُنیا کو اضطراب ہوا
لی نہ بیمار نے ترے کروٹ ‏— ایک دُنیا کو انقلاب ہوا
بدگمانی سے تیری ڈر ڈر کے ‏— تیرا عاشق نہ محوِ خواب ہوا

برق پر کب نظر ٹھہرتی ہے — تیرا جلوا تری نقاب ہوا
میرے دل مین لہو کی بوند تھی — کیا ترے تیر سے حجاب ہوا
طلب بوسہ پر زبان کاٹی — یہ مری بات کا جواب ہوا
کیا تڑپ کر عدو کے گھر وہ گئے — کیون مرے دل کو اضطراب ہوا
تاب لائے نہ دیکھنے والے — شوق خود حسن کی نقاب ہوا
تیری نیچی نظر نے مارا تیر — کشتۂ ناوک حجاب ہوا
کھل گیا حال طول محشر کا — اک ہمارا فقط حساب ہوا
دامن شوق دید وصل کی شب — آپ کے چہرے پر نقاب ہوا
لاش اٹھا کر کہا یہ چپکے سے — ناز اٹھانے کا یہ جواب ہوا

غزل ۱۴۴	لب دریا فروغ آئے جو وہ چشم مشتاق ہر حباب ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

سرخ چہرہ دم عتاب ہوا — رنگ بدلا بھی تو نقاب ہوا
عکس نکلا نہ آئینہ سے کبھی — تم سے بڑھکر اسے حجاب ہوا
شعلۂ آتش جمال ترا — پھیل کر حسن کی نقاب ہوا
لب دریا فراق ساقی مین — جام معکوس ہر حباب ہوا
برق تڑپی تو دل کا حال کھلا — جو سکون تھا وہ اضطراب ہوا
حسن شوخی سے چھوٹ کر نکلا — کب یہ پنہان تہ نقاب ہوا
وہ تو وہ میرے کان تک نگیا — میرا نالہ نفیر خواب ہوا
کیون کوئی بیوفا کہے جو سنے — یہ بھی کیا آپ کا شباب ہوا
دیکھکر آئینہ چڑھی تیوری — کون یہ مورد عتاب ہوا

منہ تو غیرون مین تم نے ڈھانک لیا — میرا غم بھی تری نقاب ہوا
اختلاط آئینہ سے یون دم بدم — اب کہو کون بیحجاب ہوا
دلمین تیری نگاہ بیٹھ گئی — یہ مری آہ کا جواب ہوا

غزل ۵۵	جسکو دیکھا وہ بیوفا ہی فروغ وہ ہوئے یا مرا شباب ہوا	اشعار (۱۳)

غزل

کرتا مین عرضِ حال تجھے کیا ضرور تھا — اے دوست تو تو عالمِ مافی الصدور تھا
زاہد کو بھی تو عشق کسی کا ضرور تھا — مین عاشقِ پری تھا وہ شیدائے حور تھا
جب اختیار مین نہ دلِ ناصبور تھا — پھر آپ ہی کہین کہ مرا کیا قصور تھا
لذت ہی بعدِ مرگ بھی عاشق کی چین سے — تکیہ کی جا مزار مین زانوئے حور تھا
ررو کے اور روح کو اک رنج دیکھیے — آنا مری لحد پہ تمہین کیا ضرور تھا
مین خاک ہوکے بھی نہ سمایا نگاہ مین — سرمہ تھا اور دیدۂ جانان سے دور تھا
مانا کہ تم نے اُس کی مذمت ہی کی مگر — کیا ذکرِ غیر میرے ہی آگے ضرور تھا
پروانہ تھا تو شمع کی قربت نہ تھی نصیب — بلبل جو تھا تو صحنِ گلستان سے دور تھا
پوچھا وہ حالِ دل تو ہمارا سُنا کیئے — دیتے جواب بھی یہ اُنھین کیا ضرور تھا
دین اپنے ہاتھ سے وہ سزا کس امید پہ — جس کی خطا ہو کہتا ہون میرا قصور تھا
مجنون کے عشق کا جو کیا مین نے تذکرہ — ہنسکر کہا دماغ مین اُس کے فتور تھا
دامن سے غیر ہی کے اگر پوچھنا تھے اشک — رونا ہی میرے غم مین اُنھین کیا ضرور تھا

غزل ۵۶	مانا کہ رحم یار کو آیا نہ اے فروغ پر اپنا حالِ دل تمہین کہنا ضرور تھا	اشعار (۱۴)

غزل

جو مقابل اس کے ظالم نہ مرا شباب ہوتا — تری بیوفا طبیعت کا نہ پھر جواب ہوتا
ترے رنگ کو تغیر جو دمِ عتاب ہوتا — ترے رخ پہ ہلکی ہلکی وہی اک نقاب ہوتا
کہیں لیں میں بھی تو جو جاتا اُسے لاکھ گو چھپاتا — یہ سحر کو تیری آنکھوں سے عیاں وہ خواب ہوتا
وہی ایک شعلۂ ظالم ترے حسن و برق میں ہے — نہ چھپا سحاب میں جو وہ تہِ نقاب ہوتا
شب وصل بھی تخالف بھی عجب لطف دیتا — مرا بخت جاگ اٹھتا جو وہ محو خواب ہوتا
جو شب وصال آتی تو عجب مزے دکھاتی — کہ بلا میں کوئی لیتا کوئی محو خواب ہوتا
کوئی عرش پر جو چھپتا میں تڑپ کے ان پہ کھنچتا — یہی تھا تو کاش اپنا مجھے اضطراب ہوتا
نہیں خواب مجھ تک آتا تو میں لطف کچھ اٹھاتا — جو مرا خیال ظالم تجھے وقتِ خواب ہوتا
ترا حسن اے ستمگر ہوا جامہ ہی سے باہر — نہ یہ پھوٹ کر نکلتا جو اسے حجاب ہوتا
وہ نگاہ تھی جو بجلی تو مقابلے پہ آتی — جو سکون تھا مرے دل کا وہی اضطراب ہوتا
مری آنکھ میں نہ کیونکر ہو وقارِ حسن تیرا — ہی شکوہ بحر زیر نظر حباب ہوتا
تری یاد تیری حسرت کو وہ ہوتا مہدِ راحت — مرے دل کو اور فرقت اگر اضطراب ہوتا
وہ عدو پہ مہرباں ہیں یہ دل و جگر تپاں ہیں — عجب اتفاق ہوتا جو اب انقلاب ہوتا
تری بدگمانیوں سے نہیں اور چین آتا — جو مجھے قرار ہوتا تجھے اضطراب ہوتا
تو اُدھر جو تیغ اُٹھاتا تو ادھر میں سر جھکاتا — وہ ترا سوال ہوتا یہ مرا جواب ہوتا
نہیں مجھ میں اتنی طاقت کہ میں جی سے بدلوں کروٹ — سب مجھے کیا بُرا تھا ظالم اگر اضطراب ہوتا

غزل ۴۴	شب وصل کی سحر کو یہ مزے فروغ ہوتے کچھ ادھر خیال ہوتا کچھ اُدھر حجاب ہوتا	اشعار (۱۱)

غزل

قافلہ دل میں جو آیا مرے ارمانوں کا — درد اُٹھا کہ ادب چاہیے مہمانوں کا
کیوں بگڑتا ہے اگر مصحفِ رُخ چوم لیا — ارے کافر یہ تو شیوہ ہے مسلمانوں کا

مختصر کر نہ شبِ وصل غریبان اے چرخ
چاہیئے کچھ تو تجھے دھیان پُرابانون کا

بے بلائے مری محفل مین چلا آئے رقیب
جان پہچان مگر ہے ترے دربانون کا

روح کا تن سے نکلنا تو بہت آسان ہے
دل سے مشکل ہے نکلنا مرے ارمانون کا

وصل کی رات ہے للہ نہ ملیئے مینہدی
دیکھیئے خون ہوا جاتا ہے ارمانون کا

بزم مین دودِ سرِ شمع سے روشن ہے کہ شمع
بال کھولے ہوئے غم کرتی ہے پروانون کا

وصل مین مجکو وہ لپٹا کے گلے سے بولے
ہم بھی دیکھینگے نکلنا ترے ارمانون کا

حکم ہے تخلیہ مین شمع نہ آنے پائے
ساتھ اک جمِ غفیر اس کے ہے پروانون کا

کہین ڈھلجائے دوپٹہ نہ دمِ قتل رقیب
تیغ اُٹھانے مین ذرا دھیان ہے شانون کا

غزل ۴۸	لوٹون کانٹون پہ نکلیون وقتِ گلشن مین فروغ پرورش یافتہ ہون پھولونکے دامانون کا	اشعار (۱۸)

غزل

حشر کی چال سے تو قبر پہ آنا ہی نہ تھا
ابھی سویا تھا ابھی مجکو جگانا ہی نہ تھا

اُن پہ بیرحمیونکا بھی نہ رہا اب الزام
آپ مین بیخودئے دل ہمین آنا ہی نہ تھا

بڑھ گئی اور تڑپ اے دل مضطر تیری
تجکو اُن شوخ نگاہون مین سمانا ہی نہ تھا

نہ رہا ئے مرا ضعف بھی اب لائق رحم
اب مین سمجھا کہ ترا ناز اُٹھانا ہی نہ تھا

وعدۂ غیر کے اظہار کی حاجت کیا تھی
تمکو جانا تھا تو کیا اور بہانا ہی نہ تھا

بدگمان ہو کے وہ اب قیس کا دیتے ہین خطاب
نام لیلی کا زبان پر ہمین لانا ہی نہ تھا

نازکی ہاتھ لگانے نہین دیتی اب اور
اُسکو اے جذبۂ دل کھینچ کے لانا ہی نہ تھا

سب ہی بیٹھے ہین جو روتے ہین تو منہ ڈھانپکر روئین
گر یہی تھا تو مری لاش پہ آنا ہی نہ تھا

اتنے سے رحم نے ہی کر دیا غیرون کو نڈر
قتل کر کے مجھے منہ پھیر کے جانا ہی نہ تھا

جان دینی بھی تھی اے غیر تو اُن کے در پر
ارے کمبخت کوئی اور ٹھکانا ہی نہ تھا

حسن تو خود ہی نگہ کو نہ ٹھہرنے دیتا
رخِ روشن تمہیں پردے مین چھپانا ہی نہ تھا

اہلِ ماتم کی نگاہین تو غضب ڈھاتی ہین
میرے لاشہ پہ کھلے سر تمہین آنا ہی نہ تھا

بعد مدت کے زرا سی مجھے نیند آئی تھی
دمِ تلقین مرے شانہ کو ہلانا ہی نہ تھا

مری جان اور بھی اب کچھ ہین ارادے دلکے
وصل مین تجکو کلیجہ سے لگانا ہی نہ تھا

خیر اب عذرِ نزاکت کا بھی جھگڑا نہ رہا
آپ کو تیغ کا لاشہ تو اٹھانا ہی نہ تھا

وصل کی شب جو ضدین ہین مرے یا ہین آنکی
میرے دل میری نظر مین بھی سمانا ہی نہ تھا

شبِ وصل اُنکے بجا نیسے نہ ہوس کیا نکلی
ہمین چھوکے ہمین یا تو ستانا ہی نہ تھا

چھوڑ کر خلد جہنم مین تم آئے ہو فروغ
کربلا جاکے سوئے ہند پھر آنا ہی نہ تھا

غزل

کبھی اُن تلووں نے آنکھونکو بھی سے ملنے نہ دیا
کوئی ارمان نزاکت سے نے نکلنے نہ دیا

ہائے فقرہ تو یہ دیکھ کے ہو گا ہمین رنج
میرے لاشہ کو بھی کوچہ سے نکلنے نہ دیا

نام سے دینے کے وقف ہی نہین تیغ اپنی رخ
کبھی دل کھوکے انکے ہاتونکو بھی سے ملنے نہ دیا

ہائے اُبھرا ہوا جوبن وہ کسی کافر کا
جس نے سینہ پہ دوپٹہ کو سنبھلنے نہ دیا

طپشِ دل کا بھلا ہو کہ بدل لی کروٹ
ہو بُرا ضعف کا پہلو بھی بدلنے نہ دیا

مجکو ہر روز نکالا کیئے اپنے گھر سے
میرے دل سے کبھی حسرت کو نکلنے نہ دیا

رہگیا پرتوِ رُخ دل مین تصور ہوکر
عکس کو آئینہ سے سامنے نکلنے نہ دیا

دیکھکر ناز سے چلنا کسی متوالے کا
مین تو سنبھلا تھا طبیعت نے سنبھلنے نہ دیا

اُس طرف شرم تری اسطرف ارمان میرا
اُسنے تجکو تو اسے تو نے نکلنے نہ دیا

تیرے بیمار نے چاہا تھا کہ جائے سوئے قبر
ہائے اس ضعف نے تو گھر بھی بدلنے نہ دیا

ہمنے چاہا تھا کہ مر جائین تری فرقت مین
خواہشِ وصل نے تو دم بھی نکلنے نہ دیا

غزل ۵۰	دیکھکر رات کو جلوہ لب بام اُسکا فروغ شرم نے چاند کو گردون پہ نکلنے ندیا	اشعار (۲۵)

غزل

نازکی مین کوئی اس دل کے مقابل نہوا
بات کا بھی یہ کسی کی متحمل نہوا

ہائے جی بھر کے نظارا مجھے حاصل نہوا
کُند قسمت سے مری خنجرِ قاتل نہوا

چشم اُلفت کا بھی اُن سے متحمل نہوا
ناتوانی مین کوئی دل کے مقابل نہوا

کاش اسے رشک نہ محشر مین الٹتی وہ نقاب
کون تھا جو نگہِ ناز سے بسمل نہوا

مسکراہٹ نے دمِ وعدہ قیامت ڈھائی
کوئی فقرہ ترا تسکین کے قابل نہوا

اُن کو ہے دھیان یہ غیرون کی سزا سے خوش ہی
مجکو یہ رنج مین تعذیر کے قابل نہوا

یارِ غیبی نے بھی فرقت مین مدد میری نکی
مین وہ مجرم ہون کہ زنجیر کے قابل نہوا

مجھ سے بڑھکر نہ ملا مجکو زمانے مین کریم
مین سوا تیرے کسی کے کبھی سائل نہوا

امتحان میری وفا کا ابھی کچھ باقی ہی
قتل پر میرے ابھی راضی مرا قاتل نہوا

پھر نہ آیا کبھی جسدن سے گیا تیرا خیال
جب سے اُجڑا ہی بھرا باد مرا دل نہوا

ناتوانی نے مری مجکو مٹایا افسوس
مین ترے سایۂ دیوار کے قابل نہوا

رُک گیا دیکھنے کو چاند سی صورت اُسکی
میری گردن پہ روان خنجرِ قاتل نہوا

چشم انصاف سے دیکھا جو نہ اے اہلِ سخن
کیا کوئی شعر مرا صاد کے قابل نہوا

بہکیا ہونیہ تو محشر مین ترس آتا ہی
ہائے انمین سے کوئی رحم کے قابل نہوا

پھر تو غیرون کا مزاج آپ اُٹھا کر نہ کہین
کہ نزاکت مین کوئی میرے مقابل نہوا

غیر کے نالونپہ سنتا ہون اُنھین رحم آیا
ہائے لے ضعف مین فریاد کے قابل نہوا

غیر کے سوگ مین کاجل بھی لگاتی تھے نہ وہ
خیر ضایع مرا دودِ جگر و دل نہوا

خندۂ برق پہ بیجا نہین کچھ گریۂ ابر
کچھ بجز رنج ہنسی مین کبھی حاصل نہوا

اور شوخی سنے بڑھایا مری بیتابی کو — کچھ لگا ہون مین ہمانیسے بھی حاصل نہوا

مجھ سے ہر بات مین اک ضد ہی خوشی ہو کہ ملال — اُسنسے جی بھر کے مجھے رنج بھی حاصل نہوا

خواب مین بھی نہ تری چاند سی صورت دیکھی — نیند آنیسے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

حسن کا رعب تھا شوق مرے دل کا بڑھا — اور کچھ آپکو اس شرم سے حاصل نہوا

آپ مین ہائے مجھے شوق نے رہنے نہ دیا — وصل کا لطف مجھے وصل مین حاصل نہوا

اسینے منہ سے کبھی مرنیکو بھی تم نے نہ کہا — زندہ رہنے سے جو مطلب تھا وہ حاصل نہوا

غزل ۵۱ — ٹیکیان اُسنے کلیجہ مین نہ لین تیر فروغ / دل لگانیکا جو تھا لطف وہ حاصل نہوا — اشعار (۱۳)

غزل

نہ سہی گر کسی لایق نہ مرا دل نکلا — پر ترے ناز اُٹھانے کے تو قابل نکلا

توڑ کر غنچہ کہ کیون ہنسدیا کہیے تو — کسی ناشاد کا ارمان بھرا دل نکلا

لذت ذبح سے تو مجکو نہ رکھا محروم — شکر صد شکر کہ بیرحم وہ قاتل نکلا

آتش حسن سے جلجائے کہین پردہ رخ — کہ یہی کمبخت شب وصل بھی حائل نکلا

وہ اندھیری شب فرقت کی وہ ہُو کا عالم — مونس اُس وقت مین نکلا تو بس اک دل نکلا

سچ تو ہی رات کے کل چار پہر ہوتے ہین — خاک پھر وصل کی شب حوصلہ دل نکلا

نہ سُنی پر نہ سُنی ہائے کوئی بات مری — بیوفا یار سے بھی بڑھ کے مرا دل نکلا

چرخ پر اسے سمجھتا تھا جسے قیس غریب — وہی لیلی کا سراپردہ محمل نکلا

کم نہین طول سے اُسکے بھی درازی اسکی — روز فرقت شب گیسو کے مقابل نکلا

ہم سمجھتے تھے کہ فرقت مین ہی جینا دشوار — خواہش وصل مین مرنا بھی تو مشکل نکلا

شب کو وعدہ پہ نہ آئے نسہی کیا شکوہ — یہ بھی اک ذکر مین ذکر اے مہ کامل نکلا

ہائے کیا کیجیے گھٹتا ہی نہین روز فراق — یہ بھی کمبخت مرا حوصلہ دل نکلا

غزل ۵۲	بات بھی کوئی کسی کی نہین اُٹھتی ہی فروغ ناز کا اُن سے بھی زیادہ یہ مرا دل نکلا	اشعار (۱۶)

غزل

عدوئے طالبِ دید اک نہ اک اے میرے دلبر تھا
نقاب اُٹھا تھی تو تیرا گیسو تیرے مُنہ پر تھا

رہِ اُلفت مین کیون یارب مرے پاؤنکو چکر تھا
نہ ساغر تھا نہ گردون تھا نہ عاشق کا مقدر تھا

وہی ہین ہجر کی باتین وہی جھگڑے وہی قصے
نہ ہم کو وصل کی شب بھی مگر آرام دم بھر تھا

نقابِ رُخ سے کب چھپتا تھا نورِ عارضِ تابان
مگر اے ماہ تیرا حُسن بھی جامے سے باہر تھا

خدا بخشے عجب دیدار کی حسرت تھی بسمل کو
نظر اُسکی رُخِ قاتل پہ تھی گردن پہ خنجر تھا

وہ بولے آرزو نکلی نہ دلمین عمر بھر کے کوئی
کہا مینے یہ ویرانہ کسی کمبخت کا گھر تھا

ہوئی تسکین تو میرے اضطرابِ دلکو تھوڑی سی
دروغِ مصلحت آمیز وعدہ تیرا دلبر تھا

کلیجا کانپتا ہی جب شبِ غم یاد آتی ہی
خدا ہی جانتا ہی بس جو صدمہ میرے دلپر تھا

ازل سے ہے یہ نسبت عاشق و معشوق مین اک ہی
مری تقدیر مین بل تھا ترے گیسو مین گھونگر تھا

مرے دلسے نکالے وصل کی شب حسرتِ ارمان
اُسے اے بُت کیا ویران جو اللہ کا گھر تھا

نہ جبتک اے شبِ فرقت درازی تیری دیکھی تھی
مرے دلکو نہ اے ظالم یقینِ طولِ محشر تھا

بھلا کیا مُنہ لگاتا جامِ مے کو بزمِ عالم مین
کہ مین مستِ شرابِ اُلفتِ ساقیٔ کوثر تھا

مین سمجھا کچھ عداوت مجھسے تھی پر یہ تری خو ہی
وہ ظلم اورون پہ اب مین دیکھتا ہون جو نہ مجھپر تھا

شکایت ہائے وہ کرنا مرا وعدہ خلافی کی
اور اُن کا ناز سے کہنا کسی کا کوئی نوکر تھا

غرض تھے عاشق و معشوق دونون ایک حالت مین
اِدھر لوہے کا زیور تھا اُدھر سونیکا زیور تھا

مؤذن مین تو زندہ ہو گیا صبحِ شبِ فرقت
صدائے عیسوی تو نعرہ اللہ اکبر تھا

نہین کچھ اور واقف پر فروغ اتنا تو واقف ہین
کہ محفل مین کسی کی تذکرہ تیرا بھی اکثر تھا

غزل

غزل ۵۳ — اشعار (۱۷)

اے موت مری جان پہ بیداد نکرنا
ظالم سے مجھے منت کشِ جلاد نکرنا

چھریان بھی ہوان نیچی نگاہو نسے چبھوتے
اور بھی کہے جاتے ہو فریاد نکرنا

رہ رہ کے اشارے ہین یہی ضبط کے مجھسے
گھُٹ گھُٹ ہی کے مرنا کبھی فریاد نکرنا

کیا کیا ہین مجھے خوف تغافل سے تمھارے
مرنے پہ تو مٹی مری بر باد نکرنا

ہاتون کو مرے مُنہ پہ وہ رکھ رکھکے دمِ نزع
کہتے ہین کہ میری کہین فریاد نکرنا

اس سے تو بہت کچھ ہے ہمارا مرے دل کو
بیداد ہی میرے لئے بیداد نکرنا

ڈر ہی نہ کہین حوصلہ بیداد کا پھر ہو
اُجڑے ہوے دل کو مرے آباد نکرنا

تم شاد اگر ہو تو مین ناشاد نہین ہون
ہین شاد اسی مین ہون مجھے شاد نکرنا

محشر ہی تو کیا ہی تم اسی طرح ہنسے جاؤ
اب کیون یہ اشارے ہین کہ فریاد نکرنا

کس روز مرے قلب کو پہونچائی ہے راحت
کس منہ سے یہ کہتے ہو کہ فریاد نکرنا

مجھ زار سے تو رشک کے طعنے نہ اُٹھین گے
للہ مرے دلکو بھی تم شا د نکرنا

برباد رہے دل مرا اچھی یہ صندین ہین
آئینہ کے بھی گھر کو پھر آ باد نکرنا

دُشوار ہے تابِ نگہِ یاسِ غریبان
فریاد کہین تُم دمِ بیداد نکرنا

مجھ زار سے کہتی ہے شبِ ہجر یہ تاثیر
بیدل کے سنبھالے ہوئے فریاد نکرنا

چُپ رہنے کی کیا جلد مجھے داد ملی ہے
ظالم کو مرے بھا گیا فریاد نکرنا

مجھ زار کو ہچکی کا بھی دُشوار ہے صدمہ
للہ دمِ نزع سے مجھے یاد نکرنا

ہو خاکِ شفا خاکِ **فروغ** اے مرے مولا
اس ہند مین مٹی کہین برباد نکرنا

غزل ۵۴ — اشعار (۲۴)

غزل

اس کے دلمین اس کی نظروںمین ہے جلوہ آپکا
اور کو پہچانتا ہی کب ہے شناسا آپ کا

گر زبانِ خلق پر ہوتا اجارا آپ کا
کوزہ دریا مین کہین ہی کوزے مین دریا کہین
پھیر کر منہ رو رہی ہی مشکل مری آسان ہوئی
مرنے والے قبر مین بھی چین پا سکتے نہین
جذبۂ الفت نے کیا گورِ غریبان مین اثر
شکوۂ دشمن سے یہ دعوی بھی باطل ہو گیا
باندھکر تیغ آئے ہین کرنے علاجِ دردِ دل
کم نہین بارِ محبت سے حیا کا بوجھ بھی
منہ سے یہ نکلے اور آغوشِ سماعت تھا نہون
نزع مین سب بے سمجھے بوجھے کیون خفا ہوتی ہین آپ
حضرت موسی ہوئے بیہوش کوہِ طور پر
اک گھڑی بھر کیلیے دلمین بھی آجائین جو
منہ تک آتی ہی دعا ہو کر شکایت آپکی
سینہ پر شوخی دوپٹہ سے جو کرتی ہی صبا
جھومتے ہو ہمدمونکے سہارے پر کوئی مینا کب جیے
جوشِ الفت مین ہی کسکو دوست دشمن کی تمیز
دل ادھر تڑپا ادھر نظرین پڑین در کی طرف
آنکھ ملتے ہی نظر نے جھک کر سب کچھ کہدیا
ہوتی ہی بے قصد بھی ظاہر بگڑنے کی ادا
دلکی صورت کون ہی زینت زبان کی کون ہی
قہر تھا وہ رحم سے منہ پھیر لینا وقتِ ذبح

نام بھی پھر ساتھ کیون آتا ہمارا آ چکا
آپکے جلوے سے مین دل ہی دلمین جلوا آ چکا
موت بھی کیا خوب سمجھی ہی اشارا آ چکا
نیچی نظرون نے کیا ظاہر ارادا آ چکا
بنگیا تعویذ ہر نقشِ کفِ پا آ چکا
ہم سمجھتے تھے دلون پر ہی اجارا آ چکا
نام رکھا ہی بھلا کس نے مسیحا آ چکا
اٹھ نہین سکتا اٹھائے سے یہ پردا آ چکا
آپسے کیا نام بھی کچھ کم ہی پیارا آ چکا
آنکھین جو روتے بھی پھیرے کیا یہ شیدا آ چکا
دیکھنے والے نے دیکھا دلمین جلوا آ چکا
ڈھونڈھتا ہی درد اٹھنے کو سہارا آ چکا
لب تک آکر شکر بنجاتا ہی شکوا آ چکا
نیچی نظرین جھک کے کرلیتی ہین پردا آ چکا
حشر ہی مین خیر اب دیکھینگے جلوا آ چکا
دل سے مین اکثر کیا کرتا ہون شکوا آ چکا
کوئی آہستہ شکوہ ہو دیتی ہی دھوکا آ چکا
جھوٹ سچ سب کھل گیا آخر ہمارا آ چکا
رہگیا تصویر مین بھی کھینچ کے نقشا آ چکا
یاد کس کی آپ کی مذکور کس کا آ چکا
مڑ گیا خنجر بھی پاتے ہی اشارا آ چکا

تیوریان کیون چڑھ گئیں دل لیجیئے دل لیجیئے | ناتوان ہون اُٹھ نہین سکتا تقاضا آپکا

غزل ۵۵	اس فروغ حسن کا باعث ٹھرا ہی فروغ اسکی الفت سے ہوا دنیا مین شہر آپ کا	اشعار (۱۲)

غزل

معشوقونکو مرنے کا مرے غم نہین ہوتا | غم بھی مرا منت کش ماتم نہین ہوتا

کس دل سے لگاتے ہو کلیجے سے مجھے تم | کچھ خاک مرا درد جگر کم نہین ہوتا

وہ رنج اُٹھائے ہین کہ غیرون کا تو کیا ذکر | خود اپنی مصیبت کا مجھے غم نہین ہوتا

کرتی ہی صبا آپ کی زلفونکو پریشان | اس پر بھی مزاج آپکا برہم نہین ہوتا

کب شرم سے چلتا ہی حسینون کا تکبر | کیا صبح شب وصل بھی سر خم نہین ہوتا

کس شب نہین رہتے تھے یہ ہاتھ اُنکے گلے مین | کس دن اب انھین ہاتونسے ماتم نہین ہوتا

جب صبح کو دیکھا اسے ہنستا ہوا پایا | گل پر اثر گریہ شبنم نہین ہوتا

عزت وہ گھٹائے تو کبھی بڑھ نہین سکتی | رتبہ وہ بڑھائے تو کبھی کم نہین ہوتا

غصہ بھی محبت کا سبب ہوتا ہی خوش ہون | غیرونسے مزاج اُنکا جو برہم نہین ہوتا

بیساختہ ہنسنے مین نکل پڑتے ہین آنسو | کب مجھپہ خوشی مین اثر غم نہین ہوتا

گھیرے مجھے رہتے ہین غم و رنج ہمیشہ | یہ مجمع احباب کبھی کم نہین ہوتا

غزل ۵۶	ہی ایک ترقی پہ فروغ آپ کی وحشت ایک اُنکا ہی غصہ جو کبھی کم نہین ہوتا	اشعار (۲۲)

غزل

گو اسیرون کو رہا اسنے ستم ایجاد کیا | قید احسان سے نہ پھر بھی مگر آزاد کیا

رحم جب کچھ نہ بتون نے دم بیداد کیا | اپنے اللہ کو ہمنے بھی بہت یاد کیا

واہ اچھا یہ سلوک ای دل ناشاد کیا | خود بھی برباد ہوا مجھکو بھی برباد کیا

تونے خود حشر بپا اے ستم ایجاد کیا
تجھسے چپ ہو کے مجھے مائل فریاد کیا

پوچھتے ہین جب خانہ خرابی تجھسے
کس کی طاقت جو کہے آپنے برباد کیا

حسرتین قید ہین مدت سے ہمارے دل مین
ان اسیرون کو نہ تمنے کبھی آزاد کیا

زور ہی حشر مین بھی انکی حکومت کا وہی
بند ہا تونے مرا منہ دم فریاد کیا

قسمت الٹی ہی زمانہ کی ہوا الٹی ہی
وہ مجھے بھول گیا مینے جسے یاد کیا

دل کا مالک ہی بنائے کہ بگاڑے وہ حسین
خود ہی آباد کیا آپ ہی برباد کیا

پھر کبھی عرض تمنا کیلئے بھی نہ کھلا
بند اسطرح سے ہمنے لب فریاد کیا

رحم بھی ظلم کے پہلو کو دبائے نکلا
درد اٹھا کسی بیدرد نے جب یاد کیا

ناز کرتی ہی تمنا بھی کوئی چاہے جب اسے
مفت کمبخت نے منت کش جلاد کیا

بیوفا مین ہی کیون چھپتے ہین آپ حضور
پھر تو فرمائے کیا آپ نے ارشاد کیا

آنکھ سفاک نگہ شوخ ادا آفت جان
ہائے کھلتا نہین کس نے مجھے برباد کیا

خیال عارض کی محبت بھی بہت کام آئی
ہجر مین ضبط نے مہر لب فریاد کیا

مسکراتے ہین وہ گردون کیطرف دیکھ کر
پھر ہو ظلم نیا پھر کوئی ایجاد کیا

مین بھی تھا خواب پریشان کہ حسینون نے مجھے
اسطرح دل سے بھلایا کہ نہ پھر یاد کیا

خوب جی بھر کے سنا ذکر وفائے اغیار
خوش ہو جا ہنسنے والے کو بہت شاد کیا

ہچکیاں لینے لگے نزع مین مرنیوالے
موت نے تم جنہین بھولے ہو انہین یاد کیا

بیوفا شکوہ اغیار پہ ٹھہرے معشوق
جو نہین کہتا تھا وہی آپنے ارشاد کیا

محفل غیر کا ذکر اور یہ اس پر طرہ
ہائے کمبخت بہت ہمنے تجھے یاد کیا

اشعار (۲۴)	قبر ٹھکرا کے مری ناز سے بولے وہ فروغ خانہ برباد ترا اب یہ گھر آباد کیا	غزل ۵۷

غزل

اشعار (۲۴)	غزل	غزل ۵۵

غزل ۵۵

ہائے دل ہر دوست کے دشمن کا قابو ہو گیا
ہر جگہ پر حسن کا کھل بل کے قابو ہو گیا
جان عاشق ہوتے ہی جانِ جہان تو ہو گیا
ہجر مین راتین ترے گھائل کی اچھی کٹ گئین
کھول کر آغوش یون لپٹا وہ خود بین وقتِ نزع
وہ نگاہین مجھسے رم کرنے لگین مثلِ غزال
دلمین گھٹ گھٹ کر رہی آہِ شرر افشان مری
ہاتھ پھیلائے ہی لینے کو بلائین حسن کی
بند رکھے گو لبِ فریاد اُنکے سامنے
اپنے دلپر زور ہو تو دوسرے پر بس چلے
اپنے مطلب سے ہی مطلب غمزدونکو ہجر مین
ہر جگہ رنگت جماتا ہی سوادِ حسن بھی
میرا دل لیکر تمھین زیبا نہین اتنا غرور
جب نہ آئے یہ شبِ وعدہ جلا دل اور بھی
سخت جانی بھی مری دشمن کے آڑے آ گئی
اک نیا بھروپ بدلا ہر جگہ اس عشق نے
بات ہم عاشق مزاجون کی یہان بھی رہ گئی
کیا تماشا ہی کہ سحر اعجاز دکھلانے لگا
اب اسی کروٹ ذرا آرام ملتا ہی ہمین
ضبط پھانسی دیگا کیا پھندا گلے مین ڈالکر

اشعار (۲۴)

جو نہونا تھا وہ اے چرخِ جفا جو ہو گیا
زلف مین بل رخ پہ نور آنکھونمین جادو ہو گیا
ایک دل کے زور سے دنیا پہ قابو ہو گیا
دلکے زخمون کی چمک سے گرم پہلو ہو گیا
اُف ری بیدردی کہ نیلا اُن کا بازو ہو گیا
کاجل آنکھون کا سوادِ چشم آہو ہو گیا
ہو چلا اے ضبط تیرا گرم پہلو ہو گیا
چاند سے عارض پہ دستِ شوق گیسو ہو گیا
صد زبانِ شکوہ پر ایک ایک آنسو ہو گیا
دل پہ جب قابو ہوا دلبر پہ قابو ہو گیا
درد ہی سے ہو مگر آباد پہلو ہو گیا
چاند پر کالی گھٹا عارض پہ گیسو ہو گیا
کیا ہوا گر ایک بے قابو پہ قابو ہو گیا
سرد مہری سے بتونکی گرم پہلو ہو گیا
کند خنجر منفعل قاتل کا بازو ہو گیا
لب پہ نالہ دل مین درد آنکھونمین آنسو ہو گیا
تکیۂ سر قبر مین حورون کا زانو ہو گیا
پھیل کر سرمہ تری آنکھونمین جادو ہو گیا
تکیہ پہلو ہمارا دردِ پہلو ہو گیا
اسقدر آنسو پیے سینے کہ اچھو ہو گیا

سکھتے ہین بیمار کی حالت نہ دیکھی جائیگی
طرز رحم اُن کا دل آزاری کا پہلو ہوگیا

دستِ قاتل سے لپٹکر روک لیتا ہی یہی
حرز جانِ عاشقان تعویذِ بازو ہوگیا

جب بڑہا درد محبت مل گیا لطف وصال
دل جو ہاتو نے دبایا گرم پہلو ہوگیا

بار اُلفت سے کے اُٹھانیکی جو عادت تھی فروغ
پھول سینہ پر مرے قاتل کا زانو ہوگیا

ردیف بائے موحدہ

غزل ۵۸ — غزل — اشعار(۱۰)

کوشش گل تک کب پہونچتی ہی صدائے عندلیب
آسمان سر پر اُٹھاتی ہی اُٹھائے عندلیب

گر مرے غنچہ دہن کو دیکھ پائے عندلیب
پھر تو پھولون کا چمن مین منہ چڑہائے عندلیب

میرے نالون سے ڈرو دیکھو گلِ صد برگ کو
ٹکڑے ٹکڑے دلکو کرتی ہی صدائے عندلیب

وصل کی شب ہو جو خواب ناز مین رشکِ گل
باغبان کھڑکے نہ آ نا غل مچائے عندلیب

دام کو صیاد نے پھولونکی چادر کر دیا
جال یہ اچھا بچھایا ہی برائے عندلیب

عشق کیسا ہر گلِ تر اُسکی نظرون سے گرے
باغ مین تجھ کو جو اے گل دیکھ پائے عندلیب

مین بغیر اُس گلبدن کے باغ مین جاؤن اگر
شاخ گل پر بیٹھکر مجکو جلائے عندلیب

باغ مین اے گل اگر تو ہو خرامان ناز سے
فرش گل کیا ہر قدم آنکھین بچھائے عندلیب

مسکراتے ہین گلونکے ساتھ وہ بھی باغمین
اُڑ رہے ہین کیا ہنسی ہین نالہ ہائے عندلیب

گفتگو سُن لی جو اُس غنچہ دہن کی اے فروغ
باغِ عالم مین نہ گل کو مُنہ لگائے عندلیب

ردیف باے فارسی

غزل ۵۹ — غزل — اشعار (۱۲)

ہر مرتبہ جو کرتے ہین مجھپر جفائین آپ
اک بار کیون نہ خاک مین مجکو ملائین آپ

تمہید اسکو سمجھین گے اظہار عشق کی
ہم اپنا حال دل انھین کیونکر سنائین آپ

سینہ سے دل تڑپ کے نکل جائیگا ابھی
پہلو سے میرے اُٹھکے نہ للہ جائین آپ

الزام اپنے عشق کا مجکو نہ دیجیے
دل پر ہے اختیار کسی کا بتائین آپ

غیرون سے اور آپ سے ہوگی نہ ہمسرا
ہان ہان مجھے یقین ہے قسمین کھائین آپ

تکلیف آپ کی نہین منظور بعد مرگ
ہین بار تو نہ پھول بھی میرے اُٹھائین آپ

تاثیر جذب عشق دکھاؤن تو یہ حسین
محفل اُٹھ کے مجکو گلے سے لگائین آپ

بھرتا ہے سرد آہین کوئی سوختہ جگر
چلتی نہین ہوا تو انکو ڈھونڈھی ہوائین آپ

قصہ شب فراق کا چھیڑا جو رات کو
بولے بگڑکے نیند نہ میری اُڑائین آپ

مدت سے انتظار ہے اس بات کا مجھے
آنکھو سے آؤن گر مجھے جھوٹون بلائین آپ

آخر زبان منہ مین ہے کب تک سنے کوئی
مشفق ہنسی ہنسی مین خفا ہو نجائین آپ

کیا کیا نہ رنج اٹھائے محبت مین اے فروغ
کیونکر کسی حسین سے اب دل لگائین آپ

غزل ۶۰ — اشعار (۱۲)

غزل

شرم سے ہوتی ہے نیچی وہ نظر آپ سے آپ
نازکی یہ کہ لچکتی ہے کمر آپ سے آپ

درد کی ہوک اُٹھی دل مین اُدھر آپ سے آپ
آگیا غم سے اِدھر منہ کو جگر آپ سے آپ

موت سے کم نہین کچھ اُنکے بگڑنے کی ادا
اک چھُری پھیر کے پھرتی ہے نظر آپ سے آپ

دستِ گستاخ کا ہے جرم صبا کا نہ قصور
بل کی لیتی ہے تری زُلف و کمر آپ سے آپ

غل ہی رند و ممین کہ گلشن ہین بہار آپہنچی
مشتل بوپھیل رہی ہی خبر آپ سے آپ

آج آئیگا مقرر کوئی خورشید جمال
کچھ نظر آتا ہی روشن مرا گھر آپ سے آپ

خود بخود کوئی کلیجہ کو ادھر ملتا ہے
اشک بھر آتے ہین آنکھون مین ادھر آپ سے آپ

قاصد اُسنے مرا دُکھ درد نہ تو کچھ کھنا
ہوتی ہی دلکی اُسے دلکو خبر آپ سے آپ

تپاک کیون ڈالتے ہو جذبِ محبت پہ مرے
کبھی اور آئے بھی تھی تم مرے گھر آپ سے آپ

گر نہین چاہنے والا کوئی آئینہ تو ہے
کیا لڑا کا ہی کہ لڑتی ہی نظر آپ سے آپ

ناتوانی مین بھی جاری ہی نشست و برخاست
دل جو بیٹھا تو اٹھا دردِ جگر آپ سے آپ

دل پریشان ہی تو گیسو بھی پریشان ہین فروغ
جب محبت ہو تو ہوتا ہی اثر آپ سے آپ

LIBRARY

ردیف تائے فوقانی

غزل نمبر ۹۱ — غزل — اشعار (۱۴)

تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات
آیا وہ ماہ رو نہ مرے گھر تمام رات

رویا کیا مین باغ مین شبنم کی طرح سے
آیا نہ جب وہ رشکِ صنوبر تمام رات

افشان کے ذرہ گرکے بچھونے پہ یار کے
چمکا کئے بصورتِ اختر تمام رات

ایدل جو پاس اپنے وہ آرام دل نہو
سوؤن بغیر اُسکے مین کیونکر تمام رات

بوس و کنار کا جو مزا وصل مین ملا
سویا لپٹ کے وہ دلبر تمام رات

جانے دیا نہ گھر مین جو دربان نے بے طلب
بیٹھا رہا مین یار کے در پر تمام رات

ساقی بھی تھا شراب بھی تھی ابر بھی تھا
کیا کیا چلا ہی بزم مین ساغر تمام رات

کمسن تھا خوفِ وصل جو دلمین سما گیا
آئی نہ نیند یار کو دم بھر تمام رات

نکلا نہ شرم سے مہ تابان کہ وصل مین
تھا بے نقاب وہ رُخِ انور تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا آیا نہ وہ قمر
چمکا نہ میرے بخت کا اختر تمام رات

افشان گری جبین قمر سے جو چھوٹ کر
چمکی چمک کے صورتِ اختر تمام رات

اڑتی ہی نیند اور مری اس خیال مین
سوتا ہی کوئی چین سے کیونکر تمام رات

غصہ ہی سب کو شیفتہ چشمِ ناز پر
آنکھین دکھایا کرتے ہین اختر تمام رات

آرائش اُن کو مدنظر ہی جو اے فروغ
زلفین بنایا کرتی ہین دن بھر تمام رات

ردیف تائے ہندی

غزل ۶۲ | غزل | اشعار (۹)

دلپر پڑی جو سینے بچائی جگر کی چوٹ
خالی گئی ہی کب تری ترچھی نظر کی چوٹ

زخمِ بدن سب بھلے ہین تو اچھی ہی سر کی چوٹ
ظالم بہت بری ہی یہ دل کی جگر کی چوٹ

دلکو قرار ہی نہ جگر کو قرار ہے
دشمن پہ بھی پڑے نہ الٰہی نظر کی چوٹ

تقدیر مین لکھا ہی کہ پتھر سے پھوڑون سر
کس کو نصیب آپکے دیوار و در کی چوٹ

ہم خاک مین ملے بھی تو ملتا نہین ہی چین
اب وکنا پڑی تری نیچی نظر کی چوٹ

داغون کی انتہا ہی نہ ہی آبلون کی حد
کیا کیا اُبھر رہی ہی ہمارے جگر کی چوٹ

تیری نگاہ ہی جگر و دل کی تاک مین
کب تک کوئی بچائے ادھر اور ادھر کی چوٹ

کھینچی جو آہ سرد تو درد اور بڑھ گیا
ٹھنڈی ہوا کے چلنے سے اُبھری جگر کی چوٹ

اس آنکھ سے مقابلہ ہی دلکا اے فروغ
ہر وقت کی لڑائی ہی شام و سحر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

غزل ۶۳ — غزل — اشعار (۱۰)

کیا سبب وہ جو نہ آئے مرے گھر کیا باعث
میرے نالوں کا ہوا کیوں نہ اثر کیا باعث

اے قمر کون بتائے ہمیں کس سے پوچھیں
نہیں ہوتی شبِ فرقت کی سحر کیا باعث

ہم اسی فکر میں معدوم ہوئے جاتے ہیں
تری ثابت نہیں ہوتی ہے کمر کیا باعث

جانِ جاں کیوں رخِ روشن ہے نہاں زلفوں میں
آج روپوش ہے بدلی میں قمر کیا باعث

شاید آیا ہے کسی کے دُرِ دنداں کا خیال
ہے گہربار جو یہ دیدۂ تر کیا باعث

اے نسیمِ سحری آئی جو تو گلشن سے
لائی اُس غیرتِ گل کی نہ خبر کیا باعث

شام ہی سے شبِ فرقت میں خیال آتا ہے
بولتے کیوں نہیں مرغانِ سحر کیا باعث

چمن کوچۂ دلدار میں سنتے ہیں ہم
نہیں ہوتا ہے ہوا کا بھی گذر کیا باعث

خیر تو ہے کہو کس نے تمہیں بھڑکایا ہے
کس لیے رہتے ہو آمادۂ شر کیا باعث

زاہد اک روز تو درپیش عدم کی ہے فروغ
پھر فراہم نہ کیا زادِ سفر کیا باعث

ردیف جیم عربی

غزل ۶۴ — غزل — اشعار (۹)

چھلونکی گل کے عشق میں ہے تن کو احتیاج
پھولوں کی ہے بہار میں گلشن کو احتیاج

مشعل کی روشنی نہیں درکار ماہ کو
کیا شمع کی ترے رخِ روشن کو احتیاج

ابرو ہین یا کھنچی ہوئی ہین دو سروہیان
شمشیر کی نہین صنعتِ پُرفن کو احتیاج

مشاطہ سے ہی حسن کی آرائش اے پری
ہی باغبان کی زینتِ گلشن کو احتیاج

زنجیر بھاری چاہئے سودائے زلف مین
طوقِ گران کی ہی مری گردن کو احتیاج

مجھ سخت جان کی فکر ہی شمشیرِ یار کو
شاید ہوئی ہی سنگ کی آہن کو احتیاج

جوشِ جنون مین مجکو ہی صحرا کی جستجو
ہی خارِ دشت کی مرے دامن کو احتیاج

زینت سے فائدہ نہین مٹی کے ڈھیر کو
کیا شامیانے کی مرے مدفن کو احتیاج

غزل ۶۵

ہی خود بخود روان فرسِ عمر اے فروغ
مہمیز کی نہین ہی اسی توسن کو احتیاج

اشعار (۱۳)

غزل

آئے اثر تو نالو مین اپنا کہین سے آج
کمبخت آسمان کو ملا دون زمین سے آج

ڈوبین فلک پہ تا یو ہین تارے شبِ وصال
افشان چھڑا رہے ہین وہ اپنی جبین سے آج

آیا ہی کون میری لحد پر سرِ فنا
جاتی ہی خاک چرخ پہ اُٹھکر زمین سے آج

مین اور خدا نخواستہ دشمن کو دون دعا
مطلب نکالنا ہی تمہاری نہین سے آج

پر دیکھین درد کے اسے دین ملا سینکلے
ہم بھی ملین گے یون کسی دنیا دین سے آج

جھک کر کمان کھینچ لیے تو نہین ید دستِ شوق
مجکو بھی رشک ہی نگہہ سرمگین سے آج

لذت سوال وصل کی کر دے گی منہ کو بند
نکلے گی بات بھی نہ لبِ نازنین سے آج

کاٹون گا اُس کے آگے اسی تیغ دیکھا
نکلے گا کام یار کی چینِ جبین سے آج

لی ہین جنہون کی جگر و دل ہین ٹکیان
دکھ درد کہہ رہے ہین ہم آئینا سے آج

منہ ڈھانکتے ہین دوست کفن سے جو بعد مرگ
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

دلبر تو جو ہی وہ ہی اُن کی چال سے
گذری ہی اُس پہ کیا کوئی پوچھی زمین سے آج

ہنس ہنس کے کوئی کرتا ہی اقرار اس طرح
یہ تیری ہان بھی کم نہین ظالم نہین سے آج

غزل ۶۶

شانہ ہلا رہے ہین وہی قبر مین فروغ
کمبخت سابقہ ہی یہان بھی انھین سے آج

اشعار (۱۳)

غزل

سوسن کھلا ہے برگِ گل یاسمین سے آج
مستی ٹپکی ہوئی ہے لبِ نازنین سے آج

نکلے گا اب زبان سے کیا دل کا مدعا
لکھا ہے حالِ دل کسی پردہ نشین سے آج

ہوش [illegible] کسی سے کہین گے نہ حالِ دل
فریاد ہم تمہاری کرینگے تمھین سے آج

[illegible] کیا [illegible]
لپٹی ہین حسرتین دلِ اندوہگین سے آج

[illegible] فرصت [illegible]
کون خاک مین ملانیکا بدلا زمین سے آج

[illegible] نکلا [illegible]
اٹھا ہے اس جہاز کا لنگر یہین سے آج

بڑھتا ہے اور شوق جو ہے میرا شب وصال
محجوب وہ بھی ہین نگہِ شرمگین سے آج

[illegible]
فریاد [illegible] سے آج

[illegible]
[illegible] سے آج

[illegible]
[illegible] آپ [illegible] سے آج

[illegible]
شوخی کی [illegible] نگہ شرمگین سے آج

الفت مین بے سبب کی ہے خود رفتگی [illegible]
ملنے چلے ہین ہم کسی پردہ نشین سے آج

رو رو کے دیکھتا ہے فروغ آسمان کو
ملنے کا وعدہ ہو نہ کسی مہ جبین سے آج

ردیف جیم فارسی

غزل ۶۶ — غزل — اشعار (۱۲)

نہ اتنا تو اپنے کو اے یار کھینچ
اگر کھینچنا ہی تو تلوار کھینچ

کہاں روزِ محشر کہاں میں ضعیف
نہ اتنا بھی اے شوقِ دیدار کھینچ

ارے بھی تو پیٹا ہی حسرت کیطرح
مرے دستے ظالم نہ سوفار کھینچ

لٹکنے دے میری لحد پر ذرا
نہ دامن کو تو وقتِ رفتار کھینچ

مرے ہجر کے دن کو بھی کاٹ دے
صفائی دکھا اپنی تلوار کھینچ

نہ اے دل تو کر یادِ گیسو میں آہ
نہ زنجیر کو اے گنہگار کھینچ

مصور ہی جب لطفِ تصویر یار
کچھ انداز رفتار و گفتار کھینچ

نہ کر اُنکے مژگان کا اے دل خیال
نہ کانٹون میں تو مجکو ہر بار کھینچ

کہاں تک اُٹھائے کوئی رنجِ ہجر
ہے مشکل کٹے تو جو تلوار کھینچ

لگا دیگا آگ اور سوزِ درون
نہ اے دل اب آہِ شرربار کھینچ

قدم پر نہ رکھ اُنکے اے ضبطِ عشق
نہ سولی پہ اشک انکو ہر بار کھینچ

ہے تصویر دشمن کے پاس اے فروغ
تصور میں تو صورتِ یار کھینچ

ردیف حائے مہملہ

غزل عـــ ۶۷ — غزل — اشعار (۱۳)

توڑینگے ای جنون در زندان کسطرح
دیکھینگے چلکے سیر بیابان کسی طرح

چھوڑے گا تو نہ الفتِ جانان کسی طرح
مانیگا تو نہ ایدلِ ناداں کسی طرح

ٹلتی نہین ہی آفتِ ہجران کسی طرح
ہوتا نہین ہی وصل کا سامان کسی طرح

روٹھا رہا وصال مین بھی یار رات بھر
نکلے ہمارے دلکی نہ ارمان کسی طرح

کھولے ہوے وہ بالون کو پھرتے ہین سلئے
منظور ہی کہ ہون مین پریشان کسی طرح

گھٹتا ہی دم نہ وصل کے وعدے پہ چپ رہو
للہ اب تو منہ سے کہو ہان کسی طرح

بڑھکر ہلالِ عید سے بھی ہمکو ہو خوشی
دیکھین جو تیغِ یار کو عریان کسی طرح

محفل مین ہو ترا رخِ روشن جو بے نقاب
پروانہ ہون نہ شمع پہ قربان کسی طرح

دیتا ہون طولِ روزِ قیامت کا واسطہ
لیکن ہوا سے شبِ ہجران کسی طرح

چبھتے ہین خارِ غم مرے دل مین ہزارہا
جاتی نہین تصورِ مژگان کسی طرح

کیونکر بھلا وہ جاسینگے صبحِ شبِ وصال
مین ہاتھ سے نہ چھوڑونگا دامان کسی طرح

برباد کر نہ میری جوانی کو عشق مین
اب بھی سمجھ تو ایدل ناداں کسی طرح

غزل عـــ ۶۹ — اشعار (۲۲)

مشکلکشا کا جسسے مین بندہ ہوا ہی فروغ
مشکل مین بھی نہونگا ہراسان کسی طرح

غزل ۶۹ — غزل

ستے بھی ہو جو ہمسے تو جلاد کیطرح
چھلتے ہی ہو خنجر فولاد کی طرح

اب مرہی سکے اٹھینگے تمہاری گلی سے ہم
اب بیٹھ ہی گئے دلِ ناشاد کی طرح

بیدادِ دوست سے ہمیں شکوہ ہم ہو سکے
ہر زخمِ تن ہے والبِ فریاد کی طرح

مایوس زندگی سے بھی ہو نہین شبِ فراق
تھے بھی وفا کرے گی نہ جلاد کی طرح

مدت سے جھلملا ہی رہا تھا چراغِ زیست
آخر کو بجھ گیا دلِ ناشاد کی طرح

سمجھا ہے مجکو رحم کے قابل نہ یار نے
نالے عدو کے ہین مری فریاد کی طرح

خنجر نے رحم مین بھی دیا ساتھ وقتِ ذبح
پھر بھی پلٹ گیا رخِ جلاد کی طرح

محفل مین انکو دیکھ کے پہلو مین غیر کے
بیٹھا تو مین مگر دلِ ناشاد کی طرح

تمنے کیا جو منع تو ضد ہی نصیحہ کو
کمبخت بات کرتا ہے فریاد کی طرح

یہ شاد شوقِ دید مین وہ شوقِ قتل مین
بشاش دل بھی ہے تیغ جلاد کی طرح

دیکھو نہ مجکو دیکھ کے محفل مین سوئے غیر
پھیرو نہ آنکھ خنجرِ بیداد کی طرح

کیا پوچھتے ہو تم شبِ وعدہ کا مجھسے حال
آنکھین بھی وا رہین لبِ فریاد کی طرح

آپ اپنی نازکی کی طرف کیجئے خیال
کیون عہد توڑیے دلِ ناشاد کی طرح

آئے ہو وقتِ نزع تو دلکو سنبھال لو
پردرد ہچکیان بھی ہین فریاد کی طرح

ہے فکر آب و دانہ عنادل کو باغ مین
حاجت کہان ہے خانۂ صیاد کی طرح

عشقِ مژہ بدنمین جو دوڑے لہو کیساتھ
کھٹکے رگون مین نشترِ فصاد کی طرح

یہ کون میری قبر پہ محوِ خرام ہے
تختے صدا جو دیتے ہین فریاد کی طرح

شاکی ہے کس کے جور کا شمشاد باغ مین
یہ کیون بلند ہے مری فریاد کی طرح

دیکھون تو کس طرح نہین سنتا وہ بیوفا
اظہارِ رازِ دل بھی ہو فریاد کی طرح

کیا انکو روکتا کوئی صبحِ شبِ وصال
قابو ہی مین نہ تھے دلِ ناشاد کی طرح

اظہار [illegible] مرا [illegible] بھی [illegible] سیل
ہین طورِ خامشی کے بھی فریاد کی طرح

فرد

ایذا ہنوز روزِ اسیری کی ہے فروغ
کیا تنگ ہے قفس کفِ صیاد کی طرح

ردیف خائے معجمہ

غزل ۴۳ — **غزل** — اشعار (۱۱)

پوچھتے کیا ہو کہ ہے کس کے لیے اتنا گستاخ
جان جان کر دکھاتے ہیں یہ اتنا گستاخ

ہمسری کرتے ہیں مجھ سے تری گیسو
کسقدر ہین یہ حباب لب دریا گستاخ

بوسہ لینے پہ وہ کہتے ہیں بگڑ کر مجھسے
حیا [illegible] تو نہ کرتا تجھے اتنا گستاخ

شوخیاں کرتا ہی ہر وقت ترے سینہ پر
[illegible]

تری آنکھوں نے اسے دعوئ شوخی ہے
کس قدر باغ مین ہی نرگس شہلا گستاخ

چھٹ گیا ہاتھ سے پر دامن یوسف نہ چھٹا
ہو گئی پنجۂ دست دل سے زلیخا گستاخ

خوب پھبتی ہی شب وصل مین میری انکی
شرمگین ہین وہ غضب کے یہ ملا گستاخ

ہو کے بیتاب جو مین انسے لپٹ جاتا ہون
مجکو کرتا ہی وہ ابھرا ہوا سینا گستاخ

گالیاں خوب سنین خوب سنین مشق مین
دیکھئے دیکھئے اب ہوتا ہی بندا گستاخ

بے تکلف ہی مرا رنج سے جسطرح کہ دل
دوست ہی دوست بھی اسطرح نہوگا گستاخ

آتش رشک سے اغیار جلے جاتے ہین
ہو گیا ہی جو فروغ آپ سے اتنا گستاخ

ردیف دال

غزل ۴۴ — **غزل** — اشعار ۱۲

گلشن مین عنادل کو نہین طرز فغان یاد
ہی شور مچانا صفت برگ خزان یاد

ہے عید مین وعدہ جو گلے ملنے کا اُسنے
آتا ہے مجھے اسلیئے ماہِ رمضان یاد

ہو جہہ نہین ہچکیان آتی ہین چمن مین
بیشک مجھے کرتا ہے کوئی غنچہ دہان یاد

ہے وصل تصور سے مجھے ہجر کہان ہے
یاں آتا ہون وہین یار کو کرتا ہون جہان یاد

ہو جاتے ہو کیون جب طلب بوسہ لب پر
تمکو نہ نہین یاد ہے اے یار نہ ہان یاد

وہ ابر وہ ساقی وہ چمن وہ مئے خوشرنگ
آتا ہے مجھے فصل بہاری کا سمان یاد

مین عرض جو کرتا ہون کہ وعدہ یہ نہ آئے
کس ناز سے فرماتے ہین بھلا کہان یاد

جب دیکھتا ہون باغ مین غنچہ کو مین الگ
آتا ہے ترا پھول سا وہ تنگ دہان یاد

گرتی ہے شب ہجر مین بجلی مرے دلپر
ہنسنا ترا آتا ہے جو اے جان جہان یاد

کیونکر ہو بھلا ہوش مجھے جان کا اپنی
رہتی ہے محبت مین کوئی بات کہان یاد

کیا ہون مین فرخ اُسنے بھلا وصل کا سائل
اُنکو بجز انکار ہے اصرار کہان یاد

ردیف ذال

غزل

غزل ۲ — اشعار (۶)

تیرے سینے سے لپٹ کر ترا پیارا تعویذ
شوق کو میرے بھی دیتا ہے سہارا تعویذ

ہے شب وصل اُتارو جو گلے سے اپنے
صدقے ہونیکا کرے ہے مجھے اشارا تعویذ

سر چڑھاتا تھا نہ اتنا بھی میری جان اسے
کاکلون سے اب اُلجھتا ہے تمہارا تعویذ

جب ہی رکھتے ہین یہ سینہ پہ کسی کمسن کے
دینگے جوبن کو اُبھرنے کا سہارا تعویذ

تیغ وہ کھینچ کے اُٹھاتے ہین بچانیکو مرے
اُنکے بازو سے ہی لپٹا ہوا پیارا تعویذ

نقش جب ہی کسی کافر پہ نہین چلتا ہے
نہ اثر ہجر مین کرتا ہے ہمارا تعویذ

دل بیتاب جو ٹھہرے یہ اثر مجھ مین کہان
مری تربت کا یہ کرتا ہی اشارا تعویذ

فرقت غیر مین تسکین کی حاجت تو نہین
رشک کے تیر لگاتا ہی تمہارا تعویذ

اُن کے سینہ سے لگا رہتا ہی ہر وقت فروغ
ہائے کس چین سے کرتا ہی گزارا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

غزل

غزل ۷۳ — اشعار (۱۱)

رشک اور مار ڈالے گا اتنا خیال کر
اے درد ہجر تھم نہ مرا غیر حال کر

آنکھین نہ دشمنون نے بچھائی ہون راہ مین
رکھتے ہین کیون قدم وہ زمین سے سنبھال کر

برباد کر نہ دل کو ٹھکانا ہی یہ ترا
میرا خیال اگر نہین اپنا خیال کر

حسرت یونہین جو دل سے نکالو تو لطف ہی
کیا شاد ہوتے ہو مجھے گھر سے نکال کر

پردہ نشین ہین آنکھون مین آنکھون پہ ہی مژہ
رہتے ہین سات پردون مین چلمن کو ڈال کر

دے اس ادا پہ جان نہ کوئی تو کیا کرے
تلوار اُٹھا رہے ہین وہ دوپٹہ سنبھال کر

تو نازنین ہی یار تو نازک چھری بھی ہو
مجھ ناتوان کو نیچی نظر سے حلال کر

خنجر پھرا ہی حلق پہ کس بیگناہ کے
نادم ہی اپنے منہ کو گریبان مین ڈال کر

کانٹا ہی پھول ہین کہین ہاتھون مین چبھ نجائے
دل لیجیے حضور یہ حسرت نکال کر

ظالم جفا شعار ستمگار بے وفا
کہتا ہون سب کچھ انکو زمانے پہ ڈال کر

ٹھیرا ہی مشکلون سے یہ دل مضطرب فروغ
احباب لے چلین مری میت سنبھال کر

غزل

غزل ۵۴ — اشعار (۱۲)

سمجھے تھے ہم کہ بیٹھیے دل کو سنبھال کر
لیتی تری نگاہ کلیجا نکال کر

انکار یوں نہیں ہے مگر شوق وفا سے ہے
تشریف جب وہ لاتے ہیں جلدی کو ٹال کر

آباد کر رہے ہیں وہ گھر کو دل کہیں
ایسے خموش ہیں مرے جیسے وہ نکال کر

قسمت ہی میری الٹی ہے الٹا زمانہ ہے
سفاک یوں ہی الٹی چھری سے حلال کر

بے پردہ ہو کے پردے میں پردہ نشین رہے
نکلے نقاب حسن کو چہرے پہ ڈال کر

ذرا اندازہ سے اضطراب دل
منہ پر فلک کے مجھکو تپکے سے اچھال کر

کس کس کی ہوں خبر ہے اضطراب شوق
تھاموں نگاہیں کلیجے کو بھی دل سنبھال کر

اس ملکے دوپٹہ پہ صدقے ہوئی ہے جان
دل لے گئے ہیں آنکھوں میں وہ خاک ڈال کر

کچھ آس بندھ چلی ہے دل مضطرب کو بھی
ڈھارس دلا رہے ہیں دوپٹہ سنبھال کر

قاتل جھکی ہے تیغ بھی قرب رگ گلو
تو بھی کسی کا پاس کسی کا خیال کر

کتا ہمیں پہ ہمارا یہ وار بھی
خود آہ کر کے بیٹھ گئے دل سنبھال کر

حرف طلب جو لب پہ کبھی آئے اے فروغ
دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے زباں سوال کر

غزل ۵۵ — اشعار (۱۲)

شرم صدقے ہے ترے ابھرے ہوئے جوبن پر
شوخی قربان ہے تری ناز بھری چتون پر

جوش غم سے ملے خاک میں ارمان میرے
ہائے کیسے یہ گری برق مرے خرمن پر

شہسوار کج ادھر کو نہ گذرا یارب
آنکھیں ملتا ہوں جو میں نقش سم توسن پر

تیری فرقت میں کچھ اس درد سے رویا میں حزیں
عرش ہل ہل گیا رہ رہ کے مرے شیون پر

سوز الفت نے دکھایا یہ اثر بعد فنا
پھول مرجھا گئے رکھے جو مرے مدفن پر

لطف ملتا ہے مجھے ذبح میں جلدی نہ کرو
تیغ کچھ دیر تو رہنے دو مری گردن پر

جو علی کا ہے عدو وہی وہ محمد کا عدو — ہو گا دشمن کا یقین دوست کے بھی دشمن پر

جو ہے اس آئینہ میں وہ سفینہ میں پیدا کیا کیا — بال آئے ہیں جو اثر کے خون دشمن پر

اثر افسردہ دلی کا یہ ہیں مرگ بھی ہے — شمع مجید جلاتے جو روشن ہے مدفن پر

کشتہ تیغ تبسم ہوں ہیں نامابت ہے — رکھتے ہیں پھولوں کی کلیاں وہ مرے مدفن پر

ہیں جو تمنا کا شوق قامت و قیامت [illegible] — ناز کرتی ہوئی آتی ہے مرے مدفن پر

قلب ابوسہ پہ دل پھیر کے بولے وہ شروع
اسے اشکوں کا ہوا احسان مرے دشمن پر

غزل ۵۹	غزل	اشعار

پھر یہ جان میں دل [illegible] روشن پر — وہ کبھی شمع جلاتے ہیں نہ مرے مدفن پر

عاشق [illegible] — بال کھولے ہوئے روتی ہے مرے مدفن پر

صاف دل جو ہیں کسی کا بھی برا کرتے نہیں — تیرے آپ کو دیکھا نہ کبھی روشن پر

حشر میں کہتے ہیں بھی خواہش قاتل اپنے — خون بھی رکھتے ہیں میرا وہ مری گردن پر

زندگی میں تو نہ الفت ہوئی لیکن پس مرگ — پڑھتے ہیں سورہ اخلاص مرے مدفن پر

بیکسی پر مری رو رو کے بہا ہے یہ اشک — ابر شبنم کے برستا ہے مرے مدفن پر

وہم آتا ہے نہ ٹھکرا مری تربت ظالم — نام کندہ ہے ترا لوحِ سر مدفن پر

سرنگوں رہتی ہے کیوں تیغ تری اے قاتل — خون کس بیکس و ناشاد کا ہے گردن پر

مر گیا میں تو مجھے حرز کی حاجت کیا ہے — کوئی تعویذ بنائے نہ مرے مدفن پر

طالب دید بہت تار نظر کثرت سے — چلمنیں ہیں تری دیوار کی پر روزنا پر

منتظر ہے کہ کوئی فاتحہ آکر پڑھ جائے — شمع اک پاؤں سے استادہ مرے مدفن پر

ذبح کر شوق سے مجھ زار کو تو اے قاتل — خون بھی تھمیں نہیں ہو جو تری گردن پر

حسرت و رنج ہے یا بیکس دلِ تنہائی ہے — انھیں دو چار سے رونق ہے مرے مدفن پر

اشعار (۱۹)	اُنکے کہنے پہ چلا منزلِ اُلفت مین فروغ ہوا رہبر کا مسافر کو گمان رہزن پر	غزل ۸۰

غزل

کیون چشمِ لطف ہو مرے حالِ تباہ پر
دونون جہان نثار تری اک نگاہ پر

تہمت کیا ہی نظر پہ دلِ خیر خواہ پر
سولی پہ بھی چڑھا کے چڑھا ہی نگاہ پر

مانا کوئی بقا ہی نہ کوئی وفا ہی ہی
تم اپنی راہ پر ہو تو ہم اپنی راہ پر

دل میری ایک بات جگر پر ہی ایک ہاتھ
آنکھین لگی ہوئی ہین تمھاری نگاہ پر

دیکھا ہی سر سے جاتا ہی حالِ مریضِ غم
رحم آئے کیا اُنھین مرے حالِ تباہ پر

موقع ہی لطف شرم اُٹھانے کا قبر مین
قربان میری روح ہو پہنچی نگاہ پر

رہتی ہین کاکلین بھی پریشان حضور کی
ہنسئے نہ اسقدر مرے حالِ تباہ پر

کیونکر جُھکے نہ وصل مین انصاف شرط ہی
شرم اپنا بوجھ ڈال رہی ہے نگاہ پر

محشر مین رعبِ حُسن سے مُنہ بند ہی مرا
بیداد ہو رہی ہی نئی دادخواہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

کوچہ سے میرے جانے لگے ہین عدو کے گھر
کچھ کچھ وہ مدتون مین اب آئے ہین راہ پر

غصہ سے اُنکے حشر مین بھی کانپتا ہون مین
ڈر ہی برس پڑین نہ کہین دادخواہ پر

جلتی ہین دلپہ رشک کی چھریان شب و صبا
لاکھون گمان ہین ایک پریشان نگاہ پر

تدبیر بھی اُلٹ گئی تقدیر کی طرح
بگڑے وہ اور بھی مری فریاد و آہ پر

ظالم ترے ستم کی طرح حشر مین کہین
انصاف بھی نہ ٹوٹ پڑے دادخواہ پر

پڑتی ہی بزمِ دوست مین دشمن کی جب آنکھ
وہ ناتوان ہون کہ چڑھا ہون نگاہ پر

رکھتی ہین منہ پھرائے ہوے میری سمت سے
کھاتے ہین یون ترس مرے حالِ تباہ پر

جلوہ کسی کے نور کا ہی جس نگاہ مین
قربان ہو نگاہ مری اُس نگاہ پر

اشعار (۱۶)	ڈر تھا جو اسے فروغ کسی بدگمان کا ڈالی نہ ہمنے آنکھ رخ مہر و ماہ پر	غزل ۶۸

غزل

چھین لیتی ہین دل آنکھین تری جادو ہوکر
شیر کو صید کیا کرتی ہین آہو ہوکر

دھیان پھر کیا مجھے رونے مین ہو رسوائی کا
شرم بھی بہ گئی جب آنکھ سے آنسو ہوکر

چار پھولون کا ذرا باد صبا دھیان رہے
آئے گلشن سے مری قبر پہ جب تو ہوکر

شعلۂ حسن سے شاید کہ دھوان اٹھا ہی
تیرے رخ پر جو نظر آتا ہی گیسو ہوکر

انکساری جنھین دنیا مین پسند آئی ہی
وہی آنکھون پہ جگہ پاتے ہین ابرو ہوکر

تو سدھارا مرے پہلو سے جو صبح شب وصل
رہ گیا گھر مرا جنگل کی طرح ہُو ہوکر

دیکھکر تجھکو عجب طرح سے تارے ٹوٹے
گر پڑے دیدۂ مشتاق کے آنسو ہوکر

زیر ابرو تری آنکھون نے جگہ پائی ہی
پلتے ہین سایہ مین تلوار کے آہو ہوکر

بزم مین پاس ادب سے ہی کھڑی شمع حضور
بیٹھے اک پاؤن سے کسطرح وہ زانو ہوکر

مجھپہ کچھ ہی نہین اے یار اثر سوز فراق
شمع گل گل کے بہی جاتی ہی آنسو ہوکر

چند قطرے تھے لہو کے جو ہمارے دلمین
بہ گئے حیف وہی آنکھ سے آنسو ہوکر

عیب ہی ہی کہ صدا انمین نہین ہی ورنہ
پڑتے تارے تری پازیب مین گھنگرو ہوکر

اس سبب سے وہ کیا کرتے ہین مجھ زار کو یاد
ہچکیون ہی مین نکل جائے دم اچھو ہوکر

تارے کب ٹوٹتے ہین مجھکو فلک روتا ہی
دیدۂ چرخ سے گرتے ہین یہ آنسو ہوکر

کیا نزاکت تھی پڑین موج صبا سے شکنین
رہ گیا جامۂ گل باغ مین اتّو ہوکر

سامنا وصل مین بھی ہی شب فرقت کا فروغ
نظر آتی ہی وہی یار کا گیسو ہوکر

غزل

شکوۂ ضعف سے بھلا لب پہ نہ لائین کیونکر
بات یہ ہی کہ ترے ناز اُٹھائین کیونکر

نشۂ حسن و جوانی سے ہی تو بھی بیہوش
پھر خود رفتہ ترے ہوش مین آئین کیونکر

حسرت ذبح کو بھی قتل کیا کرتی ہے
آنکھ اُٹھ سکتی نہین تیغ اُٹھائین کیونکر

گر گئے خون امید و نکا وہ دل مین رہکر
ہم اس اُجڑی ہوی بستی کو بسائین کیونکر

روکتا کوی نہین غیر کے گھر جانے کو
شرم مانع ہی مری لاش پہ آئین کیونکر

تیرے دیوانے ہین کسطرح نہ وحشت آئی انھین
یہ بھلا خاک اُڑائین تو اُڑائین کیونکر

غم کے بیداد سے یہ ضد ہی کہ حیا بھی نہ رہی
بزم ماتم مین وہ منہ ڈھانک کے آئین کیونکر

نزع مین ہچکیون سے موت کا دھیان آ ہی گیا
جو ہمین یاد کرے اُسکو بھلائین کیونکر

قید سے شرم کہین چھوٹ نجائے ڈر ہی
نیچی نظرون کو اُٹھائین تو اُٹھائین کیونکر

یہ حیا بھی ہی نرالی کہ گمان ہی سب کو
فکر ہی وصل عدو کی سر اُٹھائین کیونکر

ترچھی نظرین بھی کسی کی نہین خالی جاتین
دل بچے بھی تو کلیجے کو بچائین کیونکر

انتظار آنکھ جھپکنے نہین دیتا اے شوق
نیند بھی بنکے شب وعدہ وہ آئین کیونکر

غزل ۵۸	کبر و نخوت سے بری ضعف نے رکھا ہی فروغ کہ نظر اُٹھ نہین سکتی سر اُٹھائین کیونکر	اشعار (۱۲)

غزل

تاب رفتار نہین آپ مین آئین کیونکر
ناتوان یون جو نہ ڈھونڈین تجھے پائین کیونکر

جان اپنی [illegible] نہین اگر اے قاتل
بات یہ ہی کہ عدو جان بچائین کیونکر

پھر وصل مراد [illegible] یہ اُلٹی باتین
دیکھنا ہی کوی لیتا ہی بلائین کیونکر

انکو باتین ہی بنانے سے کہان مہلت ہی
میری بگڑی ہوی تقدیر بنائین کیونکر

نیند مین ایک ذرا سی ہی جھلک موت کی بھی
وہم آتا ہی اُنھین خواب مین آئین کیونکر

یاد [illegible] چھپائین کیون نہ کہہ
آبرو پھر سر بازار [illegible] بچائین کیونکر

کب ہی نرگس کو ہوا سے یہ چمن مین جنبش
اور پھر لیتے ہین آنکھو نسے بلائین کیونکر

نشۂ حسن و جوانی سے نہین آپ مین وہ
دل بھی جائین ہمین وہ تو اُنھین پائین کیونکر

آنے دیتے ہی نہین ترک وفا کا پہلو
ہم دعا کیلئے بھی ہاتھ اُٹھائین کیونکر

حسن کو ناز لطافت پہ نزاکت پہ اُنھین
پھر تصور مین بھی پھر و نکلے وہ جائین کیونکر

چھیڑ کر تجکو خفا کرنے سے حاصل ورنہ
شوق ہر ناز اُٹھانے کو اُٹھائین کیونکر

غزل [illegible]
ناز کی پھر حیا روکتے ہین سب مل کر
وہ شب وعدہ فروغ آئین تو آئین کیونکر
اشعار [illegible]

غزل

وعدے پہ مزا دیتا ہے رک رک کے نہین اور
کچھ بھی انکا ہون سے ہی ہوتا ہی یقین اور

ہوتا نہین اس سے مری باتونکا یقین اور
دل اور زبان اور جنان اور جبین اور

کب وصل کا انکار بھی خالی ہے مزے سے
صدقے اسی انداز سے پھر کہہ دو نہین اور

غصہ مین ہی ماتھے پہ عرق بار شکن سے
کرتی ہے نزاکت پہ ستم چین جبین اور

ڈرتا ہون کہ خون شہدا رنگ نہ لائے
کچھ گل نہ کھلائے ترے کوچے کی زمین اور

ہر چوٹ سہی قلب نے مستانہ قدم کی
پڑتے ہین کہین پاؤن وہ رکھتے ہین کہین اور

بدعہد وہی کہتے ہین مین کچھ نہین کہتا
پھر کیجیے باتونپہ رقیبون کی یقین اور

قبضہ مین وہ دشمن کے ہے جو دوست کا گھر ہی
دل اور غم ہجر مکان اور مکین اور

وہ دیکھتے ہین چرخ کو گھبرا کے شب وصل
آنکھین ہین کہین خود ہین کہین اپنے کہین اور

پھر شرم بھی کیا نام کو روشن نہین کرتی
پردے مین چھپے بیٹھے ہین پردہ نشین اور

مٹ جائیگا قسمت مین لکھا بھی ہے اگر وصل
دشمن در جانان پہ گھسین اپنی جبین اور

ہو جسکو حیا خواب مین بھی کیون وہ فروغ آئے
پھر اُس پہ یہ طرہ کہ ہین بے شرم ہمین اور

غزل ۸۲ | غزل | اشعار (۱۳)

دم بھر نہیں بکتے ہو تو ہوتا ہے یقین اور — یوں آئے ہو گویا تمہیں جانا ہے کہیں اور
کیا آپ وفا کے مری قائل نہیں سچ سچ — ہے حسن ظن اے بندہ نواز اور یقین اور
کیا جلد ہوا جذب لہو گرتے ہی میرا — ہے خون کی پیاسی ترے کوچہ کی زمین اور
کہتے ہیں مری طرح برا غیر کو وہ بھی — یاں ذہن نشین اور وہاں ذہن نشین اور
تم ہاتھ جہاں رکھ کے اٹھا لیتے ہو اپنا — پہلے سے بھی ہوتا ہے سوا درد وہیں اور
آفت میں ہے یوں ترے غصہ کی ادا پر — گردن پہ چھری پھیرتی ہے چین جبین اور
ڈھونڈے سے زمانہ میں کہیں ملتا ہے دل بھی — ہے تیری زبان اور مگر میرا یقین اور
کیوں روک لیا ہاتھ الگ ہوتی ہے گردن — ہاں ہاں ترے قربان بس اک وار یہیں اور
پردے کی جھلک کم نہیں بجلی کی چمک سے — چھپ چھپ کے ستم کرتے ہیں پردہ نشین اور
دل لیکے وہ دیتے ہیں نہیں کام کا میرے — کچھ دیکے بھی الٹے ہوئے محجوب ہمیں اور
قسمت شب وعدہ مری چمکی کہ تمہاری — روشن ہوئی قطروں سے پسینے کی جبین اور
خود شوق کی دشمن ہے زخود رفتگی شوق — وہ پاس ہمارے ہیں مگر ہم ہیں کہیں اور

کچھ کہتی ہیں جھک جھک کے نگاہیں بھی کسی کی
کچھ ہوتا ہے محسوس **فروغ** اب تو یقین اور

غزل ۸۳ | اشعار (۲۱)

غزل

کسی کو کب ترا حاجب نے دیتا ہے گھر پر — یہ خوب تو نے بٹھایا ہے پاسبان در پر
عدو کی ضد سے تو آئے ہو تم مرے گھر پر — پھر اٹھے مفت کا احسان بھی ہے مرے سر پر
زہے نصیب کہ تم سا حسین مرا معشوق — بجا ہے رشک تمہارا مرے مقدر پر
نگاہ تیز سے دیکھا کسی نے قاصد کو — غضب ہوا کہ چھری پھر گئی کبوتر پر
جو سامنے دم زیب آئے آئنہ لیکر — نگاہ شوخ کی بجلی گری سکندر پر

نگاہ اُنکی ہی مجھ سخت جانپہ یارب خیر
کہ ہو رہی ہی چھری آج تیز پتھر پر

جواب اُنھین کیطرح اُنکی بات کابھی نہین
کرین جفائین خود الزام ہی مقدر پر

یہ عادتین نہ بگاڑی ہوی ہون غیرونکی
کہ وعدہ مجھ سے بھی ہی آج آؤن گاگھر پر

بچاؤ عکس کو تم اپنے قید زینت سے
کچھ اور رشک ہی مجھے آئینہ کے جوہر پر

مزا دکھا گئی آخر کو بدنصیبی بھی
کہ رحم آگیا اُنکو مرے مقدر پر

وہ روز کھایا کرین کاش جھوٹی ہی قسمین
مین خوش ہون ہاتھ تو رکھدیتے ہین مرے سر پر

سکھا رہی ہی دم ذبح تیز پان اپنی
یہ بے سبب نہین پڑتی نگاہ خنجر پر

سنبھالے کیا دل بیتاب کو کوئی ای درد
کہ ایک ہاتھ کلیجے پہ ایک ہی سر پر

شب وصال بھی کچھ چھیڑ چھاڑ رشک کی ہی
گمان ہی دیدۂ مشتاق کا ہر اختر پر

مین بدگمان ہون یہ باتین خلاف عادت ہین
کہ اب وہ آنیلگے وعدۂ مقرر پر

نہ کیون قرار دل مضطرب کو ہو پس مرگ
کسی کا نام ہی کندہ لحد کے پتھر پر

رکاوٹ آپکے دست سے بھی بڑھ کے ہی اسمین
حنوز نازکی چالین ہین خم خنجر پر

بگڑ رہے ہین سمجھ کر وہ سنگ در اپنا
نظر پڑی ہی جو میری لحد کے پتھر پر

جواب لے کے جو آیا ہمارے نامے کا
نگاہ رشک کی برچھی چلی کبوتر پر

مجھے یہ ڈر ہی کہ بے پردہ آج ہی وہ نگاہ
گرے تڑپ کے یہ بجلی نہ اہل محشر پر

غزل ۸۸	وفا کا اپنی جو انصاف چاہتا ہون فروغ وہ کہتے ہین کہ اُٹھا رکھو اس کو محشر پر	اشعار (۲۱)

غزل

جدھر سے نکلے بچھین نظرین ہمین پر
بھلا وہ اور قدم رکھین زمین پر

نہ بگڑو اس نگاہ واپسین پر
بڑھی تھی صدقے ہونیکو جبین پر

اُدھر کی آہ اُدھر دلمین اُٹھا درد
ہمارے وار پڑتے ہین ہمین پر

جو پھوٹا آبلہ اے نشتر غم | فلک ٹوٹا دل اندوہگین پر
اٹھایا ہی جہان سے ہاتھ تمنے | ارے بیدرد اٹھا ہی وہین پر
مری تقدیر کا بل کاکشش رہتا | شکن بنکر حسینون کی جبین پر
ہنسی بھی آگئی انکار کے ساتھ | تصدق ناز کی ہان نہین پر
یہ لکھتی ہی گل عارض کی سرخی | نگاہین سب کی پڑتی ہین تمہین پر
مرے دلکی طرح کیون اسکو اٹھا | یہ غصہ کیسا ہی پایا آستین پر
نہین عدسے تجھے اے چشم تصور | جہان ڈھونڈھا انہین پایا وہین پر
مری میت سے بھی نظرین پھری ہین | یہ غصہ اک نگاہ واپسین پر
لبون تک آکے پلٹین آہین اے ضبط | پڑین الٹی یہ آہین بھی ہمین پر
جھپکتی ہی آنکھ لینے کو بلائین | کرو رحم اس نگاہ شرمگین پر
ملے مٹی مین ہم مٹی مین مل کر | نہ لٹکا ان کا آنچل بھی زمین پر
نہ کیون میت پہ میری نور برسے | کہ مینے جان دی ہی اک حسین پر
نہ اٹھی آنکھ جب کیا تیغ اٹھیلی | یہ دعوے اس نگاہ شرمگین پر
گذر ہو رنج کا جنت مین کیونکر | نہین ہے آسمان اس سرزمین پر
کہو تو خواب مین کس کے گئے تھے | کہ سوتے مین پسینہ ہی جبین پر
سمجھ لو پھر مری میت پہ رونا | یہ ظلم اپنی ہی چشم شرمگین پر
مجھے ہی اک زمانے سے محبت | زمانہ جان دیتا ہی تمہین پر

غزل ۸۵	سمٹے دعوے نزاکت کے فروغ اور پھٹا پڑتا ہی جوبن اس حسین پر	اشعار (۱۶)

غزل

کرین رحم آپ اس شوق نہان پر | جو آسکتا نہین دلسے زبان پر

کسی کے نام میں اللہ ری لذت — مزے سے نے بھی مزا لوٹا زبان پر
الٰہی خیر سے گذرے شب وصل — نظر اُنکی جمی ہے آسمان پر
بچھوڑا رشک سے پہلو میں دل بھی — دل آیا بھی تو ایسے بدگمان پر
نہ شبنم سے بجھی کانٹوں کی بھی پیاس — کہ ہر قطرہ ہے اک چھالا زبان پر
کہیں اُٹھیں تری نیچی نگاہیں — کہیں ٹوٹے یہ بجلی آسمان پر
قضا بھی آئے یارب نیند کیساتھ — پڑیں پردے نہ چشم پاسبان پر
گلا بھی تیرا تجھ سا بیوفا ہے — مرے دل میں ہے دشمن کی زبان پر
مرے نالے کی رکھ لے بات یارب — یہ فریادی چلا ہے آسمان پر
ہوا کرتے ہیں دشمن سے اشارے — کہیں عاشق نہو یہ پاسبان پر
میں جب جانوں جیا اسکو بھی رلا کے — نہ تیرا نام بھی آئے زبان پر
جفا کرنے کی قدرت ہے تمھیں میں — نہ رکھوا اپنا چھندا آسمان پر
نگاہِ ناز سے کیجے اشارے — کہ نازک وار بھی ہوں ناتوان پر
گلا بھی غیر کا ہے قابل رشک — مرے منہ سے گیا تیری زبان پر
پھرے یوں رات کو تیری گلی میں — ہوا دشمن کا دھوکا پاسبان پر

مرا شکوہ فروغ اچھا ہے مجھ سے — کہ یہ ہر وقت ہے اُن کی زبان پر

اشعار (۱۷)

غزل

...RABAD

غزل

بھروسا ہی آئے اُن کی زبان پر — ہنسی آتی ہے قاصد کے بیان پر
ترے شکوے کو میں کیا منہ لگاؤں — کہ رہتا ہے یہ دشمن کی زبان پر
چڑھی ہے آستین بھی تیوریاں بھی — یہ حملے مجھ ضعیف ناتوان پر
چلو عارض پہ تم بھی چھوڑ کر زلف — گھٹا چھائی ہوئی ہے بوستان پر

الٰہی خیر آفت ہے کہ یہ چال / قدم بڑھنے کو ہین اب آسمان پر
پیتے ملتے ہین سب نیچی نظر سے / خفا ہوتے ہو ناحق راز دان پر
تحمل اسکا بھی ظالم نہو گا / جو آیا رحم بھی مجھ ناتوان پر
تمھارے گھر سے یہ فتنہ بھی نکلا / کہ شکوہ دل سے آیا ہے زبان پر
خطا کسکی ہے اور پائے سزا کون / ستاؤ تم پڑے صبر آسمان پر
حبابِ بحر ہین اسے شورِ الفت / کہ چھالے ہین یہ موجونکی زبان پر
جو مرتا ہے مرے دشمن کہین اور / یہ موت آئی تمھارے آستان پر
ذرا دیکھو تمھارے روزن در / نگاہین ڈالتے ہین پاسبان پر
مجھے کیون دیکھنے آئے ہین احباب / نظر بھی بار ہے مجھ ناتوان پر
جو ڈالے روزنِ در پر کوئی آنکھ / نگہ چھریان لگائے پاسبان پر
تمھارے نام پر قربان ہو دل / یہ دل کیسطرح آتا ہے زبان پر
کدورت مین چھپا ہے دل کا چھالا / محبت کی زمین ہے آسمان پر

غزل ۸۵	**فروغ** اور تیرے دربانسے رُکیگا بپا ہے اک قیامت آستان پر	اشعار (۱۶)

غزل

مدعا ضبط کرون ہجر مین نالے کیونکر / دستِ نازک سے کوئی دلکو سنبھالے کیونکر
آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر / نغمۂ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر
بیوفا مجکو کہا کہکے وہ خود چھپ گئے / جس پہ پھبتی نہو اُسپر کوئی ڈھالے کیونکر
نشۂ حسن سے کب آپ مین تو رہتا ہے / تجکو پا مین سکے ترے ڈھونڈھنے والے کیونکر
کم سنی کے ہین کیسی یہ اشارے مجھ سے / حسرتین کوئی ترے دلکی نکالے کیونکر
کر گئی دونوں کو بیچین تری ایک نگاہ / بنگئی جان پہ دل کوئی سنبھالے کیونکر

حسرت دیدمین مرکاہی کفن بھی تہ قبر
ڈھانک لین منه کو تری دیکھنے والے کیونکر

میرا دل لیکے رقیبونکو دیا دل تم نے
دلمین دل اب کوئی ڈالیگی توڈالے کیونکر

اُف نگاہون نے تری کام کیا برچھی کا
تھام لین دلکو نه دل تھامنے والے کیونکر

ڈر یہی ہی گیسوؤنکا بوجھ کمر پر نه پڑے
بڑھکے نکہت گل رخکی سنبھالے کیونکر

تم وہی ہو جو کبھی آئے نه قابو مین مرے
پھر ہوئے ناز و نزاکت کے حوالے کیونکر

سامنے جسکے خموشی لیئے پھرتی ہو گلا
پھر وہان منه سے کوئی بات نکالے کیونکر

کہین مٹتا ہی مٹائے سے مرا نقش وفا
یاد رکھین نه مجھے بھولنے والے کیونکر

عاشقو لینے ہی مگر نشو و نمائے معشوق
خون بلبل سے سجین گل کے نه تھالے کیونکر

چشم مخمور سے نکلی که گری برق نظر
مست کو مست سنبھالے تو سنبھالے کیونکر

غزل ۵۸	ہاتھ رکھ رکھ کے وہ سینه په ہٹاتے ہین **فروغ** تسکین رہ رہکے مرے دلمین نه چھالے کیونکر	اشعار (۱۵)

غزل

آئین قابو مین مرے گیسوؤن والے کیونکر
نغمهٔ وصل بنین ہجر کے نالے کیونکر

لڑکھڑا کر نه چلین جھومنے والے کیونکر
مدعا یه ہی که دشمن نه سنبھالے کیونکر

لیجیے غیرون کی اُلفت کا ہی دعوے اُنکو
جنکو معلوم نہین کرتے ہین نالے کیونکر

حسن کو اپنے بچایا ہی نگاہون سے مری
سامنے ہون مرے مُنه پھیرنیوالے کیونکر

نزع مین فکر یه ہی جان تو دی تھی اُن کو
ملک الموت کے کردون ہین حوالے کیونکر

نه یه باتین ہین عدو کی نه صدا نغمه کی
کان تک آپکے پہنچین مرے نالے کیونکر

دل بھی قربان کیا جان بھی صدقے کردی
اور چاہین تمھین پھر چاہنے والے کیونکر

ایکدن دُور سے لی تھین بلائین اسکی
بل کی مجھسے نه تری زلف رسا لے کیونکر

کبھی دلمین کبھی نظرونمین کبھی آنکھون مین
یون چھپین جب تو کوئی ڈھونڈ نکالے کیونکر

جلتے ہین کیون ترے رُخسار پہ گیسو ظالم
بے پئے مست ہوئے جھومنے والے کیونکر

جسکی آنکھین بھی کسی سے نہ کبھی ملتی ہون
اُس سے ملنے کی کوئی راہ نکالے کیونکر

تم کسی دلکے دھڑکنے کی صدا سمجھے ہو
اور کرتا ہی کوئی ضعف مین نالے کیونکر

رحم آتا ہی گلستان مین گلون پر اُن کو
پھول توڑین مرا دل توڑنے والے کیونکر

یہ تو پہنچینگے ترے گھر مین اگر مین نہ گیا
ترے دربان سے رُکینگے مرے نالے کیونکر

غزل ۸۹	اک نظر خواب مین دیکھا ہوا ہے جس نے فروغ آنکھ پریون پہ نظر حور پہ ڈالے کیونکر	اشعار (۱۸)

غزل

دل میرا تیرے پاس گیا مجھسے چھوٹ کر
تیری نگاہ جیسے ملی تجھسے ٹوٹ کر

سرسبز کب ہوا کوئی اپنوں سے چھوٹ کر
پتّون کی ہی صدا یہ درختون سے ٹوٹ کر

بیتاب دلکے ساتھ ہی پیکان بھی ترا
دُنیا مین کس کو چین ملا تجھ سے چھوٹ کر

صحرا کو سیلِ اشک نے دریا بنا دیا
روئے ہمارے پاؤنکے چھالے جو چھوٹ کر

تیرِ ستم کو دون نہ کلیجے مین کیون جگہ
آیا ہی یہ حضور کی چٹکی سے چھوٹ کر

تھے دلکی طرح آبلۂ پا بھرے ہوئے
خاروں سے ملکے روئینگے پھوٹ پھوٹ کر

اچھی بسر ہوئی ترے پیکان کی ہر جگہ
دلمین مرے رہی تری چٹکی سے چھوٹ کر

کر مجھ پہ رحم اے اثرِ اضطرابِ شوق
خنجر گرے نہ ہاتھ سے قاتل کے چھوٹ کر

کوئی کسی سے دل نہ لگائے جہان مین
فرقت مین دی صدا یہ مرے دلنے ٹوٹ کر

ہی دلکے آبلون مین جو ہلچل پڑی ہوئی
کچھ تو کئے اشارے حبابون نے پھوٹ کر

نالان تھا تیرا تیر بھی بیداد سے تری
دلمین مرے چبھا ترے ہاتھون سے چھوٹ کر

مقصود ہی سزا بھی تڑپنے کی دون اسے
چھالے بھی دلکے پھوڑتا ہون سینہ کوٹ کر

دلبر ہمارے ٹوٹ پڑے غم کے آسمان
اچھا سلوک کر گئے چھالے بھی پھوٹ کر

بیتاب ہی بہت دلِ نازک سنبھالیے
ڈر ہے نہ گر پڑے مری مٹھی سے چھوٹ کر

تیرِ نظر بھی تیرا نہ تجھ سے جدا ہوا
پہنچا وہین جہان سے یہ آیا تھا چھوٹ کر

یون دی ہی آبِ حسن نے تیغِ نگاہ کو
موتی بھرے ہین چشمِ ستمگر مین کوٹ کر

بلبل تجھے خزان مین بھی لطفِ بہار ہی
گلشن قفس کو کر دیا کلیون نے پھوٹ کر

آنکھون مین اشک لب پہ فغان دل پہ ہاتھ ہی
یہ حال اے **فروغ** ہوا کس سے چھوٹ کر

ردیف رائے منقوطہ

غزل

غزل نمبر ۹۰ — اشعار (۱۳)

سوتے ہین اینڈ اینڈ کے مستِ شرابِ ناز
مانند نشہ آنکھ مین رہتا ہی خوابِ ناز

برقِ ادا چمکتی ہی آنکھین جھپکتی ہین
کب چشمِ شوق وصل مین لاتی ہی تابِ ناز

مین بوسے مانگتا ہون وہ دیتے ہین گالیان
اچھا سوالِ شوق ہی اچھا جوابِ ناز

رخصت ہوئین حیا کی ادائین جو وصل مین
نکلا حجابِ شرم سے اک آفتابِ ناز

متوالون کی طرح سے ہین آنکھین جھکی ہوئی
چلتے ہین جھومتے ہوئے مستِ شرابِ ناز

بیداد پر تری سرِ تسلیم ہوگا خم
فرقِ نیاز جھک کے ہی کا جوابِ ناز

کچھ کام وصل مین نہین شرم و حجاب کا
اب آج تو اٹھائیے رخ سے نقابِ ناز

اس ضعف نے تو اور بھی مجبور کر دیا
اٹھین کہان تلک ستمِ بے حسابِ ناز

شوخی بھری نظر مین تڑپ کس غضب کی ہی
بجلی کہین گرائے نہ یہ اضطرابِ ناز

لپٹا ہوا ہی ہائے دوپٹہ کہان کہان
چھریان لگا رہے ہین یہ اندازِ خوابِ ناز

منہ کس طرح کفن سے چھپائے نہ بعدِ مرگ
عاشق ہی تیرا کشتۂ طرزِ حجابِ ناز

اب وہ پکارتے ہین تو ہم بولتے نہین ۔ ہمنے بھی مرکے خوب دیا ہی جوابِ ناز

نکلین تڑپ تڑپ کے اُن آنکھوںنے شوخیان
دیکھا شبِ وصال **فروغ** اضطرابِ ناز

ردیف سین مہملہ

غزل عـ۹۱ — **غزل** — اشعار (۱۳)

ہین کہون حالِ دل ہزار افسوس ۔ نہ کرے کوئی اعتبار افسوس
کچھ تڑپنے کی انتہا بھی ہے ۔ مرگئے تیرے بیقرار افسوس
سینہ تانے ہوئے وہ جاتے ہین ۔ نہوا کوئی بیقرار افسوس
زندگی ہو کہ اُنکا وعدہ ہو ۔ نہین دونون کا اعتبار افسوس
کیون جئے ہم کسی کے وعدے پر ۔ کیون کیا ہمنے اعتبار افسوس
جھوٹے وعدوںنے کیا ملا ظالم ۔ نرہا کچھ بھی اعتبار افسوس
مینے مانا کہ زندگی ہو مری ۔ کب اُسی کا ہی اعتبار افسوس
ہائے شکوہ کسی کے وعدے پر ۔ تھا قیامت کا انتظار افسوس
دیکھیئے کب وہ بوسہ دیتے ہین ۔ وصل مین بھی ہی انتظار افسوس
کہتے ہین ہمسے کرکے وعدۂ وصل ۔ دون ہین تکلیفِ انتظار افسوس
ہائے دیکھین وہ راہ غیرون کی ۔ ہم کرین اُن کا انتظار افسوس
وہ ترا جھوٹا وعدہ اسے ظالم ۔ اور وہ میرا انتظار افسوس

آئی پیری گیا شباب **فروغ**
ہی خزان چل بسی بہار افسوس

غزل ۹۲	غزل	اشعار (۱۵)

ہم تو تڑپا کریں ہزار افسوس
لوٹیں جوبن گلو نگی ہار افسوس

لاش پر بولے میرے وعدیکا
نہ کیا تو نے اعتبار افسوس

کسی ابرو کے ہم تصور میں
تیغ کو کر رہے ہیں پیار افسوس

کیا خبر مرگِ غیر کی پائی
کر رہے ہیں وہ بار بار افسوس

تیرا وعدہ ہی کس قیامت کا
اک جہان ہی امیدوار افسوس

حسرتیں کشتہ ہو کے دفن ہوئیں
میرا دل بھی بنا مزار افسوس

تھا وہ آوارہ بعدِ مردن بھی
منتشر ہی مرا غبار افسوس

پھر کوئی ظلم اُن کو یاد آیا
ڈھونڈھتے ہیں مرا مزار افسوس

کیوں نہو مرگِ غیر کا مجھے غم
کہ پریشان ہی زلفِ یار افسوس

اپنے ہاتوں سے وہ سزا دیتے
نہ ہوا ہیں قصور وار افسوس

جبر کرنے کا تم کو لطف آتا
نہ ہوا دل پر اختیار افسوس

حشر میں پیشِ حق کھڑا ہی وہ بُت
ہو رہا ہوں میں شرمسار افسوس

مر کے بھی ہائے میں تو پچھتایا
کہ ہوا کوئی سوگوار افسوس

بزم سے تیری کیوں نکالے جائیں
نہیں آنکھوں پر اختیار افسوس

جتنے ناصح فروغ عشق میں ہیں
ہوئے اتنے نہ غمگسار افسوس

ردیف شین

غزل نمبر ۹۳ | **غزل** | اشعار (۱۲)

کھولے ہوئے وہ بیٹھے ہین بند قبا یہ خوش
سمجھے ہین آہ سرد کو ٹھنڈی ہوا یہ خوش

کیا تیری چاہ ہی کوئی برہم وفا یہ خوش
اے بیوفا تمہین ہو یہ ظلم و جفا یہ خوش

جیسا مرا سوال تھا ویسا ملا جواب
لکھنے لگے وہ ہنس کے مرا مدعا یہ خوش

اب تک بھی جو نہ آئے وہ پہنچے ہین گور تک
اے نالۂ شب ہوا آہ رسا یہ خوش

نام آسمان کا آگیا تھا برسبیل ذکر
در پردہ بھی کرون مین تمہارا گلا یہ خوش

اُن کی زبان رکی نہ مرے ہاتھ وصل مین
ہر بار دست شوق جھٹک کر کہا یہ خوش

شرما کے چشم شوق سے لین دلمین چٹکیان
کس کی خطا تھی کس کو سزا یہ خوش

سب بے اعتبار دوست ہی دشمن پہ اعتماد
اُلٹی ہی ملکِ حسن مین اُلٹی ہوا یہ خوش

دنیا مین اور کس پہ بھروسا کرے کوئی
دل بھی مرا انہین کی طرف ہو گیا یہ خوش

حسن آپ ہی کا باعثِ افراطِ شوق ہی
اُلٹے حضور ہوتے ہین مجھ پر خفا یہ خوش

شرما کے مجھ سے شرم بھی آتی نہین تمہین
میرے ہی دلمین رہکے مجھی سے حیا یہ خوش

لطفِ سخن وفورِ الم مین نہین **فروغ**
طرہ یہ اُس پہ شعرون مین بھی ہو مزا یہ خوش

ردیف صاد

غزل ۹۴ — غزل — اشعار (۱۱)

دل کے ہین دیدۂ دلدار حریص
جسطرح ہوتا ہی بیمار حریص

خون پیکر بھی نہین بھرتا پیٹ
کسقدر ہی تری تلوار حریص

عشق ہی دنکو میرے روز افزون
اس مرض کا ہی یہ بیمار حریص

چشمِ میگون پہ جھلکے پڑتے ہین
ہین ترے ابروئے خمدار حریص

خواہش دل نہین کم بوسہ سے
بڑھ کے بندے سے ہی سرکار حریص

کیون نہ منہ چومنے کو دل چاہے
کرتی ہی شوخئ گفتار حریص

مجرمون کی تری رحمت کو تلاش
جرم کے تیرے گنہگار حریص

ہمہ تن غم ہون غضب کھا جائے مجھے
رنج کا ہی یہ دلِ زار حریص

خم چڑھا جائین پہ نیت نہ بھرے
ساقیا ہین ترے میخوار حریص

چشم و ابرو و مژہ طالبِ جان
ہی یہ دربار کا دربار حریص

حسرتِ درد و محبت ہی فروغ
کرتی ہی لذت آزار حریص

ردیف ضاد

غزل ۹۵ — غزل — اشعار (۱۰)

مطلب ہی ہمکو عیش سے کیا غم سے کیا غرض
تیری خوشی سے کام ہی عالم سے کیا غرض

دلسے غرض ہی دلکے غم وہم سے کیا غرض
کام اپنے کام سے ہی تمہین ہمسے کیا غرض

ساقی کی چشم مست ہی جامِ جہان نُما
ساغر سے ہمکو کام ہی کیا جم سے کیا غرض

مہیندی لگا کے ہاتھونگی اپنے بہار دیکھ
تجکو کسی غریب کے ماتم سے کیا غرض

ہمکو نکال سکتا ہی تیری گلی سے کون
… ہمکو جنتِ آدم سے کیا غرض

عشاق سے حسینونکا بیجا نہین ہی ناز
ہمکو غرض ہی اُنسے اُنہین ہمسے کیا غرض

رو رو کے مرہی جاؤن تو پوچھین کبھی نہ شک
آنچل کو اُنکے دیدۂ پُرنم سے کیا غرض

پھر کون ناز اُٹھائیگا جاؤ یونہی سہی
کیا کام ہملو تمسے تمہین ہمسے کیا غرض

مُنہ کو پھرا کے ہاتھ بڑھانیسے کُھل گیا
مطلب ہمارے دلسے ہی اور ہمسے کیا غرض

مطلب فقط ہی اُنکی خوشی سے ہمین فروغ
کیا کام خلد سے ہی جہنم سے کیا غرض

ردیف طاء

غزل

غزل ۹۶ — اشعار (۱۱)

نہین آیا ادھر تمہارا خط
زندگی کا مری سہارا خط

کچھ سمجھ مین نہ اک حرف آیا
شوق مین یہ پڑھ گیا مین سارا خط

چلگئی رشک کی ادھر برچھی
لیکے قاصد اُدھر سدھارا خط

مطلب اسکا جو حل نہین ہوتا
ہی معمہ کوئی تمہارا خط

مار ڈالا اس ایک فقرہ نے
اب نہ بھیجونگا مین دوبارا خط

دل عاشق کے پرزے ہونگے یونہین
چاک ہوتے ہی یہ بیکارا خط

نامہ بر پڑھکے وہ بھی رو دینگے
خون دلسے لکھا ہی سارا خط

کار قاصد کر اسے ہوائے شوق | اُڑ کے جا پہنچے وہاں ہمارا خط
بد نے ملقین کے دوستون نے کہا | آگیا وقت پر تمہارا خط
نہ اُدھر سے کوئی جواب آیا | مین ادھر لکھتے لکھتے ہارا خط

نہین ہٹتی نگاہ شوق **فروغ**
کس بلا کا ہے پیارا پیارا خط

ردیف ظاء

غزل

غزل ۹ — اشعار (۱۰)

دل ترا گھر ہو گردن کیونکر نہ ہو اُن کا لحاظ | قیس کو لیلی کے باعث سے تھا محمل کا لحاظ
[illegible] ہر دو نون کی خبر | کچھ جگر کی میرے خاطر ہے تو کچھ دل کا لحاظ
[illegible] ہنسنے پر قین گل | پاس ہے کچھ باغبان کا نے عنا دل کا لحاظ
شرم سے گردن جھکا کر دیدو اک بوسہ ہمین | ہے سخاوت جنمین کرتے ہین وہ سائل کا لحاظ
رہ گئے پاس ادب سے منہ پہ دامن ڈالکر | واہ رے زخمون نے کیا یون شرم قاتل کا لحاظ
پردہ فانوس مین آتی ہے منہ کو ڈھانک کر | کیون حسینو تمنے دیکھا شمع محفل کا لحاظ
وصل کی شب کیون پڑی ہے صبح کی جلدی تمہین | کچھ نہین تمکو مرے ارمان بھرے دل کا لحاظ
وہ کھنچا رہتا ہے ہر وقت اور جھکی جاتی ہین بھوین | بڑھ گیا قاتل سے بھی شمشیر قاتل کا لحاظ
شرم آئی سینۂ دریا پہ جب اُبھرے حباب | منہ کو دامن سے چھپایا دیکھ ساحل کا لحاظ

سر جھکائے رہتی ہے پاس ادب سے اے **فروغ**
سب تو سب تلوار بھی کرتی ہے قاتل کا لحاظ

ردیف عین

غزل عدد ۹۸ — **غزل** — اشعار (۱۸)

شب بھر رہا بہار مین گیا رنگ و روئے شمع
مرجھا گیا سحر کو گل آرزوئے شمع

آتے ہین بوسہ لینے جو پروانے سوئے شمع
شعلہ لپک لپک کے بچاتا ہی روئے شمع

رونے سے پھٹ سینونکے نظر دونسے گر گئی
آنسو بہے تو ڈوب گئی آبروئے شمع

معشوق بھی تو شاد نہین تجھسے اے سحر
کمبخت تو ہی دشمن عاشق عدوئے شمع

عاشق کے دل کیطرح سے صبح شب وصال
کیسا اداس اداس ہی اللہ روئے شمع

روشن ہوئی تو مشعل راہ وفا بنی
پروانون کو نہ کرنی پڑی جستجوئے شمع

صبح شب وصال ملین دونون خاک مین
اک آرزوئے دل مری اک آرزوئے شمع

پروانون ہی کے رنج نے کشتہ کیا اسے
کچھ گل سے پھوٹتی ہی دم صبح بوئے شمع

میری طرح نہ ہجر مین دشمن بھی ہو ہلاک
پروانے جل کے مرتے ہین پر روبروئے شمع

باد سحر تھی یا کوئی جھونکا خزان کا تھا
کیا خاک مین ملے ہین گل آرزوئے شمع

آخر کو روتے روتے پتنگون کی لاش پر
پہنچا ہی آب اشک الم تا گلوئے شمع

ثابت لپک سے شعلونکی جلنا زبانکا ہی
آتی نہین سمجھ مین مگر گفتگوئے شمع

آنسو بھی بھر رہے ہین دھوان بھی ہی اٹھ رہا
گویا نہانے کیلئے بکھری ہین موئے شمع

یاد آتی ہین جو وصل کی کچھ بے حجابیان
نیچی نظر سے دیکھ کے ہنستی ہین سوئے شمع

عریان تنی پر اپنی جو روتی ہی زار زار
رکھ لیتی ہی یہ چادر اشک آبروئے شمع

عاشق کے رخ پہ چھا گیا رونق کی پردہ مین
جتنا کہ صبح وصل اڑا رنگ روئے شمع

لکھتے ہین اسکو شعلہ زبان لوگ کیون فروغ

ہے آجتک کسی نے سُنی گفتگوئے شمع

ردیف غین

غزل

فصلِ بہار ہے طرب افزائے حالِ باغ
فرطِ خوشی سے جھوم رہے ہین نہالِ باغ

منہ دیکھتے ہین آئینہ مین جس طرح حسین
آتا ہے آبجو مین نظر یون جمالِ باغ

پھولونکی آرزو ہے جو فصلِ بہار مین
شاخین ہین یا بڑھے ہوئے دستِ سوالِ باغ

بکھرین نہ اسطرح کبھی سنبل کے بال بھی
فصلِ خزان مین جیسے پریشان حالِ باغ

آیا ہے وقت صبح جو وہ گلشنِ جمال
شبنم کے قطرے ہین عرقِ انفعالِ باغ

سب کو دُلھن بنایا ہے فصلِ بہار نے
پھولون کا گھنا پہنے ہے ہر نونہالِ باغ

پھولون کی شاخین نگہئین لو ہے کی تیلیان
بلبل کو آگیا جو قفس مین خیالِ باغ

بادِ خزان کے جھوکو نسے خاک اسقدر اُڑی
شکوہ کیو چرخ تک لگی گردِ ملالِ باغ

آئے ہین وہ جو سیر کو تو ہر حباب جو
بنتا ہے گنبدِ عرقِ انفعالِ باغ

صیاد نے جو کاٹ دئے پر تو کیا ہوا
بلبل کو لے اُڑی گی ہوائے وصالِ باغ

محفوظ دستِ جورِ خزان سے ہے فروغ
پروردہ بہار ہے ہر نونہالِ باغ

ردیف فا

غزل عنقا — اشعار (۲۰)

غزل

گو عدل کیجانب ہے ترا نازکی طرف
رحمت کی پر نظر ہے گنہگار کی طرف

وہ دیکھتے ہیں میرے دل زار کی طرف
میں دیکھتا ہوں چشم فسون کار کی طرف

اس سے شوق دید کچھ تو تحفظ بھی ہی ضرور
ہو دیدہ ہاتھ اور نظر یار کی طرف

بخشے گا کون حشر میں جب بے گناہ کو
رحمت تو جھک پڑے گی گنہگار کی طرف

ہم سے نہ یہ بھی وہی انداز انکے ہیں
پھیرے ہیں منہ کو تربت بیمار کی طرف

تیری گلی میں اٹھ نہیں سکتا ہوں ناتوان
سایہ کی طرح پڑ رہا ہوں دیوار کی طرف

چشم غضب تھی نہ کوئی چشم لطف تو [illegible]
ہے دیکھتا تو کوئی گنہگار کی طرف

تجویب کرتے ہیں ظلم میں اہل حشر کی
دیکھے نہ کوئی تیرے گنہگار کی طرف

شاید کہ ساتھ دھوپ کے چڑھ جاؤں میں بھی
پڑھتا ہوں اسلئے تری دیوار کی طرف

نیچی نظر نے اسکی دلایا کچھ ان کو یاد
شرمائے دیکھ کر وہ گنہگار کی طرف

رک جائے دم الجھ کے نہ تار نگاہ میں
دیکھو ذرا اٹھا کے نہ مجھ زار کی طرف

لطف کلام بھی نہ اٹھا ئینگے بے گناہ
ہوگی توجہ انکی گنہگار کی طرف

محشر میں لطف ہوگی حسرت بھری امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

اسکی تڑپ کو اور بڑھائیگی یہ امید
دیکھو نہ آنکھ بھر کے دل زار کی طرف

دل کی ہے تجھ سے موت بھی ناچار [illegible] ہیں
آتی نہیں ہے تیرے گنہگار کی طرف

اٹھ رہے اشتیاق کہ بے قصد [illegible] ہیں
بڑھتے ہیں ہاتھ گردن دلدار کی طرف

بگڑے ہوئے ہو تم تو بھی اس سے ہیں پھیرے
ترچھی نظر بھی کب ہے گنہگار کی طرف

جو کچھ کیا ہے سر شوریدہ نے کیا
کیوں دیکھتا کوئی تری دیوار کی طرف

آفت کی ہے کشش کہ مے ناب ساقیا
ہر روز صبح سے آتی ہے میخوار کی طرف

محفل میں کب ہے نیچی نگہ بے سبب فروغ
چھپ چھپ کے دیکھتے ہیں وہ اغیار کیطرف

ردیف قاف

غزل

غزل ع۱۰۱ — اشعار (۱۳)

جھینپے یورکا ہی شرمائی نظر کا اشتیاق
وصل کی شب کیون نہو وقت سحر کا اشتیاق

نام لیتے ہی ترا منہ کو تڑپ کر آ گئے
دیکھ تو ایجان مرے قلب و جگر کا اشتیاق

حسرتین نکلین کہانکی شرم ہوتی ہی سحر
میرے دل مین گھٹ رہا ہی نامہ بر کا اشتیاق

وہ دوپٹہ سے چھپا کر اپنا سینہ ہنس پڑے
کھل گیا کیا میری پُر حسرت نظر کا اشتیاق

کس کشاکش مین پڑا ہی آپکا تیر نگاہ
کیا قیامت ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

دیکھکر قبلہ کی جانب منہ ہماری لاش کا
ہنس کے بولے اب ہوا انکو اُدھر کا اشتیاق

وصل کی شب منہ چھپا نیکی ضد مین اچھی نہین
اور بڑھتا ہی مرے قلب و جگر کا اشتیاق

رشک کیسا غیر کا مین ذکر چھیڑونگا ضرور
ہی مرے دلکو تو شرمائی نظر کا اشتیاق

کاش وہ غصہ ہی سے دیکھین مگر دیکھین مجھے
شرم کے صدقے نہین نیچی نظر کا اشتیاق

ہائے اب اے رشک مین ہون اور کوئی غیر ہی
کیون ہوا مجکو کسی کے رہگذر کا اشتیاق

یاد ہے اُسکی نہین کیونکر کلیجہ تھام لون
خود بھی ظالم ہی کسی بیداد گر کا اشتیاق

دفن ہونگا اُس گلی مین مین شہید ناز اگر
سبکو اس پردہ مین ہوگا انکے گھر کا اشتیاق

جبہہ سائی جسکی ہی فخر ملائک اے **فروغ**
ہی جبین عجز کو اُس سنگ در کا اشتیاق

ردیف کاف

غزل

غزل ۱۰۲ — اشعار (۱۵)

خطِ لیلے کبوتر جو گیا یار کے گھر تک
ایسا یہ نہ تھا جرم کہ نوچے گئے پر تک

سوزان شبِ فرقت مین ہی دل چار پہر تک
یہ شمع سرِ شام سے جلتی ہی سحر تک

سینہ نگہہ یار نے توڑا ہی جگر تک
کیا بیخبری ہی کہ نہین ہمکو خبر تک

گھبرا نہ شبِ ہجر مین تو اے دلِ نادان
یہ درد یہ تکلیف یہ ایذا ہی سحر تک

جز شمع شبِ غم مین نہین ہی کوئی مونس
ہان ساتھ جو دیتی ہی تو یہ چار پہر تک

آگے تو شب و روز لڑا کرتی ہتین آنکھین
اے مشفقِ من اب نہین ملتی ہی نظر تک

شاید کہ کوئی بیکس و ناشاد ہوا قتل
غم مین جو سیہ پوش ہی قاتل کی سپر تک

یکسان ہی شب و روز تجلّیِ رُخِ یار
اے شمع تری بزم فروزی ہی سحر تک

اتنا بھی تغافل نہین زیبا نہین زیبا
ہم مر بھی گیے اور نہ ہوئی تمکو خبر تک

اک مین ہون کہ پھُکتا ہون تپِ عشق سی دن رات
اک شمع ہی جو شام سے جلتی ہی سحر تک

اُلفت مین جو اُس دستِ حنائی کے ہین رویا
ساتھ اشکون کے آنکھون سے بہا خون جگر تک

سُونا ہمین پہلو مین جو یاد آیا کسی کا
تڑپا کیے ہم کروٹین لے لیکے سحر تک

ہان جذبِ محبت یہی موقع ہی مدد کا
وہ شوخ پہرا جاتا ہی آکر مرے گھر تک

سوزِ تپِ فرقت کا کسی کی یہ اثر ہی
جلتی بھی ہی روتی بھی ہی جو شمع سحر تک

نالے تو کیا کرتے ہین دن رات فروغ آپ
اُس شوخ کے دلمین نہین ہوتا ہی اثر تک

غزل ۱۰۳ — غزل — اشعار ۲۲

رنج پر رنج سہین اے مہ کامل کب تک — داغ پر داغ اٹھائین جگر و دل کب تک
دیکھون مٹتے نہین داغ جگر و دل کب تک — دیکھو رونق پہ رہے عشق کی محفل کب تک
دیکھیے وہ نہین سینہ سے لگاتے تاکے — دیکھیے جاتا ہے درد جگر و دل کب تک
اب انھین نالۂ بلبل پہ بھی آتا ہے ترس — ہونگا اے ضعف مین فریاد کے قابل کب تک
کوچہ یار مین پہونچونگا مین آخر اک دن — شوق ہوگا نہ مرا رہبر منزل کب تک
اب یہی ضد ہے کرے کون خوشامد انکی — مین بھی دیکھون کہ تڑپتا ہے مرا دل کب تک
وصل مین شرم نگہ کو نہین اٹھنے دیتی — دیکھین اے تیر نظر آبلۂ دل کب تک
دھیان انکا مجھے رہتا ہے مین دیکھون تاکے — اور وہ رہتے ہین مری یاد سے غافل کب تک
بجھ گیا دل ہی تو ہون صورت شمع کشتہ — دیکھیے ہوتا ہون اب لایق محفل کب تک
روح کے ساتھ نہ گھبرا کے نکلتی کیونکر — رہتی گھٹ گھٹ کے بھلا آرزوئے دل کب تک
ناتوان دیکھ کے وہ مجھ کو یہ فرماتے ہین — دیکھین ہو لطف اٹھانیکے بھی قابل کب تک
آپ انصاف کرین ہجر کی آخر حد بھی — آپ فرمائین کرے صبر مرا دل کب تک
باغمین ضبط فغان اے دل نالان کب تک — کوئی فرقت مین سنے شور عنادل کب تک
تھین سب مجھے دست تمنا سے امیدین کیا کیا — کوئی فرقت مین دبائے جگر و دل کب تک
چودھوین رات کا وعدہ بھی تو ایفا ہو ا — منتظر کوئی رہے اے مہ کامل کب تک
وہ بھی آتے نہین اور موت بھی کھائی ہے قسم — ہوگی آسان الٰہی مری مشکل کب تک
ہوگی مایوس وہ کہنا مرا صبح شب وصل — دیکھیے ہوتا ہے پھر شاد مرا دل کب تک
خود ہی بیچین مرے دل کی تڑپ کر دے گی — آپ ہونگے مری یاد سے غافل کب تک
ناز اٹھائیگی تری حد بھی ہے کوئی اے موت — ہو نہ آخر کوئی منت کش قاتل کب تک
آج دیکھی تری بیچین نظر کی شوخی — دیکھون اب رہتا ہے بیتاب مرا دل کب تک

تمنے سینہ سے لگا کر مجھے اندھیر کیا | اب اُٹھائے کوئی نازِ جگر و دل کب تک

غیر عادت ہے تو امید ہمین بھی ہے فروغ
پھر رہینگے وہ رقیبون ہی پہ مائل کب تک

ردیف کاف فارسی

غزل

غزل ۱۰۴ — اشعار (۱۳)

داغِ مہ سے ہے عیان داغِ دلِ بسمل کا ڈھنگ | ماہ نو سے ہے نمایان ابروئے قاتل کا ڈھنگ
وصل مین بھی مضطرب خوفِ سحر سے مثلِ ہجر | ہے نرالا اک زمانہ سے ہمارے دل کا ڈھنگ
ہاتھ سینہ پر وہ جب رکھین تڑپتا ہی نہین | اُنپہ ظاہر ہو تو کیونکر اضطرابِ دل کا ڈھنگ
حال ہے اب قلبِ مجنون کا بھی اے لیلیٰ وہی | جو ہوا سے نجد مین تھا پردۂ محمل کا ڈھنگ
دیکھ یہ دونکو بھی اے لیلیٰ نہین دم بھر قرار | آہ مجنون نے بگاڑا ہے ترے محمل کا ڈھنگ
بیوفائی بھی وہی نازک مزاجی بھی وہی | ایک ہی تیری طبیعت اور مرے دل کا ڈھنگ
تھا طبیعت کا تری جو رنگ ظالم شام کو | ہے وہی صبحِ شبِ وصلت ہمارے دل کا ڈھنگ
کیون نہ خنجر کو گلے سے مین لگاؤن دوڑ کر | اسکے کھینچنے مین تو ہے بالکل ہی قاتل کا ڈھنگ
زلزلے کہتے ہین جسکو میری جان دُنیا مین لوگ | ہے وہ اک ادنیٰ سا میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ
وصل کی شب شام ہی سے اتنی گھبراہٹ حضور | کچھ تو ان بیتابیون مین بھی ہے میرے دل کا ڈھنگ
مجھکو بھی ظالم تری آنکھون کی شوخی بھا گئی | کچھ کچھ اسمین بھی ہے میرے اضطرابِ دل کا ڈھنگ
ہائے ان حسرت بھری آنکھونکی گردش ٹہری | دیکھ اے قاتل خدا را دیدۂ بسمل کا ڈھنگ

سینہ مین ہر دم پھڑکنے سے یہ ظاہر ہے فروغ

میرے دلنے بھی مگر سیکھا کسی بسمل کا ڈھنگ

ردیف لام

غزل ۱۰۵ | **غزل** | اشعار (۱۰)

پتھر کا بھی جو ہو تو نہ برداشت لائے دل / اللہ سختیوں سے بتوں کی بچائے دل

سنتے ہیں گوش دل سے جو وہ ماجرائے دل / لیتے ہیں باتوں باتوں میں وہ انتہائے دل

یارب کسی کا دام بلا میں نہ آئے دل / پھندے میں گیسوؤں کے نہ کوئی پھنسائے دل

الفت کا سلسلہ جو بڑھا جانبین سے / دل آشنائے زلف ہے زلف آشنائے دل

الفت ہمارے دلکی تو آپ آزما چکے / گھٹے محبت آپکی اب آزمائے دل

پہلو سے کیا مرے کوئی بیرحم لے گیا / ملیا نختہ جو منہ سے نکلتا ہے ہائے دل

اے جان جان یہ سچ ہے اگر میرا بس چلے / تجھکو میں اپنے سینہ میں رکھوں بجائے دل

دیکھا جمال یار تو کس بیخودی سے میں / سینہ پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے دل

وہ دلبر جہان جو نکلتا ہے سیر کو / آتی ہے ہر طرف سے صدا ہائے ہائے دل

غزل ۱۰۶ | اشعار (۱۷)

الفت سے ایک عزت یوسف کی ہے فروغ / کوئی عزیز مجھکو نہیں اب سوائے دل

غزل

ہو صاف شکل آئینہ دنکو نہ روئے گل / شبنم اگر نہ شب کو کرے شست و شوئے گل

اک عندلیب ہی نہیں شیدائے روئے گل / کیا اے حسینو تمکو نہیں آرزوئے گل

صیاد سن ہی لینگے نوید بہار کو / اکدن خبر کی طرح چھپے پھیلی کی بوئے گل

باتین کچھ ابتدا سے جوانی کی ہین جو یاد
ہنستے ہین دیکھکر وہ چمن مین نموے گل

سو نکھے ہین آج غیر نے اُنکے گلے کے ہار
اینا جو مثل تیر کے دیتی ہے بوے گل

غصہ کی ہر حسین مین ہوتی ہے اک ادا
کھلتے ہین تجھسے دیکھ کے سرخی روے گل

تاثیر جذب عشق کے قابل نہین حضور
جاتی ہے کیون دماغ عنادل مین بوے گل

اتنا تو پہلے سوچ لو معشوق بھی ہے
دیکھو نہ یون نگاہ حقارت سے سوے گل

سو پردو مین چھپائے سے چھپتا نہین حسن
دیوار باغ پھاند کے آتی ہے بوے گل

کس عندلیب گم شدہ کی ہے اسے تلاش
کسکو چمن مین ڈھونڈھتی پھرتی ہے بوے گل

جائین کہان چمن سے عنادل بہار مین
زنجیر پا ہے انکے لئے موج بوے گل

وہ کھڑے ہین میرے سنانیکو باغ مین
دیکھے نگاہ بھر کے نہ بلبل بھی سوے گل

اچھا کفن ملا اسے سرکار عشق سے
لیٹی ہوئی ہے لاش سے بلبل کی بوے گل

کملائے پھول دیکھ کے بلبل سے بولے وہ
کمبخت کس نگاہ سے دیکھا تھا سوے گل

مجھ زار کو اڑائے نہ کیونکر ہوائے شوق
کب بار دوش باد صبا ہے بوے گل

کچھ یاد آگیا اُنھین گلشن مین میرے بعد
بلبل نے چشم یاس سے دیکھا جو سوے گل

غزل ۱۰۱	ڈرتا ہون بدگمانیون سے اُنکی اے فروغ مینے نگاہ بھر کے بھی دیکھا نہ سوے گل	اشعار (۲۰)

غزل

ہے بلبلون کے پیش نظر حسن روے گل
اچھا ہے یہ حسین بھی سیکھین جو خوے گل

کیون بند ہے بہار مین دروازہ چمن
روکے سے باغبان کے رُکے گی نہ بوے گل

آغوش ناز دوست مین عاشق کی ہر جگہ
بلبل کو دست شوق ہے ہر موج بوے گل

میری فغان تو شور عنادل سے مل گئی
تم ہنس رہے ہو پھر بھی بنین تم مین خوے گل

اتنا تو حسن و عشق مین ہو ربط و اتحاد
ہے خلط ودو آہ عنادل مین بوے گل

ہارون کے پھول محل مین ہنستے ہین دیکھیے | اچھی لگے گلے لگا کے بگاڑی ہی خوے گل
اب تک کسی نظر مین ہین بے اعتبار ہم | بگڑے وہ ہمنے باغ مین دیکھا جو سوے گل
فصلِ خزان مین بھی انھین لطفِ بہار ہی | ایسی بسی دماغِ عنادل مین بوے گل
لیتے ہین بلبلون کی محبت کا امتحان | وہ دیکھتے ہین پیار کی نظرون سے سوے گل
کیا آگیا ہی وقت وداعِ بہارِ باغ | ایک ایک کے گلے سے لپٹتی ہی بوے گل
انکی نظر نگاہِ عنادل سے کیون ملے | کیون آنکھ اٹھا کے باغ مین دیکھین وہ سوے گل
حسن انکا میری آہون سے مشہور یون ہوا | بادِ سحر سے پھیلتی ہی جیسے بوے گل
پاتا ہی گندھ کے ہار مین ظالم کہان جگہ | دیکھون نگاہِ رشک سے کیونکر نہ سوے گل
عاشق کو انکی بزم مین حسکم فغان نہین | نالان ہی عندلیب چمن روبروے گل
مرجائے بحرِ حسن مین بلبل نہ ڈوب کر | ہی موجزن بہار مین دریاے بوے گل
کیون ہنس رہے ہو میری لحد پر چڑھا کے پھول | سمجھا مین اب تمھین نے بگاڑی ہی خوے گل
دیکھیے تو باغ مین ہو مین کیا بیچا بیان | نیچی نظر ہی آپ کی کیون روبروے گل
پھیلا دھوان جو آہِ عنادل کا باغ مین | گویا ہوا نقاب پئے حسنِ روے گل
حسنِ لطیف قید علایق سے ہی بری | الجھا نہ خار سے کبھی دامانِ بوے گل

غزل ۱۰۸	تقصیر وار عشق نہین اک ہمین فروغ سنتے ہین بلبلونکو بھی ہی آرزوے گل	اشعار (۱۸)

غزل

کیا عشق مین نظر سے گرا ہی وقارِ دل | تم کیا کہو جو تجھی کو نہین اعتبارِ دل
مہر و وفا مین اور بڑھا اعتبارِ دل | تیرے ستم ہوئے سبب افتخارِ دل
اتنا شبِ وصال نہ بڑھواے وفورِ شوق | ڈر ہی چھلک نہ جائے مئے خوشگوارِ دل
بادِ خزان کا دیتی ہی دھوکا ہمائے آہ | پہنچا قریب وقت وداعِ بہارِ دل

آجائے کاش موت ہی مجکو شبِ وصال
کچھ تو کسی نظر مین بڑھے اعتبارِ دل

اُلفت مین اُنکو ہم سے نہ ملنے دیا کبھی
دیوار بن کے ہو گیا حائل غبارِ دل

اے شوق اُنکے عہد کا شکوہ کرین گر کیا
تو نے بھی تو مٹا دیا سب اعتبارِ دل

طوفان اشک و آہ سے دل ہی بجھا ہوا
آب و ہوا یہ ایسی ہے ناسازگارِ دل

پھر بھی اُنھین بلانا ہے اے بیخودی ٹھہر
اتنا بھی خاک مین نہ ملا اعتبارِ دل

خوش ہون مین یادِ غیر تو مٹی مین مل گئی
ضایع ہوا نہ خیر کسی کا غبارِ دل

اے آہ منتشر کیا گردِ ملال کو
تو نے بنا بنا یا بگاڑا مزارِ دل

مانگون دعا رقیب کے مرنے کی خاک مین
مٹی کہین نہ دے کے نکالین غبارِ دل

اے رازِ عشق غیر سے تجھے رکھے کہان کوئی
مین کیا کرون نہین ہے مجھے اعتبارِ دل

کچھ اسکی چھیڑ چھاڑ سے جی تو بہل گیا
تیرا خدنگ آ کے ہوا غمگسارِ دل

اے شوق روئے شاہدِ مقصد نہ چھپ سکے
ہو صاف اسقدر تو ہمارا غبارِ دل

کچھ داغ گردِ غم مین پڑے سے ہین چھپائے ہین
ویران کر گئین وہ نگاہین دیارِ دل

برباد کی اُڑا اسکے مرنے غم مین میری خاک
تمنے نئی طرح سے نکالا غبارِ دل

اشعار (۱۸)	پہلو تو اسکا ہے سخنِ غیر سے الگ وہ شوق سے کرین نہ **فروغ** اعتبارِ دل	غزل ...

غزل

ہے مردہ ہونے پر بھی بڑا اعتبارِ دل
تیرے ستم ہوئے سببِ افتخارِ دل

سوتے ہین بیحجاب وہ گو اسنے نگاہِ شوق
جائے نہ عمر بھر کو مگر اعتبارِ دل

آئے ہین اوڑھ کر وہ دوپٹہ جو ملگجا
پردے مین اُسکے کرتے ہین ظاہر غبارِ دل

خاک اُلٹی اُلٹی باتین کسی کی سمجھ مین آئین
دل اُنکے بس مین ہے اُنپہ نہین اختیارِ دل

سچ ہی تو تھا شرمِ محبت کا اقتضا
ہوتا غبارِ رنج نہ کیون پردہ دارِ دل

اب انتہا کو میری نقاہت پہنچ گئی | چلتا نہین کسی پہ ذرا اختیار دل
میری زبان ہی ہر شب غم زبان شمع | منہ سے نکل رہے ہین جو پیہم شرار دل
پیاسے سبھی ہین خون کے غم ہو کہ انکا تیر | مونس نہ ہجر مین نہ کوئی غمگسار دل
رکھین وہ فاتحہ کیلئے اور لحد پہ ہاتھ | اے اضطراب اب بھی نہین اعتبار دل
کچھ داغ عشق کے ہین کچھ ارمان وصل کے | خالی فراق مین بھی نہین ہے کنار دل
گھونگٹ مین قہر کرتی ہے شوخی نگاہ کی | ٹٹی کی آڑ مین تو نہ کھیلو شکار دل
موباف مین زری کے جو باندھا ہے حسن نے | اب یہ کھلا کہ زلف ہے تقصیر وار دل
جبتک ہمارے پاس تھا ہم اسکے بس مین تھے | اب اپنے تو ذرا بھی نہین اختیار دل
کچھ روک تو ہوئی ترے تیر نگاہ کی | بیکار تو گیا نہ ہمارا غبار دل
ہوتا ہے ہمنشین یہ اثر کچھ نہ کچھ ضرور | ہے وہم انکی یاد ہے کیون غمگسار دل
اچھا وہ مجھسے خوش جو نہین ہین خفا تو ہین | مین شاد ہون کہ ہے تو انھین اعتبار دل

غزل ۱۱۱ | برباد کی صبا نے مری خاک اے فروغ | لیکن اڑا سکی نہ کسی کا غبار دل | اشعار (۲۵)

غزل

نہین اب انکی جفائین شمار کے قابل | مری وفائین ہوئین اعتبار کے قابل
اٹھاؤ تیغ دوپٹہ سنبھال کر مجھ پر | یہ دشمنی کی ادا بھی ہے پیار کے قابل
ملو نہ خاک مرے غم مین چاند سے منہ پر | یہ آئینہ نہین گرد و غبار کے قابل
شب فراق مین گنتا ہون اسلیے تارے | کہ دل کے داغ نہین ہین شمار کے قابل
بسا ہے اسکے دل انکی نگاہ مین کوئی | کسی کے چاہنے والے ہین پیار کے قابل
مین یہ سمجھ کے ہون خوش انکے جھوٹے وعدون سے | اب جانتے تو ہین وہ انتظار کے قابل
نکیون کلیجے سے پھر آئینہ لگائے رہے | کہ تیرا عکس بھی ظالم ہے پیار کے قابل

ہنسین حضور نہ غیرونکے ساتھ تربت پر
نہین یہ پھول ہمارے مزار کے قابل

ملے حساب سے کیا جلد حشر مین مہلت
مرے گناہ نہ ٹھہرے شمار کے قابل

تری جفا کے تغافل نے قہر ہی ڈھایا
ہم اور اس ستم روزگار کے قابل

گرے ہین ٹوٹ کے تیرے گلے کے بارو نشیے
وہ پھول تھے جو ہمارے مزار کے قابل

نگیون کلیجے مین رکھون نظر کے تیرونکو
ترے ستم بھی ہین بیدرد پیار کے قابل

نگاہین ملتی بھی ہین لڑتی بھی ہین وصل کی شب
یہ صلح و جنگ نہین اعتبار کے قابل

عدو کی سمت سے دلپر غبار ہی اُن کا
یہی جگہ ہی ہمارے مزار کے قابل

نہ تیغ اُٹھائیے اُسپر کہ بیگناہ ہی غیر
سزا یہ ہی کسی تقصیر وار کے قابل

وہ پیاری پیاری ادائین سبھی قیامت کی
وہ بھولی بھولی سبھی باتین پیار کے قابل

وہی زبان ہی جو تمنے رقیب کو دی تھی
پھر اب اُسیکا سخن اعتبار کے قابل

جلے ہین دل مرے احباب کے مرے غم مین
یہی چراغ ہین میرے مزار کے قابل

چمن مین بلبلون نے منہ انھین پہ رکھا تھا
ارے یہ پھول نہین تیرے ہار کے قابل

وہ ناز حسن وہ آئینہ دیکھ کر کھنا
تری نگاہ بھی ہی اعتبار کے قابل

اُٹھی نہ تیغ نزاکت سے لڑتے ہین مجھسے
یہ بچپنے کی ادائین ہین پیار کے قابل

پس فنا جو منون خاک ڈالدی مجھ پر
یہ بوجھ کب ہی مرے جسم زار کے قابل

سنو اب آج سے غیرونکی تم صفت مجھسے
جو میری بات نہین اعتبار کے قابل

لحد نے کس لیئے چادر سے منہ کو ڈھانک لیا
کہ یہ ادا تھی کسی سوگوار کے قابل

فروغ وصل مین بیچین ہو بلا اُن کی
ادا ہی یہ تو دل بے قرار کے قابل

ردیف میم

غزل

بیشک کہین سے آتے ہو تم جانتے ہین ہم
چھپتی ہوئی نگاہون کو پہچانتے ہین ہم

اظہار درد دل جو مین کرتا ہون وصل مین
ہنستے ہین منہکے خوب سمجھے جانتے ہین ہم

کچھ آسرا دیا جو نہ امید وصل نے
اب اپنے دل مین اور ہی کچھ ٹھانتے ہین ہم

پھیلا ہوا ہی سرمہ بھی بکھرے ہین بال بھی
اور پھر کہین گئے بھی نہین مانتے ہین ہم

سینے جو حسن کی مرے گھر پر کبھی نہ آئے
ہنسکر کہا ارے تجھے پہچانتے ہین ہم

سر مین ترا خیال ہی دلمین ہی تیری یاد
تیرے سوا کسی کو نہین جانتے ہین ہم

آنکھ اپنی ہو تصور عارض مین کیون نہ بند
قران کو غلاف مین گردانتے ہین ہم

دیدار کی ضدون پہ غضب ہی وہ کھا اُٹھے
ہو جائے حشر بھی تو نہین مانتے ہین ہم

وہ بدگمان ہین لاش پہ بھی میری کہتے ہین
یہ بھی ہی کوئی گھات تری جانتے ہین ہم

دم توڑنے پہ میرے اشارے یہ اُنکی ہین
چالین ارے سبھی تری پہچانتے ہین ہم

اُٹھتا ہی بے سبب کہین دل مین جگر مین درد
یہ ہتکنڈے انھین کے ہین سب جانتے ہین ہم

غزل ۱۱۲	واقف فروغ سے ہو کوئی پوچھتا ہی جب آنکھین جھکا کے کہتے ہین ہان جانتے ہین ہم	اشعار (۱۲)

غزل

اُٹھ کر گئے اب نہ کوئے بُتِ نازنین سے ہم
فردوس کو سلام کرینگے یہین سے ہم

مانا کہ بزمِ عیش ہی صحبت آپ کی
پر دل پہ چوٹ کھا کے اُٹھے ہین یہین سے ہم

نیچی نظر نے قبر مین روزن تو کر دئے
مر کر بھی خوش ہین اُس نگہ شرمگین سے ہم

وہ راہ کوئی غیر ہی کہہ راہ کوئے دوست
آتے ہو تم کہین سے مرے جان کہین سے ہم

اسکی صلاح نے تو ہمین خاک کر دیا
اچھے وہ آسمان سے ملے اور زمین سے ہم

کیا کام ہم سے رندون کا زاہد کی بزم مین
حضرت کو دے رہے ہین دعائین یہین سے ہم

حسرت بھری نظر مین بھی آفت کا توڑ ہی
دل بھی وہی دکھاتے ہین لے لیکے چٹکیان
یہ ایڑیان رگڑتے نہین ہین فراق مین
کیون روزِ حشر آنکھ ملائین غرض ہی کیا
اس ضعف کا برا ہو کہ سب جانتے لگے
غصّہ کی اس ادا نے کیا کام تیغ کا
سمجھے نہ اپنے تیر نظر کا کوئی جواب
پنہان نہین ہی چشمِ تصور سے کوئی شے
اچھا یہان نہین نہ سہی حشر مین سہی
معلوم ہی پتہ دلِ گم گشتہ کا اسے
بلٹا دیا جو آئنۂ روئے یار نے
تیرِ نظر سے ہوگا مشبک مزار بھی
اس چاہ کا برا ہو تمھین ظلم ہی کرو
ہی اس لیے مزار پہ چادر پڑی ہوئی
جوبن کی انکی لی ہین بلائین جھکے ہین جب
قاتل ہو تم تمھارا ہی دامن ہمارے ہاتھ
رخ سے نقاب اب تو خدا کیلئے ہٹاؤ
نازک ہو تو کسی کے تصور مین جاؤ کیون
ہو ہو کے خاک سرمہ بنین آنکھ مین سمائین
جھک جھک کے ناتوانئ پیری مین اے شباب
روزِ وصال تک جو سلامت ہین دستِ شوق

اسوقت کیون ڈرین نگہ شرمگین سے ہم
کہتے ہین دردِ دل بھی شبِ وصل انھین سے ہم
لیتے ہین آسمان کا بدلا زمین سے ہم
سیکھے ہین سب یہ طرزِ مروت تمھین سے ہم
رکھتے ہین عشق ایک بتِ نازنین سے ہم
بسمل ہوئے حضور کی چینِ جبین سے ہم
محجوب آپ ہین نگہ واپسین سے ہم
دیکھینگے انکے حسن کے جلوے یہین سے ہم
لیکن کہین گے راز دل اپنا تمھین سے ہم
کہئے تو پوچھ لین نگہ شرمگین سے ہم
مجروح خود ہوئے نگہ واپسین سے ہم
چھپکر کسی کو دیکھ ہی لینگے یہین سے ہم
اور داد بھی جفاؤنکی چاہین تمھین سے ہم
رکھتے ہین عشق اک بتِ پردہ نشین سے ہم
اے رشک خوش ہو لئے کیا نگہ شرمگین سے ہم
محشر کے دن بھی لپٹے رہین گے تمھین سے ہم
کیونکر ملائین لین نگہ واپسین سے ہم
پوچھین پسینہ واہ تمھاری جبین سے ہم
چھپ چھپکے یون ملین کسی پردہ نشین سے ہم
کرتے ہین آسمان کی شکایت زمین سے ہم
لین گے عوض تری نگہ شرمگین سے ہم

باتون مین ہی چھپی ہوئی تاثیر درد دل
یون حال کہتے ہین کسی پردہ نشین سے ہم

جھجک جھجک کے دست شوق کو روکا شب وصال
مجبور ہو گئے نگہہ شرمگین سے ہم

مرکر کفن سے منہ کو چھپا لینگے ای فروغ
لینے کو ہین عوض کسی پردہ نشین سے ہم

ردیف نون

غزل

غزل ۱۱۴ — اشعار (۱۵)

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اے حسین نہین
آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین

محو خرام کب وہ مرا مہ جبین نہین
کس روز آسمان پہ دماغ زمین نہین

انکا سنورنا اور مرا رو رو کے پوچھنا
جانے کا تو حضور ارادہ کہین نہین

تیر نگہہ کی اپنی رسائی تو دیکھئے
کس بات کی طرح یہ مرے دلنشین نہین

کچھ کہہ رہی ہے نیچی نگہ بھی حضور کی
دل بھی ہے بدگمان پہ ہمین تو یقین نہین

زانو سے تو خدا کیلئے آئینہ ہٹاؤ
اچھا یہی سہی کوئی تم سا حسین نہین

روندا تھا عمر بھر لسے سب نے جوای فشار
بدلا تو لے رہی ہے کہین یہ زمین نہین

آئے ہین وہ جنازے پہ بھی کوستے ہوئے
ابتک ہمارے مرنیکا انکو یقین نہین

نالہ بھی کر رہا ہون اڑاتا ہون خاک بھی
یا آج آسمان نہین یا زمین نہین

دلمین جگر مین آگ لگی ہے شب فراق
بیوجہ یہ مری نفس آتشین نہین

جسپر نہ داغ عشق ہو تیرا نہین وہ دل
جسپر نہ تیرا نام کھدے وہ نگین نہین

اللہ کی پناہ یہ ناز اور یہ غرور
معشوق اک جہان مین نرالے تمہین نہین

امید بھی نہ غیرونکی ٹوٹی غضب ہوا — تمسا زمانہ بھر مین کوئی نازنین نہین
کس سے ہوئی ہین رات کو گستاخیان جنون — سوجھہ فرش خواب پہ چین ہر جبین نہین

غزل ۱۱۴ — اشعار (۱۵)

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اسے نازنین نہین

غزل

اچھی خوشی ہے آپ مین ہم اے حسین نہین — آئے ہو تم تو پاس ہمارے ہمین نہین
اچھا مین بیقرار سہی تم نہین ہو شوخ طرح — سبکی خبر ہے اپنی خبر اے حسین نہین
توبہ ہمارے عہد تمہارا اچھا نکا رنگ — انمین ثبات ایک کو اے نازنین نہین
اب سے کیا کرونگا مین تعریف غیر کی — اچھا ہے میری بات کا تمکو یقین نہین
غیرون کی دشمنی نے یہ اچھا کیا سلوک — میری جگہہ بھی دلمین ترے اے حسین نہین
مجھ سخت جان کے حلق پہ کیونکر چھری چلے — کچھ آپکی نگاہ یہ اے نازنین نہین
بیکار دشمنی سے بھی تھا اپنی مجکو رشک — وہ بھی تو ہائے دلمین ترے اے حسین نہین
کسطرح آئے آپکے وعدہ کا اعتبار — مجکو تو زندگی کا بھی اپنی یقین نہین
ہے کچھ دل عدو کی طرح میرے دلمین بھی — حسرت مری ہے تو اگر اے نازنین نہین
صاحب ذرا سنبھل کے چلو میری قبر پر — کیا جانتے ہو تم کوئی زیر زمین نہین
رہتی ہے یہ بھی دل مین کسی ناتوان کے — ظاہر جب ہی کمر تری اے نازنین نہین
اچھی لڑائیان ہین کہ تیرا تو ذکر کیا — ملتی تری نگاہ بھی اے مہ جبین نہین
داغ جگر ہین جنکو سمجھتا ہون ہجر مین — ہے انکی ہچکیون کے نشان تو کہین نہین
سمٹی ہوئی کسی نہ کسی کی نگاہ ہے — عارض پہ تیرے خال یہ اے جبین نہین

کیونکر شب فراق مین تڑپے دل فروغ
کیا پاس تیری یاد کا اسے نازنین نہین

غزل ۱۱۵ — غزل — اشعار (۱۶)

حسن کی کوئی صفت اے بیوفا چھوٹے نہین
نازکی ایسی تو ہو عہد وفا ٹوٹے نہین

میرے دل کے آبلے کس رات کو پھوٹے نہین
کب شب فرقت ستارے چرخ پر ٹوٹے نہین

وعدے ایفا ہو گئے عہد وفا ٹوٹے نہین
آپ ہی سچے ہین حضور اغیار بھی جھوٹے نہین

کیون رسیلی ہین تری آنکھین یہ آئینہ سے پوچھ
ہائے کس نے تیرے جوبن کے مزے لوٹے نہین

جسقدر توڑے ہین دل سنگ جفا سے آپنے
باغ مین گلچین سے اتنے پھول بھی ٹوٹے نہین

اب زبان کاٹو اگر ہم ذکر وعدے کا کرین
خیر جانے دو ہمین جھوٹے ہین تم جھوٹے نہین

کون بلائین دور سے کر جا نہین سکتا ہے اب
پا شکستہ ضعف سے ہون ہاتھ تو ٹوٹے نہین

حشر مین بھی نازکی سے ناتوانی دب نجائے
دامن قاتل ہمارے ہاتھ سے چھوٹے نہین

دیکھ زاہد کیسی اودی اودی اُٹھی ہے گھٹا
بیحیا ہی توبہ گر اسوقت بھی ٹوٹے نہین

پاؤن مین زنجیر احسان ڈالدی صیاد نے
چھوٹکر زندان سے بھی ہم قید سے چھوٹے نہین

حسرتون کا خون اُن نیچی نگاہون نے کیا
رہزنون نے کب لٹونکے قافلے لوٹے نہین

ہان کر سینہ کلیجے مین چبھو دو برچھیان
ہان ستمگر کوئی پہلو ظلم کا چھوٹے نہین

چھپ کے جاتے ہو کہان کیون بڑھکے اے اجل تھام لون
پاؤن بھی ٹوٹے نہین ہین ہاتھ بھی ٹوٹے نہین

روز روشن شکل آئینہ کہان اُسکو نصیب
حسن جانانکے مزے حسن آنکھ نے لوٹے نہین

دل کسی کمبخت کا ٹوٹے بلا سے ٹوٹ جائے
ہے نئی ضد مہر خاموشی مگر ٹوٹے نہین

آپ کیا سمجھے کہا کیا مینے یہ غصہ ہے کیون
آپکے وعدے ہین جھوٹے آپ کچھ جھوٹے نہین

مین تو قائل ہون جب انکی نازکی کا ای فروغ
اُنسے جب دل بھی کسی مظلوم کا ٹوٹے نہین

غزل ۱۱۶ — غزل — اشعار (۱۵)

کاوش مین ڈھنگ آرزو کیسے نئے پیدا کرون
تیرے دل مین تو کسی صورت سے جا پیدا کرون

لکھی ہے وہ آنکھ شوخی یا حیا پیدا کرون
یہ ادا پیدا کرون یا وہ ادا پیدا کرون

شکوہ گھبرائے ہوئے گھر سے نکل آئینگے وہ
فکر ہی مین غیر کی طرزِ صدا پیدا کرون

کھلتا ہے غنچہ چٹک کر جاتی ہے فصلِ بہار
قافلہ کا کوچ ہے صوت درا پیدا کرون

خاک مین ملجاؤن مٹکر راہِ کوئی دوست مین
چاہتا ہون مین کہ شکلِ نقشِ پا پیدا کرون

دل یہ کہتا ہے نہین غم دوست سمجھا بھی کوئی
داغ اک مٹجائے تو مین دوسرا پیدا کرون

شوق کی خواہش ہے شوخی و شرارت انمین ہو
چاہتا ہے حسن مین شرم و حیا پیدا کرون

مستین کرنا کسیکی دیکھین یہ کمبخت بھی
ڈھونڈھکر غیرونکو مین روزِ جزا پیدا کرون

چونک اُٹھین خواب سے وہ بھی جگر کو تھام کر
دلکش ایسی اپنے نالونمین صدا پیدا کرون

جتنا ہے صبح شبِ وصل اُنکی منت مین اثر
اُتنی تو تاثیر تجھ مین اے دعا پیدا کرون

حکم ہے مجکو جو موت آئے تو اُنکے ہاتھ سے
زندگی سے بڑھکے ہو ایسی قضا پیدا کرون

تیرا ثانی عکس بھی تیرا نہین یون ہی سہی
اک ستمگر تو ہے مین کیون دوسرا پیدا کرون

سر جھکائے شرم سے خاموش تم بیٹھے نہین
سوچتے ہوگے نئی کوئی جفا پیدا کرون

مدعا دل کے تڑپنے کا مین سمجھا ہجر مین
جانتا ہے تیری شوخی کی ادا پیدا کرون

غزل ۱۱۳ | چاہتی ہے میری مضمون آفرینی اے فروغ
بات جو پیدا کرون سب سے جدا پیدا کرون | اشعار (۱۶)

غزل

آج گھبرائے کدھر آپ چلے جاتے ہین
دیکھیے شانونسے آنچل بھی ڈھلے جاتے ہین

بیوفا کھنچنے کو آئے تھے مری میت پر
اب بھی اُنکے وہی الزام چلے جاتے ہین

کاش وہ طالب دیدار کی آنکھین ہوتین
پھول نرگس کے جو تلوونسے ملے جاتے ہین

تیغ چلتی ہے تو رُک رُک کے مری گردن پر
اسکے بھی ناز تری طرح چلے جاتے ہین

جگر و دل کوئی اسطرح مسلتا ہے حضور
پھول بھی یون نہین چٹکی سے ملے جاتے ہین

بے ادب مرکے ہوئے دھیان ہین ساتھ ہی کون ... اور ہم چار کی کاندھون پہ چلے جاتے ہین
ناز اٹھاتی ہی گنہگارونکی رحمت جو ادھر ... بیگناہون مین ادھر ہاتھ ملے جاتے ہین
مے دنیا کی بھی ہوتی ہی مذمت واعظ ... بادۂ خلد کے چھینٹے بھی چلے جاتے ہین
تا لبش جہر قیامت پئے مجرم ہی نہین ... بیگنہ بھی مرے اللہ جلے جاتے ہین
ناز سے مین بھی زمین پر نہین رکھتا ہون قدم ... لاش کیساتھ جو میری وہ چلے جاتے ہین
ضبط پروانونکا ای شمع خدا کیلئے دیکھ ... منہ سے اُف بھی نہین کرتے ہین جلے جاتے ہین
ہنس پڑے پھیر کے منہ لاش اُٹھا کر میری ... ابتک اُنکے وہی انداز چلے جاتے ہین
لطف بھی اُنکا اک آفت ہی اٹھی تو بہ ... آپ اپنے سے ہم ای رشک جلے جاتے ہین
چھڑ گیا حشر کے دن قصۂ غم عید کس کا ... کہ اِدھر اور اُدھر لوگ ٹلے جاتے ہین
انھین ہاتو نے تو کل ذبح کیا تھا مجکو ... اور یہی آج مرے غم مین ملے جاتے ہین

غزل ۱۸۱	امتحان ہین کہین ٹھیرے ہین بھلا غیر **فروغ** اُنکے وعدے کیطرح یہ بھی ٹلے جاتے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

توڑ کچھ ناوکِ نظر مین نہین ... کہ تڑپ غیر کے جگر مین نہین
نیچی آنکھون مین شوخیان کیسی ... کچھ حیا بھی تری نظر مین نہین
کعبۂ دل مین ہی خیال بتان ... کونسی شے خدا کے گھر مین نہین
دیکھ غیرون کو شوق سے ڈر کیا ... کہ محبت تری نظر مین نہین
تم جو بیٹھے اُدھر سے اور اِدھر ... درد اب دل مین ہی جگر مین نہین
منحصر تجھ پہ کچھ نہ غیرون پر ... خاک ہی جو تری نظر مین نہین
لیجے قتل کرنے آئے ہین ... کوئی تلوار بھی کمر مین نہین
لیکے دل آنکھ پھیرنی کیسی ... اب لگاوٹ ذرا نظر مین نہین

سر اُٹھایا ہی شوخیون سنے بہت ‌ ‌ ‌ وصل کی شرم کیا نظر مین نہین
تو نے مجبور کر دیا اسے ضعف ‌ ‌ ‌ اب تڑپ بھی دل و جگر مین نہین
دیکھتے تو ہین غصہ ہی سے سہی ‌ ‌ ‌ کون کھتا ہی ہم نظر مین نہین
وصل کی رات وہ تو ہم شب ہجر ‌ ‌ ‌ کون اندیشۂ سحر مین نہین
غیر مرتا ہی تجھ پہ شاد ہون مین ‌ ‌ ‌ کہ ترحم تری نظر مین نہین
کچھ کہے شرم نیچی آنکھون کی ‌ ‌ ‌ بدگمانی مری نظر مین نہین
دم زینت قد از شوخی سے ‌ ‌ ‌ عکس گو آئینہ کے گھر مین نہین

غزل ۱۱۹ ‌ ‌ ‌ ہائے تاریکئ مزار **فروغ** ‌ شمع بھی جس اندھیرے گھر مین نہین ‌ ‌ ‌ اشعار (۷)

غزل

شب غم درد کے ہمراہ اُٹھ اُٹھکر ٹہلتے ہین ‌ ‌ ‌ تڑپ کیساتھ دلکے ناتوان کروٹ بدلتے ہین
نہین ہلتی ہین باد تند سے یہ ٹہنیان باہم ‌ ‌ ‌ شجر بہی حال پر میرے کف افسوس ملتے ہین
وہان خوش ہو کے مہندی سے ملتی ہین وہ اپنی ہاتہونمین ‌ ‌ ‌ یہان ہم رنج فرقت مین کف افسوس ملتے ہین
خبر دیتے ہین ہمکو طائر دل کے تڑپنے کی ‌ ‌ ‌ فراق یار مین آنکھو نسے جب آنسو نکلتے ہین
تماشا کرتے ہین گھونگر بنا کے اپنے بالونمین ‌ ‌ ‌ تھپکتے ہین جو زلفو نکو سر موذی پہلتے ہین
اُنھین محفل مین میرا بیٹھنا جو بار خاطر ہے ‌ ‌ ‌ مین جس پہلو مین بیٹھا ہون وہی پہلو بدلتے ہین

غزل نمبر ۱۲۰ ‌ ‌ ‌ **فروغ** اُس شعلہ رو سے آجکل جو گرم صحبت ہی ‌ اُسے ہم روز طعنے کاٹتے ہین جلنے والے جلتے ہین ‌ ‌ ‌ اشعار (۱۲)

غزل

غیر کمبخت تری بزم سے ٹلتا ہی نہین ‌ ‌ ‌ حوصلہ ہی مرے دلکا کہ نکلتا ہی نہین
کیا ملے وہ کف افسوس مرے ماتم مین ‌ ‌ ‌ ہائے اس وہم سے مہندی بھی جو ملتا ہی نہین

نالکے دل سے مرے مارا ہی حسینون نے مجھے | کام سب بے چال کے سچ ہی کبھی چلتا ہی نہین
کیا سنبھالے لینگے کسیکا دلِ بیتاب حضور | آپ سے اپنا دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین
حسرتین کیا مرے دل کی دمِ گریہ نکلین | ایسی بارش مین کوئی گھر سے نکلتا ہی نہین
صحبت و حسرت و ارمان نے دکھایا ہی اثر | دم بھی کمبخت مرے تن سے نکلتا ہی نہین
نہ شبِ ہجر تری یاد کو صدمہ ہو سے پہنچے | مین تو اس خوف سے کروٹ بھی بدلتا ہی نہین
تھی یہ امید دمِ نزع وہ آئینگے نہ آئے | دم نکلتا ہی پہ ارمان نکلتا ہی نہین
مہربان تھے بھی ہی غیرون پہ تمہاری صورت | اب زمانہ بھی کوئی رنگ بدلتا ہی نہین
جوڑنا ہاتھ مرا انکا یہ کہنا شبِ وصل | منتون سے تری کچھ بس مرا چلتا ہی نہین
کیا اس ابھرے ہوئے جوبن نے کیا ہی بےچین | تیرے سینہ پہ دوپٹہ جو سنبھلتا ہی نہین

غزل ۱۲۱	ہی فروغ آپکا مداح مدد یا مولا سر سے اب کوہ غم و رنج کا ٹلتا ہی نہین	اشعار (۱۵)

غزل

جو ضبطِ نالہ کرتے ہین تو آنسو نکلے آتے ہین | نہین چھپتا ہی رازِ عشق لاکھ اسکو چھپاتے ہین
وہ مجنون ہون جو بھولا راہ کو صحرا نوردی مین | تو خار انگلی اٹھاکر راستہ مجکو بتاتے ہین
رکھون کیا وصل کی امید اللہ رے حجاب انکا | وہ اپنے عکس سے آئینہ مین شرمائے جاتے ہین
یہ کسکی بیکسی کا جاتا ہی جنازہ آؤ دیکھو تو | کہ دشمن تک مری جان ساتھ جسکے روتے جاتے ہین
مرا دل ہی وہ تربت ہی غریب جسپہ نہ جتا جو ہی | ستم ہی ایک مجھ بیکس کو سب ملکر ستاتے ہین
پلا کر مے جتاتے ہی خوب ساقی بادہ نوشون کو | رہی آباد میخانہ دعائین دیتے جاتے ہین
وہ خنجر دیکھنے مین محو ہین پھر کون ادھر دیکھے | دل مضطر ہے ہم زخمِ جگر کسکو دکھاتے ہین
ہماری لاش پر آکر وہ بولے تھے وفا کیسی | مین سمجھا دل لگانے آپ جب رونے جاتے ہین
غمِ تازہ کوئی مہمان آتا ہی جو سینہ مین | تو اسکو دردِ دل دردِ جگر اٹھکر بٹھاتے ہین

وہ آئی پاؤنکی آہٹ وہ آواز آئی چھاگل کی
دل مضطر ٹھہر نزدیک آپہونچے وہ آتے ہین

فلک کی طرح دیتے ہین زیادہ رنج رحمت سے
اگر دم بھر مین ہنستا ہون تو وہ پہرون رلاتے ہین

یہ کسکی نرگسی آنکھونکا یارب تھا مین دیوانہ
غزال دشت تربت پر مری کیون خاک اڑاتے ہین

غرض ہی انکو آرائش سی مرجائے کوئی تو کیا
یہان ہی دم لبون پر وہ وہان زلفین بناتے ہین

خدا کیواسطے اے جذبِ الفت کچھ اثر دکھلا
کہ دروازے تلک آکر مرے وہ پلٹے جاتے ہین

غزل ۱۲۲	**فروغ** بے ادب نے دیکھئے لی ہی لیا بوسہ بھلا گستاخ جو ایسا ہو اُسکو منہ لگاتے ہین	اشعار (۱۸)

غزل

فرقت مین منہ کو قلب و جگر آئے جاتے ہین
تڑپین نہ کیون غریب کہ تڑپائے جاتے ہین

ہین دل لگے رہنے والے بھی مہمات دل کے ساتھ
وہ خود تڑپ رہے ہین جو تڑپائے جاتے ہین

تلوار اُٹھی نگاہ جھکی مسکرا اُٹھے
آنچل سنبھالتے ہوئے شرمائے جاتے ہین

غصہ سے دیکھتے ہین فلک کو شبِ وصال
آثار ابتو اور ہی کچھ پائے جاتے ہین

چھوڑا ہون اپنے دل سے کہانتک تمہاری ساتھ
کب تک کہون ٹھہر وہ ابھی آئے جاتے ہین

شمع لحد بجھا کے جو بیٹھے ہین قبر پر
کچھ اب بھی یاد کرکے وہ شرمائے جاتے ہین

ہین نازکی سے حسن پہ دوہری مصیبتین
گیسو کمر کے ساتھ ہی بل کھائے جاتے ہین

مرنے پہ بھی گئی نہ دل افسردگی مری
رکھتے ہی پھول قبر پہ مرجھائے جاتے ہین

جتنی اُدھر سے ہوتی ہی افزونی عطا
ہم اور ہین سوال کو پھیلائے جاتے ہین

پھلو نیا ملا ہی یہ تسکین قلب کا
اتنا تو دھیان ہی انھین تڑپائے جاتے ہین

پورا شبِ وصال ہی خلوت کا بندوبست
شرم آئے یا نہ آئے وہ شرمائے جاتے ہین

طرزِ عمل خود اُنکا مٹایا ہی اعتبار
ہر ایک بات پر وہ قسم کھائے جاتے ہین

نورِ سحر کا ڈر ہی ہے ہمکو شبِ وصال
قسمت کے بھی چمکنے سے گھبرائے جاتے ہین

سینہ پہ دوھرے دوھرے ہین آنچل ڈھلے ہوئے / حسرت بھری نگاہ سے شرمائے جاتے ہین

گرمیٔ شوق ہین جو گلے سے لگا لیا / پھولونکے ہار سینہ پہ مرجھائے جاتے ہین

موقع ہی اب ایسا کرین مدح غیر ہم / آخر ہر ایک بات پہ جھنجھلائے جاتے ہین

طالب ہین تیرے رحم و کرم کے گنہگار / مرکر بھی دونو ہاتھ انکو پھیلائے جاتے ہین

غزل ۱۲۳	دل کیا نوید وصل سے ٹھنڈا ہوا سے **فروغ** غیر آتش فراق کو بھڑکائے جاتے ہین	اشعار (۱۸)

غزل

یہ ٹھکر رسا اپنے نالے ہوئے ہین / بڑے پا حسین ہونیوالے ہوئے ہین

بلند اسقدر میرے نالے ہوئے ہین / فرشتے فلک کو سنبھالے ہوئے ہین

یہ طرز تبسم کہان تھا گلون مین / یہ انداز انھین کے نکالے ہوئے ہین

سنبھلتا نہین تم سے اپنا دوپٹہ / ہم اپنے جگر کو سنبھالے ہوئے ہین

وہ خاکِ لحد سے بھی ہین میرے بظن / کہ دامن کو اپنے سنبھالے ہوئے ہین

مری زندگی بھی ہی کیا انکا وعدہ / اجل کو بھی کیا میری نالے ہوئے ہین

ارے کون جاتا ہی یہ سینہ تانے / کہ سب اپنے دل کو سنبھالے ہوئے ہین

کرون وحشتِ رفتار مین زار کیونکر / کہ جھونکے ہوا لے سنبھالے ہوئے ہین

بڑھا دی تڑپ اور ہاتون کو رکھ کر / مرے دلکو اچھا سنبھالے ہوئے ہین

وہ اٹھو وہ محشر مین جھنجھلا کے بولے / کہ اب جمع پھر مرنیوالے ہوئے ہین

تمنا ہی یہ ان جھنا دون یہ ہم سے / بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین

وہ ارمان مرے دلمین آنے نپاوین / جو غیرونکے دل سے نکالے ہوئے ہین

یہ طرزِ ستم کب فلک جانتا تھا / یہ پہلو انھین کے نکالے ہوئے ہین

پہونچتا تھا جنسے کبھی عیش و راحت / وہی رنج و غم دینے والے ہوئے ہین

نہ ہم مجرمون کو ہو کیون نازِ زاہد
کہ آغوشِ رحمت کے پالے ہوئے ہین

شبِ وصل ہی یا کوئی خواب یارب
وہ باہونکو گردن مین ڈالے ہوئے ہین

نہ بچتاؤن مین کس طرح سے بلا کر
کہ اغیار اُن کو سنبھالے ہوئے ہین

غزل ۱۲۴	فروغ آہ را کیون نہ احمد کا رکھون وہ میری مصیبت کو ٹالے ہوئے ہین	اشعار (۲۵)

غزل

رونا جگر کو دل ہتا مرا اضطراب مین
کسکی خطا تھی کون نہ آیا عتاب مین

دیرا تی روزِ حشر ہوئی ہی حساب مین
ہی میرے ساتھ ایک زمانہ عذاب مین

آنکھین ہماری کھل گئین حسن اُنکا دیکھکر
اے شوق دید وہ اگر آئے بھی خواب مین

ہی فرق شوق دید و تمنائے وصل مین
کہنے کو کچھ تھا کھہ دیا کچھ اضطراب مین

سینہ سے کیون لگاؤن نہ دلکی تڑپ مین
شوخی تری نظر کی ہی اس اضطراب مین

جب سے سُنا ہی ہجر مین آتی نہین ہی نیند
وعدہ بھی ہی تو یہ کہ ہم آئینگے خواب مین

اچھا ملا فراق کا بدلا شبِ فراق
میر طرح سے آج ہین وہ اضطراب مین

اے شوقِ دید طعن کا پہلو بھی اسمین ہی
کیا خوش ہون ہنسکے کہتی ہین آؤنگا خواب مین

کیونکر نہ اپنی نیند سے بھی مجکو رشک ہو
یون تو نہ آئین اور جو آئین تو خواب مین

اتنا سمجھ لو شوق سے ہنسنا کسیکو کیا
تم دل مین اور دل ہی مرا اضطراب مین

پھر سامنا ہی قہر کا تسکینِ دل کے بعد
رکھو نہ ہاتھ سینہ پہ تم اضطراب مین

کمبخت نیند موت سی کچھ ملتی جلتی ہی
آتا ہی مجکو وہم نہ آئین وہ خواب مین

ان بدگمانیونکی بھلا انتہا ہی کچھ
آئے بھی تو رقیب کو لیکر وہ خواب مین

آیا تھا کوئی میری نقاہت پہ کھاکے رحم
پھولے ہین ہاتھ پاؤن مرے اضطراب مین

اے مرنیوالو آنکھ جب تم کھولتے نہین
کیا جاگنے سے بڑھکے ہی کچھ لطف خواب مین

جی چاہتا ہی بنا ہی رکھون مین اپنی آنکھ — کچھ پوچھیئے نہ مجھ سے جو دیکھا ہی خواب مین
آنیکا وعدہ کر تو گئے ہین وہ صبح وصل — کیا اعتبار بات کا ہو اضطراب مین
ہمکو یہان بھی ہی اُسی ظالم کا سامنا — سُنتے ہین سبکو ملتا ہی آرام خواب مین
دو چار باتین کرتی ہین فرہاد و قیس سے — کچھ پوچھنا ہی ہو محبت کے باب مین
یہ بھی کہین بنو کوئی حیلہ ثواب کا — سنتے ہین ہم کہ ہوتی ہی ایذا عذاب مین
مین اور کوئی غیر یہ کیا اسے تلاش یار — پہونچا دیا کہان سے کہان اضطراب مین
گویا فراق ہی مین مری زندگی کٹی — راتین وصال کی ہین بھلا کس حساب مین
کچھ تو کسیکے سامنے ہو دیر روز حشر — پڑ جائے فرق بھی کچھ آگہی حساب مین
جی چاہتا ہی چھیڑ کے انکو خفا کرون — دیکھون وہ رنگ حسن جو بدلے عتاب مین

غزل ۱۴۵

کیون ناب رخ نقاب سے چھوٹے نہ امی فروغ
خورشید کی ضیا بھی چھپی ہی سحاب مین

اشعار (۲۰)

غزل

ہو جس سے کوئی شاد تمہارا وہ دم نہین — گھر مین عدو کے شوق سے تم جاؤ غم نہین
خنجر اگر وہ تیر نظر ہی تو غم نہین — حسرت بھری نگاہ بھی برچھی سے کم نہین
مجھ پر نہ کچھ کھلا ترے موئے کمر کا ہیچ — محتاج جادہ سُنتا ہون راہ عدم نہین
نیچی نظر کلیجہ مین لیتی ہین چٹکیان — شوخی سے تیری شرم بھی اے یار کم نہین
حسرت دل عدو مین ہی ناخواندہ میہمان — آنیکی کچھ خوشی نہین جانے کا غم نہین
ملتے ہین پیار سے کہ سبھے خاک مین ملاون — انکی صفائیان بھی کدورت سے کم نہین
مین سخت جان تو قتل ہوا غیر بچ گئے — حیلہ یہ ہو گیا مرے خنجر مین دم نہین
اے دل ترے تڑپنے کا مطلب سمجھ گئے — ظالم ترے فریب مین آنیکے ہم نہین
دل تھامنے کی ہمکو ادائین دکھا تو دین — اتنا اثر بھی ضعف سے نالون مین کم نہین

سوراخ کب کوئی دلِ آئینہ مین پڑا
اب آپ کی نگاہ سے ڈرنیکے ہم نہین

تھامی عنان توسنِ عمرِ رواں کی ہے
کٹتی کسی طرح شبِ تاریک غم نہین

مٹی وہ مجکو دیتے ہین ہنس ہنسکے بعد مرگ
انکی عداوتین بھی محبت سے کم نہین

تم آپ مہربان ہو وہ کمبخت کیا کرے
تقدیر ہی مین غیر کی لطفِ ستم نہین

دھنگ اسکے نالہائے عدو سے الگ تو ہین
ہین سب بے اثر اگر مری آہین تو غم نہین

زانو سے میرے سر کو اُٹھانے پہ ہے کوئی
اے نعش ہٹا دے آکے تو ہی در دم نہین

رفتار مین بھی انکی نزاکت کا ہے اثر
چلتے ہین اور زمین پہ نقشِ قدم نہین

کیا کم جفائین کی ہین جو تم بدگمان بھی ہو
دلکو جواب کسی سے لگائین وہ ہم نہین

وہ میرا حال پوچھتے ہین چھیڑ چھیڑ کر
ہین چپ ہون اسلیئے کہ وہ شکوونسے کم نہین

مجبور کر دیا اثرِ ضعف نے مجھے
کیا خط اُنھین لکھونگا مین چلتا قلم نہین

غزل ۱۲۶

کیونکر فروغ اُٹھائے گا تیری طرف سے دل
ظالم یہ تیرا ناز ہے تیرا ستم نہین

اشعار (۱۶)

غزل

دی مینے تم پہ جان یہ کچھ فخر کم نہین
مجکو بھی غم نہین ہے اگر تمکو غم نہین

تمکو ہماری آہ سے بیکار ہی گلا
ہمکو تو کچھ شکایت تیرِ ستم نہین

اے یار کیا سُبک ہین یہ تیری نگاہین
کچھ ناتوان بڑھکے رقیبون سے ہم نہین

جانے کو تو ذرا بھی نہین اس سے ارتباط
آنا حضور کا تو قیامت سے کم نہین

مجھ سخت جان کا ساتھ نہ خنجر بھی دیسکا
کچھ دم ابھی ہے مجھ مین مگر اسمین دم نہین

بے شبہ حسن و عشق مین ہے ربطِ باطنی
کچھ میرا ضعف اُنکی نزاکت سے کم نہین

پر دیکھین کیون فشار کے ملتی ہے تو گلے
اے قبر تیرے ناز اُٹھانیکے ہم نہین

اچھا ہی تیرے تیر نے سوراخ کر دیئے
خیر اب گھٹیگا تو مرے سینہ مین دم نہین

دم بھر کو آ کے کر گئے وہ اور بے قرار
کچھ دشمنی سے انکی محبت بھی کم نہین

صبر آ گیا ہی سُنکے تری نازکی کا حال
گو لاکھ ناتوان ہین پر ایسے بھی ہم نہین

مٹی مین ہائے ملگئین امیدین سب مری
سُنتا ہون انکو غیر کے مرنیکا غم نہین

محتاج کب کسی کی جفائین ہین آپ کی
خنجر سے تو حضور کی باتین بھی کم نہین

سُنتا ہون خوب گرم ہی بازار حسن کا
پھر کیا ہی گر مرا اثرِ سوزِ غم نہین

پھر میر الحبت جبین سے سوئے نہ کسطرح
ٹھنڈی ہوا سے کچھ نفسِ سرد کم نہین

تجھپر پڑینگے وار نہ تیری نگاہ کے
چوٹ آئینہ کی طرح بچا لینگے ہم نہین

غزل ۱۲۷	تجکو جفائین سہنے کا ہی اک مزا فروغ تیرے لیئے ستم بھی تغافل سے کم نہین	اشعار (۲۰)

غزل

تم غم مین غیر کے مین تمہارے خیال مین
تم اپنے حال مین ہو تو ہم اپنے حال مین

تھم تھم کے میرے دلکو وہ کرتے ہین پائمال
تاثیر کچھ تو کی ہی تغافل نے حال مین

سوچا کیئے وہ لفظِ تمنا کو دیر تک
اتنی سی بات آئی نہ انکے خیال مین

مشتاق دید ہو نہین نکیرین بعد مرگ
ضائع کرو نہ وقت جوابِ سوال مین

مضمون تری کمر کا بھی ظالم ہی بے وفا
آیا نہ وقت فکر ہمارے خیال مین

اب قدر میرے رنج کی شاید کچھ انکو ہو
رہتے ہین وہ عدو کے دلِ پُر ملال مین

اے دستِ شوق پاس نزاکت ضرور ہی
کرنے دے انکو نازِ کنارِ خیال مین

دیتے ہو غم بھی اور بھی کرتے ہو عذر بھی
کسکو خوشی رہے جو دلِ پُر ملال مین

اے شوخ قبرِ غیر پہ تو اسطرح نہ چل
پچھلے ظہورِ حشر کے نظر آتے ہین چال مین

رہتے نہین جو تم مرے دلمین نہین سہی
رہتا ہی دل تو میرا تمہارے خیال مین

تھا قہرِ خنجرِ شکنِ ابروِ بخیل
امیدین لوٹنی لگین دستِ سوال مین

کیا اب بھی تمکو اپنی نزاکت پہ ناز ہی
سنتا ہون مین گئے تھے عدو کے خیال مین

ہسنی پر اپنی خود ہوئے نادم حباب بحر
ڈوبے اُبھر کے سب عرق انفعال مین

اُترا ہوا ہی چہرہ پسینہ جبین پہ ہے
ڈر ہی گئے نہون وہ کسیکے خیال مین

تیرے سوا جو اور کسی کا رہے خیال
گنجائش اتنی کب ہی دل پر ملال مین

راحت طلب ہی وعدہ بھی اُنکا وفا ہو کیا
غفلت سُلائے رکھتی ہی عہد خیال مین

نیچی نگاہین ہین دم رفتار اس لیے
کچھ شوخیان نظر کی بھی آجائین چال مین

بے نیم رسکے عدو کی شکایت ہی کیا عزو
جس غم مین تم ہو ہم بھی تو ہین اُس ملال مین

کب ایسی جام جم مین سُند ہٹ تھی ساقیا
مین کیا کہون جو لطف ہی جام سفال مین

غزل عہ ۱۲۸	روشن ہی مثل مہر ترا نام اے **فروغ** کچھ شک نہین ہی تیرے فروغ کمال مین	اشعار (۱۸)

غزل

اب تجھ دل سے شوق ملا ہے ہون اپنے حال مین
پہلو نیا فراق کا نکلا وصال مین

بیچین ہی اُسنے پڑھ کے تو دل بھی نہین ہرا
دم بھر نہین ٹھہرتے ہین چشم خیال مین

شانے سے انکا بال نہ ٹوٹا ہو وقت شب
ہے درد کیون اُٹھا ہی دل پر ملال مین

ہم آگئے اتنی ہی صرتی کا ہید گئے جسم
پہونچون وہانتک اُڑکے ہوائے وصال مین

ارمان بھی ترا ہو گیا پامال ہی غضب
تھا وہ غریب بھی تو دل پر ملال مین

پاکر مزا بھی باز نہین آتا ہون حضور
کچھ ایسے ہی مزے ہین سوال وصال مین

اب سوچ ہی کہ پیچ کیا تیرا نشہ سے دل
تمنے تو خود چھپایا تھا گرد ملال مین

کسکو خیال ہو کہ رقیبون کا دھیان ہی
رہتے ہین وہ تو ظلم و ستم کے خیال مین

اے رشک اب تو غیر کے مرنیکا غم ہوا
سنتا ہون جان دی ہی ہوائے وصال مین

پہلو مری خوشی کا نکالا غضب کیا
کیون خوش ہوئے وہ دیکھ کی مجکو ملال مین

جز رنج کیا ملا مرے مرنے سے غیر کو — اُسکی خوشی ضرور تھی اس انتقال مین
ڈرتا ہون خون ہو نہ تمنائے دید کا — کچھ سوجھتا نہین ہے مجھے شوق وصال مین
آتا ہی وہم اور گھڑی بھر کو ٹھہر جا — اسے موت کوئی آیا ہی میرے خیال مین
لٹّھ جائے گا نہ قبر رقیب پر — کمبخت مرگیا ہی ہوائے وصال مین
او چلنے والے قبر پہ سینہ اُبھار کر — کچھ زخم بھی ہین میرے دلِ پُرملال مین
غیر اپنا حال بھی تو دم احتضار ہی — کوئی نہین کسیکا ہمارے خیال مین
عشقِ عدو سے مٹ گیا جھگڑا فراق کا — ہم اور آپ دونون ہین اب یکحال مین

غزل ۱۲۹	ہر دم نہ کیون فروغ کو حاصل وصال ہو بیٹھے تو ہی ہین شعلۂ حسن و جمال مین	اشعار (۱۳)

غزل

تیرے ہاتوں نے سزا کا وہ سزاوار نہین — بس گنہگار وہی ہی جو گنہگار نہین
کچھ چمک درد مین آج ای دلِ بیمار نہین — اثرِ شوخیٔ برقِ لطفِ یار نہین
اُنکے آنیکو نزاکت نے چھپایا مرے گھر — خاک پر نقش کفِ پا دم رفتار نہین
نیند آتی ہی کسے خواب مین سونا کیسا — جاؤ بھی یہ کوئی اقرار ہین اقرار نہین
کبھی ہنستا بھی ہون تو اشک نکل آتے ہین — مجکو کمبخت مسرت بھی سزاوار نہین
مجھ سے خود پوچھ نہ لو میری سزا کا پہلو — لو خطا میری یہی ہی کہ خطاوار نہین
خاک اُڑ اُڑ کے بیٹھتی ہی مرے ماتم مین — مین تو ہون گر کوئی بیکس کا عزادار نہین
جیسے سمجھے کوئی وعدے پہ چلے ہی آئے — نام بھی منہ پہ جو لائے کادم اقرار نہین
وصل مین شرم سے اُٹھتی نہین کافر نظرین — آج سیدھے ہوئے لے شوخ تروار نہین
کسکے گھر آج دبے پاؤن وہ پرشک گئے — نقش پا مین اثر شوخیٔ رفتار نہین
ٹالدیتے ہین جو آتا بھی ہی غصہ مجھ پر — لطف کیسا ہین غضب کا بھی سزاوار نہین

آج کیون میری طرف ہین کہین پھریان تو نہون
کسلیئے اُنکی نگاہین سوئے اغیار نہین

لیجئے اب تو اُٹھا دیجئے پھر سے یہ نقاب
گر یہی ضد ہی تو ہم طالب دیدار نہین

یہہ غرض ہی کہ نگاہین بھی کسی سے نہ ملین
کہین شوخی سے ٹھہرتی نظر یار نہین

گھر کی زینت کا سبب ہی مری شوریدہ سری
جسطرف دیکھئے در ہی کوئی دیوار نہین

خیر اس جرم پہ مین قتل ہوا خوب ہوا
اب تو اس ڈر سے کوئی طالب دیدار نہین

وعدۂ وصل کے اقرار کا پہلو نکلا
جب کہا اُسنے مکرر دمِ انکار نہین

آب آئینہ سے سیراب ہوئے کیون دمِ زیب
خود اگر تیری نظر تشنۂ دیدار نہین

دلمین آتا ہی کرون اب مین تمنائے فراق
اُنکو عادت ہی وہ گھر اُٹھتے ہین ہر بار نہین

عشق نے جب سے دیا جان جہان تمکو خطاب
اب زمانہ مین کوئی جانسے بیزار نہین

حسرتین قتل کی اسے پردہ نشین لیتے ہین
میان سے کھینچکے بھی عُریان تری تلوار نہین

کیا کہون رشک نے کیا دی ہی تسلی مجکو
جب سے یہہ مینے سُنا ہی وہ وفادار نہین

غزل نمبر ۱۳۱	ہائے کیون شرم سے آنکھونکو جھکایا ہی فروغ آج وہ جلوۂ برق نظر یار نہین	اشعار (۱۱)

غزل

چاہتے ہو مرض غم سے نہ اچھا ہون مین
کیون اسی منہ پہ یہہ کہتے ہو مسیحا ہون مین

حلق پر ہو کے روان خنجر خونخوار ترا
مجھ سے کہتا ہی ترے خون کا پیاسا ہون مین

تیرا دشمن ہون شب وصل مین ای مرغ سحر
جب چھُری پاتا ہون تجکو نہین پاتا ہون مین

عشق اُسکا ہی مجھے اُسکو ہی مجھ سے اُلفت
یار پیارا ہی مجھے یار کو پیارا ہون مین

میر پہچان در دلبر اُٹھ کے بٹھا دیتا ہی
قصد اُٹھنے کا ترے در سے جو کرتا ہون مین

تجھ سے کٹتی ہی شب ہجر بہ امید وصال
زیست کا تیری فقط ایک سہارا ہون مین

قیس کہتا تھا کہ مجنون زار کا بھی دھیان ہے
پیچھے پیچھے ترے اے ناقۂ لیلا ہون مین

کیا عجب ہی کہ ترے دست حنائی مین کہے
چور مهدی کا چراغ ید بیضا ہومنین

آسمان پر مہ کامل کو بھی اے رشک قمر
آرزو ہی کہ ترا نقش کف پا ہومنین

باغ عالم مین وہ خندان ہی تو مین نالان ہون
گل ہی وہ غنچہ دہن بلبل شیدا ہومنین

غزل ۱۳۱	صورت کوہکن و قیس زمانے مین **فروغ** رہ نورد جبل و بادیہ پیما ہون مین	اشعار (۱۹)

غزل

سجدہ قدم قدم پہ کرون تیری راہ مین
آؤن تو سر کے بل مین تری بارگاہ مین

اے یار قسمت دل عاشق ہی چشم لطف
تم بھی کہو بچے جو تمہاری نگاہ مین

تمنے تو قہقہون مین گذاری تمام شب
یان رات بھر بسر ہوئی فریاد و آہ مین

ملتے ہین ہم اگر کف افسوس ہجر مین
پھرتی ہی شکل وصل ہماری نگاہ مین

پچھتاؤ گے ستاؤ نہ دل مجھ غریب کا
اے یار تھام لوگے جگر ایک آہ مین

خانہ خراب قہر ہی مجکو وہی کہین
گھر بار مین تباہ کرون جنکی چاہ مین

بعد فنا بھی قد موسنے تیری جدا ہون
اسواسطے مین خاک ہوا تیری راہ مین

بیدار ہون وہ خواب سے تھامے ہوئے جگر
اے اضطراب ہو اثر اتنا تو آہ مین

لایا نہ تاب جور فلک کی پس فنا
اے خاک قبر آیا ہون تیری پناہ مین

پھیر آنکھ ذبح کرکے نہ مجھ بے گناہ کو
قاتل نہ بل پڑے کہین تیغ نگاہ مین

بتلا رہا ہی راہروون کو رہ نجات
یارب ہی یہ نشان قدم کسکا راہ مین

اپنا دل شکستہ سمجھ کر اٹھا لیا
دیکھا جو ٹکڑے ٹکڑے کوئی شیشہ راہ مین

پیش نظر جو گوہر دندان یار ہین
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین

چھینا بتون نے منزل الفت مین نقد دل
غارتگرون نے لوٹ لیا ہمکو راہ مین

کب تک سلجھنے سے انکے الجھا ہی دم مرا
پڑتی ہین گتھیان کہین تار نگاہ مین

اللہ رے وقار ترے خاکسار کا
تعظیم کو غبار بھی اٹھتا ہے راہ مین

ڈر ہے کہ نقدِ دل کوئی راہزن نہ چھین لے
سینہ پہ ہاتھ رکھ کے نکلتا ہون راہ مین

اسکو سدا زوال ہمیشہ تجھے کمال
ہے فرق آسمان و زمین تجھ مین ماہ مین

غزل ۲۲۴ — اے شاہِ طوس ہے یہ تمنا فروغ کی
مین بھی ہون باریاب تری بارگاہ مین — اشعار (۲۲۳)

غزل

یون سوزِ غیر کے دل بے تاب مین نہین
جسطرح ربط آتش و سیماب مین نہین

کوئی کسی کے ساتھ پڑے کیون عذاب مین
اب انکی یاد بھی دلِ بیتاب مین نہین

کون میری لاش پر آیا غضب ہوا
آنسو کا نام دیدۂ احباب مین نہین

بے فیضی فلک کی یہ روشن دلیل ہے
جز داغ کچھ بھی کاسۂ مہتاب مین نہین

آیا ہے کوئی خواب مین بیدار ہین نصیب
کیا خوب خواب مین بھی ہم اپنے خواب مین نہین

تمثال حباب دیکھ کے بھی کی نہ بند آنکھ
اتنا بھی رحم دیدۂ گرداب مین نہین

اک پردہ چاندنی کا ہے اک پردہ در انکا
حاجت نقاب کی شبِ مہتاب مین نہین

نیند اور موت مین نہین کچھ فرق ہے یہ وہم
آتے اسی سبب سے مرے خواب مین نہین

دنیا کے ٹھاٹھ سے بری سربلند ہین
طوفان و موج چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا موج بحر بھی کوئی دستِ بخیل ہے
دیکھا تو خاک کاسۂ گرداب مین نہین

حسن انکا ہے سمایا ہوا نیند آئے کیا
اتنی جگہ بھی دیدۂ بیخواب مین نہین

تم ہاتھ رکھ کے دیکھ تو لو سر سے مجال کیا
اتنی ہے بات تو دلِ بیتاب مین نہین

وہ بیحجاب ہین سب دریا تو رشک کیا
نورِ نگاہ دیدۂ گرداب مین نہین

آتا ہے اسطرح سے بھی کوئی کسی کے گھر
جز خار و خس کے دامنِ سیلاب مین نہین

کچھ چشمِ شوخ مین نہین سب کچھ ہے پر حضور
سب کچھ ہے پھر بھی کچھ دلِ بیتاب مین نہین

شب بھر رہے ہین روزن در کسکی منتظر
فرق الّمین اور دیدۂ بیخواب مین نہین

صبح شب وصال ہین شمشیر خونفشان
یہ سرخ ڈورے دیدۂ بیخواب مین نہین

کستے ہو میرے قتل پہ تو یون کسو کمر
جو لطف دست شوق مین پیچ و تاب مین نہین

آکر یہان فلک سے فرشتون نے کیا کیا
چارا کسیکو عالم اسباب مین نہین

طوفان اشک ہجر کی شب کیون نہو بلند
پانی ذرا بھی چشمۂ مہتاب مین نہین

کیا دل کے آبلے بھی نہ پھوٹین شب وصال
آنسو حضور دیدۂ پر آب مین نہین

رکھتے ہو ہجر غیر مین آتی نہین ہے نیند
شاید حیا ہے دیدۂ بیخواب مین نہین

غزل ۱۳۳

ہین اے فروغ صبر کو رکھون نہ کیون عزیز
یہ تو رقیب کے دل بیتاب مین نہین

اشعار (۲۸)

غزل

چاہنے والونکی تربت پر گذر ہوتا نہین
بندہ پرور التفات اب بھی ادھر ہوتا نہین

بند و بست ایسا ہے آہونکا اثر ہوتا نہین
اُنکے کوچہ مین ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین

کون کہتا ہے حضر مین بھی سفر ہوتا نہین
گھر مین بیٹھا ہون تو کیا دوران سر ہوتا نہین

مین جو کہتا ہون محبت مین اثر ہوتا نہین
کہتے ہین وہ تھام کر دل تیرا سر ہوتا نہین

کھینچتی ہے کسکے جلوے کی کشش اپنی طرف
کب تڑپکر دل سے پہلو مین جگر ہوتا نہین

میکدہ آباد خم کی خیر ساقی کا بھلا
روز پھیرا ہم فقیرونکا ادھر ہوتا نہین

آنکھ اُٹھا کر دیکھئے کوزہ بیابان کیطرف
کیون غبار عاشقان گرد نظر ہوتا نہین

درد دونا ہو گیا جب ہجر مین نالے کئے
کچھ بھی ہو پر یہ غلط ہے بے اثر ہوتا نہین

صبح پیری کی خبر دیتا ہے مجکو داغ دل
گل چراغ ماہ کب وقت سحر ہوتا نہین

کاش پیکان نظر سوراخ دلمین ڈالدے
تیرے ارمانونکا میرے دلمین گھر ہوتا نہین

موت بھی آتی نہین ہے ناتوانونکو ترے
دار فانی کا بھی طے لنسے سفر ہوتا نہین

کیون نہ چھائے اُن غریبونکی لحد پر بیکسی ۔۔۔ شامیانہ کوئی جنکی قبر پر ہوتا نہین
کس قیامت کا الٰہی حسن مین بھی جذب ہی ۔۔۔ ہاتھ اُدھر رکھتے ہین دلپر درد ادھر ہوتا نہین
دل ہٹا جاتا ہی نالونسے مرا ہنستے ہین وہ ۔۔۔ کس پہ ہوتا ہی اثر کس پر اثر ہوتا نہین
وصل کی شب تخلیہ مین شرم آئی کسطرح ۔۔۔ مین تو سمجھا تھا ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین
کوچہ دشمن ہی روشن نقش پائے دوست سے ۔۔۔ ان چراغونسے منور میرا گھر ہوتا نہین
وصل کی شب صبح ہونیکو ہی وہ جانیکو ہین ۔۔۔ دودِ دل بھی پردۂ روئے سحر ہوتا نہین
آدمی کو ہر مصیبت مین پھنساتا ہی یہ دل ۔۔۔ درد ہی کیون دلمین ہوتا دل اگر ہوتا نہین
داب کر دانتو نمین ہونٹھونکو ہنسی روکتی ہی ضبط ۔۔۔ گدگدی کا بھی حیا پر کچھ اثر ہوتا نہین
کشمکش حسن وفا کی کوئی دیکھے صبح وصل ۔۔۔ ہاتھ کب دامن پہ اور قدمون پہ سر ہوتا نہین
وہ عدو سے شاد ہون جھوٹا افترا تہمت غلط ۔۔۔ دوست کے دلمین کبھی دشمن کا گھر ہوتا نہین
رحم کھا کر خود نکل آیا تو ظالم ورنہ آج ۔۔۔ میرا سر ہوتا نہین یا تیرا در ہوتا نہین
وہ مرے رونے پہ گر روتے نہین ہنستے تو ہین ۔۔۔ کون کہتا ہی محبت مین اثر ہوتا نہین
ضعف سے ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہی مجھے ۔۔۔ اُسپہ بھی طے کوئی جانانکا سفر ہوتا نہین
گیسو و دست حنائی تیری آتے ہین جو یاد ۔۔۔ کب شب غم خون امیدِ سحر ہوتا نہین
دل اسیر زلف آنکھین طالب دیدار ہین ۔۔۔ ایک دنیا ہی اُدھر کوئی ادھر ہوتا نہین
دیکھتا ہی کون ادھر چشم خریداری کجا ۔۔۔ یس کے دل بھی سرمہ مفت نظر ہوتا نہین

غزل ۱۳۴	شعر مین بند ہتا ہی جو مضمون پڑا نا ای فروغ وہ پسند خاطر اہل نظر ہوتا نہین	اشعار (۱۱)

غزل

صبا کی طرح ہمنے کی ہی تیری جستجو برسون ۔۔۔ پھرے ہین خاک اُڑاتے ای پری رو کوبکو برسون
رہا غم ایک مدت تا مرے مرنیکا کس کس کو ۔۔۔ اُڑائے خاک حسرت نے تو روئے آرزو برسون

مری میت سے وقت دفن لپٹا تھا جو وہ گل رو
عجب کیا ہی کفن سے آئے گر پھولونکی بو برسون

رہی زینت سے نفرت میرے غم مین ان حسینونکو
نہین واقف ہوئی شانے سے زلف مشکبو برسون

ہمارے دشمنو نسنے انکو الفت ہی ہمیشہ سے
رہے ہین اس سبب سے آپ ہم اپنے عدو برسون

دعاے وصل کی خاطر کیا ہی ہمنے فرقت مین
تیمم گرد غم سے آب حسرت سے وضو برسون

ہمارے دلمین اک مدت سے رہتا ہو وہی کافر
کہ جسکا فکر کی ہم کرتے رہے ہین جستجو برسون

نہین ہی دل پر اب قابو نہین تھمتی ہین اب آنسو
بہت ہم کر چکے اے ضبط پاس آبرو برسون

نہ برہم ہون کہین دعواے یکتائی کے مٹنے سے
نہ آیا آئینہ اس ڈر سے انکے رو برو برسون

غنیمت ہی کہ صیاد آگیا منصف مزاجی پر
رگ گل سے کیے زخم دل بلبل رفو برسون

غزل ۱۳۵	غزل گوئی کا دعوی ہی فروغ افسوس اب انکو جنھین آئی نہو اردو مین سیدھی گفتگو برسون	اشعار (۲۴)

غزل

سامنا ہوتے ہی منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین
وہ بھی دنیا کیطرح مجھ سے پلٹ جاتے ہین

وصل مین پاس سے شرما کے جو ہٹ جاتے ہین
دل عاشق کے بڑھے حوصلے گھٹ جاتے ہین

قبر تک دوست بھی پہونچا کے پلٹ جاتے ہین
پہلی منزل ہی مین سب راہ سے کٹ جاتے ہین

ناتوانی مین پڑے وار مجھی پر میرے
نالے لب تک مرے آ آکے پلٹ جاتے ہین

کام کر جاتا ہی بے تیغ بھی قاتل اپنا
ہم رقیبون مین اسے دیکھ کے کٹ جاتے ہین

خواب مین دیکھ رہے ہین وہ شب وصل کسے
مجھ سے کیون چونک کے ڈر ڈر کے لپٹ جاتے ہین

تیری آنکھین ہون تری تیغ ہو یا دنیا ہو
سب اشارہ ترا پاتے ہی الٹ جاتے ہین

بوسہ لینے کا گمان ہی نظر شوق سے بھی
آنکھ ملتے ہی وہ منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین

شمعون سے جذب محبت کا پتہ ملتا ہی
شعلے بڑھ بڑھ کے پتنگو نسے لپٹ جاتے ہین

جزر و مد شوق کے دریا مین ہی کیا شب وصل
کبھی بڑھ جاتے ہین ارمان کبھی گھٹ جاتے ہین

لطف اُٹھاتے ہین تری یاد سے کیا کیا شبِ غم
ہاتھ پھیلا کے تصور سے لپٹ جاتے ہین

مہِ کامل کو ذرا غور سے دیکھے انسان
جو کہ بڑھ جاتے ہین جلد وہی گھٹ جاتے ہین

کچھ تو ہین داغِ محبت ہین وفا کے انداز
جوشِ اُلفت مین کلیجے سے لپٹ جاتے ہین

سخت جان ایسے ہین عشاق کہ خنجر ہو کُند
نازک ایسے ہین حسین شرم سے کٹ جاتے ہین

مجھ سے ڈرنا تو شبِ وصل بُرا ہی اُن کا
پر یہ اچھا ہی مجھی سے وہ لپٹ جاتے ہین

کبھی پھر پڑتے ہین مگر غیر کے جاتے جاتے
وہ پلٹتے نہین دن میرے پلٹ جاتے ہین

کمرِ یار لچکتی ہوئی تلوار ہے مین
دوست کے دھوکے مین دشمن سے لپٹ جاتے ہین

موت زندانِ محبت سے رہا کرتی ہی
عمر کے کٹتے ہی دن قید کے کٹ جاتے ہین

آپ کے نقشِ قدم نقشِ وفا سے نہین کم
قبر سے پھر نہین چھٹتے جو لپٹ جاتے ہین

پھر نیا خوف ہی ڈرتے ہین مجھی سے شبِ وصل
اور پھر ڈر کے مجھی سے وہ لپٹ جاتے ہین

کھل گئی خنجرِ قاتل کی حقیقت ورنہ
دن مصیبت کے تو ہر طرح سے کٹ جاتے ہین

حلم بھی ہی مصیبت نہین دیکھی جاتی
رحم آتا ہی تو منہ پھیر کے ہٹ جاتے ہین

پھول ہارونکے پھٹتے ہی مسرت سے کھلے
یون گلے ملکے لگے آغوش لپٹ جاتے ہین

غزل ۱۳۶	حسرتِ وصل کے مضمون ہین جو دیوان مین فروغ نہین پھٹتے ورق اسطرح سمٹ جاتے ہین	اشعار (۱۵)

غزل

صفائی سے بھی بڑھکر لطف ہوتا ہی رکھائی مین
مزا اک دلکو ملتا ہی تری بے اعتنائی مین

مزا ہی یار دھوکا ہو وفا کا بیوفائی مین
مین سمجھون ناز لطف اتنا تو ہو بے اعتنائی مین

ہین بس امید پر دو دن جان وہ اور لاش اُٹھائیگا
نہ طاقت تیغ اُٹھانیکی بھی ہو جسکی کلائی مین

[illegible] مین بیڑیان لوہے کی دیوانیکے پاؤن مین
اُدھر گجرے سے ہین پھولونکے تری نازک کلائی مین

جس سے کچھ تعلق ہو تو پھر اُس سے بگڑنا کیا
محبت کا بھی اک پہلو نکلتا ہی لڑائی مین

عدو پر تیغ اٹھائی ہو نہ مانونگا نہ مانونگا
بھلا طاقت کہان اتنی ترے تیغ زن کلائی مین

ادھر عدا دب سے وہ سلکی شب شوق کا بڑھنا
ادھر وہ مسکرا کر منہ چھپا لینا دلائی مین

برا ہو موت کا جس سے کہ یہ سنا پڑا ہمکو
وہ کہتے ہین نہین کچھ شک تمہاری بیوفائی مین

ترا وعدہ کبھی شرمندہ ایفا نہین ہوتا
نہین تجھسا بھی جھوٹا سچ ہی کا خدائی مین

تسلسل آنسوؤنکا ہی جو یاد دست جانانہین
پڑی ہین موتیونکی سمرنین گویا کلائی مین

حسین یوسف بھی تھے پیغمبری پر بس قناعت کی
لگایا ہائے جھگڑا ان بتون نے تو خدائی مین

پھری پھولونکی لو ہاتو نسنے پھینکو بھی ادھر دیکھو
نہین کم لطف اس سے میری گل خوردہ کلائی مین

نہین ہین ہم نہون دل تو ہمارا پاس ہی انکے
ہماری نارسائی بھی تو دخل ہے رسائی مین

وہ اپنے گھر مین سوئین چین سی انکی بلا جانے
کسی کی زندگی کیونکر گذرتی ہے جدائی مین

غزل ۱۳۷	فروغ احوال دل اس دشمن جانسے نہ کہنا تھا ارے نادان نہین کچھ شک ترے دلکی صفائی مین	اشعار (۲۷)

غزل

زمین کو جن فرشتے آسمانونکو سنبھالے ہین
الٰہی خیر ہو بیتاب کروٹ لینے والے ہین

مگر انداز کچھ حسن و محبت کے نرالے ہین
دوپٹہ وہ سنبھالے ہین کلیجہ ہم سنبھالے ہین

الٰہی خیر الٰہی خیر کچھ تیور نرالے ہین
لگاوٹ کی نگاہین کہتی ہین دل لینے والے ہین

نئے پھندے یہ عشق و حسن نے دونو نے ڈالے ہین
مری آنکھونمین حلقے ہین تری کانونمین بالے ہین

نئی ضد ہی نئی ہٹ ہی دکھا دونین انھین کیونکر
جگر مین آبلے کتنے ہین دلمین کتنے چھالے ہین

بلا ہین قہر ہین آفت ہین شرمائی ہوئی نظرین
انھین کافر نگاہونکا نے کلیجے چھید ڈالے ہین

حسینو تم پہ دل آیا کہ پیغام اجل آیا
تمہارے چاہنے والے نہین ہین مرنیوالے ہین

ادھر حسرت بھری نظرین ادھر جادو بھری آنکھین
وہ اپنا دل سنبھالے ہین ہم اپنا دل سنبھالے ہین

خدا رکھے قیامت کی ہی ضد انکی طبیعت مین
انھین ہر چند سمجھاؤ وہ کسکی سننے والے ہین

نگاہ ناز اُٹھتی ہی نہ گھونگٹ منہ سی اُٹھتا ہی
حیا کی آڑ مین گھر سے قدم باہر نکالے ہین

کہانسے آگیا یارب ہے زور اک قطرۂ خون مین
سنبھلتا دل نہین گو دونوہا تو نے سنبھالے ہین

نہین وہ جانتے دینا جو آتا ہی تو دل لینا
جوابِ صاف ہی دین اور کیا وہ دینے والے ہین

ہوائے سرد سے غنچہ بھی چٹکے تو وہ ڈر جائین
ہے کیسی بی اثر آہین ہین بے تاثیر نالے ہین

ترا غم ہی مرے دلمین سرشک غم مین مژگان پر
کہین چھالے ہین کانٹا ہی کہین کانٹو نپہ چھالے ہین

سرلئے دھرمین کچھ چھاؤنی چھائی نہین ہمکو
کہین سے آرہے ہین اور کہین پھر جانیوالے ہین

وہ کتراتے ہوئے جاتے ہین میخانہ کی جانب سے
ذرا لینا جنابِ شیخ عمامہ سنبھالے ہین

سرِ مژگان لہو کی بوندین ہین یا گل ہین شاخ خون مین
ہمارے دیدۂ تر ہین کہ نخلِ غم کے بھالے ہین

متاعِ حسن بھی ہی جان لینے کی ہی قدرت بھی
خدا رکھے بتو نکو ہے بڑے مقدور والے ہین

چمن مین ہی بھی گرمی آتشِ گل کے بھڑکنے سے
زبانین منہ سے باہر اپنے فوارے نکالے ہین

عدو کی چاہ مین اُنکی گرہ سے کچھ نجائے گا
ادھر دل لینے والے ہین اُدھر دل دینے والے ہین

اثر اُلٹا ہی دُنیا اُلٹی ہی تقدیر اُلٹی ہی
ہمین نالے بھی کرتے ہین ہمین دل بھی سنبھالے ہین

جنابِ شیخ کو محفلمین ہاتون ہاتھ لو رندو
پُرانے آشنا ہین مدتونکے ملنے والے ہین

قدم اے رہروو آہستہ رکھو میری تربت پر
کہ دل کے گھاؤ تارے ہین جگر کے زخم آلے ہین

ترے سائل کو اظہارِ تمنا کی نہین حاجت
کہ بے مانگے دیا کرتے ہین وہ جو دینے والے ہین

کبھی بڑھتے ہین گھبرا کر کبھی تھمتے ہین شرما کر
خدا رکھے ابھی گھر سے قدم باہر نکالے ہین

نگاہونکو شبِ غم دھوکا ہی دھوکا ہی تارونکا
دلِ گردون مین آہون نے مری سوراخ ڈالے ہین

غزل ۱۳۸	سمجھتے ہین سخندان اے فروغ اہلِ زبان ہمکو خدا کے فضل سے ہم لکھنؤ کے رہنے والے ہین	اشعار (۱۶)

غزل

دلمین پوشیدہ ترا عشق کمر رکھتے ہین
راز کی طرح ہم اے رشکِ قمر رکھتے ہین

آگیا رحم اُنھین تیرا بھلا ہو اے نعش
لے وہ زانو پہ اُٹھاکر ترا سر رکھتے ہین

قطع امید نہین ہے یہ سُنا ہے جب سے
کہ وہ غیرونپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

دل مرا دیکھئے بے آپ کے ویران ہے حضور
اپنے گھر کی بھی نہین آپ خبر رکھتے ہین

جانتے ہین وہ ضرر مہر سے ہے شبنم کا
اسلئے مجھپہ محبت کی نظر رکھتے ہین

رُخِ روشن کے تصور کا بھلا ہو شب ہجر
کسکو ہے یاس ہم امید سحر رکھتے ہین

ظلمت یاس کبھی ہے کبھی نور امید
تیرے عاشق بھی نئی شام و سحر رکھتے ہین

آکے دلمین مرے رونق سے وہ اپنی بولے
یہ تو کہتے تھے ہم اُجڑا ہوا گھر رکھتے ہین

لاش پر غیر کی وہ روتے ہین مین ہنستا ہون
کہتے ہین آپ بھی پتھر کا جگر رکھتے ہین

دیکھئے دیکھئے اب وصل پہ بیجا ہین ضدین
لیجئے لیجئے ہم قدمونپہ سر رکھتے ہین

غیر کی یاد بھی چین بھنسین ہے تم کو
اب نہ کہنا ترے نالے کچھ اثر رکھتے ہین

کہتے ہین کل ہی غم مین ترے سنبھلے ہونگے
آج جن زانوؤنپر ہم ترا سر رکھتے ہین

کون ہے ہم سے ضعیفون کا اُٹھانیوالا
اک سہارا ترا اے درد جگر رکھتے ہین

کسی زانو کا مین خوگر ہون یہ کچھ دھیان رہے
پھر احباب لحد مین تہ سر رکھتے ہین

غیر عادت تو ہے گو ہم نہ سہی غیر سہی
وہ کسی پر تو عنایت کی نظر رکھتے ہین

غزل ۱۳۹	سُنتے ہین شوق زیارت مین مدینہ کی طرف اے **فروغ** آپ بھی اب قصدِ سفر رکھتے ہین	اشعار (۱۷)

غزل

تیری رحمت سے وہی دُور نظر آتے ہین
اپنی طاقت پہ جو مغرور نظر آتے ہین

غیر بیٹھے رہین پہلو مین اگر بیٹھتے ہین
کہ ترے دل سے بہت دُور نظر آتے ہین

تن گئے دی جو مثال اُنکے قد بالا سے
لیجئے سرو بھی مغرور نظر آتے ہین

ڈر ہے اے رشک سنبھالے نہ کہین اُنکو رقیب
آج وہ بزم مین مخمور نظر آتے ہین

جلوۂ حسن سے جو آپکے روشن تھے کبھی
اب وہی دیدۂ بے نور نظر آتے ہین

جسکو دیکھو وہ جفا دوست وفا دشمن ہی
اب حسینونکے یہ دستور نظر آتے ہین

کیا مزا ہو جو سنبھالے نہ حیا وصل کی شب
نشۂ حسن مین وہ چور نظر آتے ہین

اُنکے دلمین ہین رقیب اور وہ میرے گھر مین
وہی نزدیک ہین جو دور نظر آتے ہین

پردۂ شرم سے چھن چھن کے نکلتا ہی جو حسن
صاف وہ عارض پر نور نظر آتے ہین

سبکا جی چاہے وہ دیکھے مری بیتابیٔ دل
اسلیئے سینہ مین ناسور نظر آتے ہین

گردش چرخ کا قایل ہوین کیا فرقتمین
کہ سب احوال بدستور نظر آتے ہین

ورنہ پھر کیون ہی انھین مہر و وفا سے نفرت
ظلم اور جور ہی منظور نظر آتے ہین

نظر لطف لگا ہونگی فقط دلپہ نہین
کچھ کلیجے مین بھی ناسور نظر آتے ہین

وہی آہین وہی نالے وہی بیتابی ہے
طور عاشق کے بدستور نظر آتے ہین

مژدہ اے ناخن وحشت کہ بھرے زخم جنون
آج کچھ سینہ مین انگور نظر آتے ہین

غزل نمبر ۱۴	شب تاریکیٔ غم مین ہی وہ ظلمت کہ فروغ چرخ پہ نجم بھی بے نور نظر آتے ہین	اشعار (۱۹)

غزل

کیا ہی اُس کے دلِ مکدر مین
خاک راحت ہی غیر کے گھر مین

جمع ہونگے حسین محشر مین
سیر کر لینگے خوب دن بھر مین

بحر غم کا وہ جوش ہجر کی شب
شکنین ہین کہ موجین بستر مین

کون محشر خرام آتا ہے
منہ لپیٹے ہین قرص خاور مین

دلمین ہی چین سے ترا مژگان
ملتی ہی راحت اپنے ہی گھر مین

آگ بھردی ہی سوز فرقت نے
اشک خون کب ہین دیدۂ تر مین

پھنسی ہی دل کی چوٹ ابھر کے یہان
داغ سودا انھین مرے سر مین

ہلو

نکلی خنجر سے بھی نہ حسرتِ قتل | رہگئی پھنسکے دام جوہر مین
تم مرے سامنے تو آؤگے | کچھ تو انصاف ہوگا محشر مین
اے خوشی تجھ سے رنج ہی بہتر | کہ نہین غیر کے مقدر مین
کھینچکر لائی سبکو حسرتِ دید | ورنہ رکھا ہی کیا تھا محشر مین
آئی صبح الم گئی شب ہجر | کیا سے کیا ہوگیا گھڑی بھر مین
مرتے بھی ہین نہین بھی مرتے ہین | ہی عجب بات ہجر دلبر مین
ہوگیا اندمال زخمون کا | دل بھر آیا جو ہجر دلبر مین
ہجر ساقی مین کب ہی بادۂ سرخ | خون اترا ہی چشم ساغر مین
قبضہ اپنا بڑھائے جاتا ہی | پھیل کر سرمہ چشم دلبر مین
گھر ہزارون بناتی ہی سوزن | اور رہتی نہین کسی گھر مین
چرخ سے مہر دیکھنے کو ترے | اتر آئیگا روزن در مین

غزل ۱۴۱	غیر کی کیا بدی کرون ہین فروغ کہ بدا اتھا ہی مقدر مین	اشعار (۱۵)

غزل

شکل ابرو گردن و سرو صنمین خم کیون ہون | شرم کیونکر بڑھ نجائے شوخیان کم کیون ہون
اس تصور کی بدولت غیر کا گھر ہی سہی | بات تو یہ ہی حجاب ان کو ہو وہ نادم ہم کیون ہون
سوکے اٹھکر غیر کے گھر سے جب آئین صبح کو | انکی زلفین شب ہجر ہماری ... ہم کیون ہون
لیجیے اب خون پر عاشق کے پردہ پڑ گیا | کھولکر گیسو شریک بزم ماتم کیون نہون
دم لبون پر اے عزیز اسوقت کرتا ہی کوئی | میری جان بوسے لبونکے جان آدم کیون نہون
قتل ہی کرنا نہین اب کیا کسیکو میرے بعد | دل بڑھانیکو شریک بزم ماتم کیون نہون
ارتباط ظاہری ہی کچھ ہو حسن و عشق مین | واہ نازک تم تو ہو ہم ناتوان ہم کیون نہون

تجکو ظلم و جور کی عادت جو اے بیدرد ہو
غیر کے لب آشنائے نالۂ غم کیون نہون

آپ جب آئین سکھلے سر پہ ہماری لاش پر
منصفی ہی شرط بیخود اہل ماتم کیون نہون

راہ کب کوئی نکلنے کی ہجوم غم سے ہی
حسرت و ارمان مرے دلمین بہم کیون نہون

نام کو تیرے نکالا شرم نے گھر سے ترے
ھیہ حیا کی شوخیان مشہور عالم کیون نہون

اُنکے آنیکی خبر اور وہ بھی کس انداز سے
پھر مرے دشمن شریک بزم ماتم کیون نہون

چاندسی صورت کو اپنی آئینہ مین دیکھکر
تو ہی خود انصاف کر عاشق ترے ہم کیون نہون

بزم عشرت مین بھی گریان ہین غم پروانہ مین
گلشن محفل مین شمعین نخل ماتم کیون نہون

اے **فروغ** اک تجھپہ کیا اُنکا ستم محدود تھا
لوگ دُنیا بھر کے محشر مین فراہم کیون نہون

غزل ۱۴۲ — اشعار (۲۰)

غزل

شمار بوسہ پہ ہم ھیہ جواب دیتے ہین
جو دینے والے ہین وہ بیحساب دیتے ہین

دعائین دیتا ہون مین اور وہ کوستے ہین مجھے
ہر ایک بات کا اُلٹا جواب دیتے ہین

ھیہ آج کیا ہی کہ آنکھین جھکی ہی جاتی ہین
پتے کچھ اور ہی طرز حجاب دیتے ہین

کبھی تو کہتے ہین دیوانہ اور کبھی مجنون
مجھے وہ روز نیا اک خطاب دیتے ہین

پڑا ہون در پہ تو سُنتا ہون باتین دربان کی
اُٹھون تو ضعف مین اعضا جواب دیتے ہین

بہت فراق مین کام آئے جھوٹے وعدے بھی
تسلیان تو دم اضطراب دیتے ہین

سوال بوسۂ ابرو پہ وہ رقیبون کو
زبان تیغ سے اچھا جواب دیتے ہین

لگا لیا جو گلے مینے ہی اُنھین کی خطا
سہارا شوق کو انداز خواب دیتے ہین

حیا سے کوئی دم عرض مدعا چپ ہی
بگڑ بگڑ کے وہ تیور جواب دیتے ہین

وہ خود بھی کانپ اُٹھے مُنہ بھی تمتما اُٹھا
سزا وہ کسکو ھیہ وقت عتاب دیتے ہین

مری وفا سے ہی انکار روز محشر بھی
خدا کے سامنے مجکو جواب دیتے ہین

شبِ وصال نکالین گے کیا وہ حسرتِ دل
نظر کو بوسہ جو زیرِ نقاب دیتے ہین

مری شکایتِ قسمت پہ کوئی ہے خاموش
بگڑ بگڑ کے وہ گیسو جواب دیتے ہین

یہ شعلہ ہائے رخِ آتشین بھی کام آئے
کسیکے گیسوؤنکو پیچ و تاب دیتے ہین

عیان ہے ترچھی نگاہون سے وصل کا انکار
سوال سے بھی وہ پہلے جواب دیتے ہین

بکھر گئین تری زلفین کسیکے بازو پر
خبر یہ شب کے پریشان خواب دیتے ہین

پڑا جو وقت تو آنکھین بھی پھر گئین دمِ نزع
پلٹ پلٹ کے سب اعضا جواب دیتے ہین

انھین کی طرح نکر بیوفائیون مین کمی
قسم انھین کی مجھے ای شباب دیتے ہین

زبان سے کچھ تو کہو سائلِ وصال ہون مین
ارے جو کچھ نہین دیتے جواب دیتے ہین

غزل ۱۴۳	فروغ آنکھ کے بدلے بدل گئی نیت شکست توبہ کا مژدہ سحاب دیتے ہین	اشعار (۲۱)

غزل

کدھر جائین تمہارے عشق کے مجرم قیامت مین
کوئی جاتا ہے دوزخ مین کوئی جاتا ہے جنت مین

یہ غیرونکے مقدر مین ہین وہ زاہد کی قسمت مین
ہمین کیا گر حسین دنیا مین حورین ہین جنت مین

کسیکا یار شاطر ہے کہین پر بار خاطر ہے
وہی بل تیری زلفون مین وہی بل میری قسمت مین

جفا کی فکر ہے تمکو وفا کی فکر ہے ہمکو
ادھر تم ہو مصیبت مین ادھر ہم ہین مصیبت مین

ترا کوچہ تو مسکن ہے رقیبانِ سیہ رو کا
تماشا کرنے کو یہ ہم حورین آیا کرتی ہین جنت مین

گنہگارونکی رکھ لے شرم آج ای شافعِ محشر
چھپائے منہ کھڑے ہین ہم ترے دامانِ شفاعت مین

خدا تھے زیست مین تم پر تمہین پر مرکے ہین صدقے
تمہین آ کر اتارو بھی ہماری لاش تربت مین

نہ انکے گھر مین جاتا ہون نہ وہ مجکو بلاتے ہین
ادھر بات آ پڑی ہے اور ادھر ضد ہے طبیعت مین

مری بیتابیٔ دل بھی تمہارے کام آتی ہے
تمہاری یاد کو جھولا جھلاتا ہون مین فرقت مین

سنبھالو تم سنبھلنے دی نہ یہ ابھرا ہوا جوبن
دوپٹہ بھی تمہارا اڑ گیا دوہری مصیبت مین

دل عاشق کے لینے کو لگائے تاک بیٹھے ہین
حیا آنکھون مین نظرون مین ادا شوخی طبیعت مین

غضب کی دلفریبی دلربائی ہے قیامت کی
کسی کافر کی پیاری پیاری بھولی بھولی صورت مین

اُدھر آنکھین جھکین اور لے لیا مینے ادھر بوسہ
پڑی ہے وصل کی شب شرم بھی اُنکی مصیبت مین

اسی انداز کا کشتہ ہون مین اے داور محشر
نہ جھکنے پائین آنکھین یہ قاتل کی قیامت مین

حیا بھی آئے تو آنے نپائے کہدو شوخی سے
سوا میرے تمہارے اور کوئی ہو نہ خلوت مین

پھر اُسنے وعدہ دیدار کو رکھا ہے محشر پر
قیامت کی ہے ضد اُس بیمروت کی طبیعت مین

تری نیچی نگاہین اسپہ بھی چھریان لگاتی ہین
حیا نے تیری شوخی کو بھی ڈالا ہے مصیبت مین

بدل جاتی ہے صورت نزع مین پھر جاتی ہین آنکھین
کسیکا ساتھ دیتا ہے کہان کوئی مصیبت مین

غزل ۱۴۲	فروغ اشعار سُنکر میرے وہ دل تھام کر بولے قیامت کا بھرا ہے درد ظالم کی طبیعت مین	اشعار (۱۹)

غزل

پاؤن تربت پہ سنبھالکر جو دھرے جاتے ہین
دل ابتاب سے اب تک وہ ڈرے جاتے ہین

بوسے لیتا ہون مین اغیار مرے جاتے ہین
کون کرتا ہے خطا کون مرے جاتے ہین

کوئی خنجر کوئی تلوار کوئی تیر نہین
نگہ شوق سے کیون آپ ڈرے جاتے ہین

عید کا دن ہے گلے سے وہ لگاتے ہین مجھے
زخم سب میرے کلیجے کے بھرے جاتے ہین

اُلٹی اُلٹی ہین عجب لطف کی باتین شب وصل
وہ محبت کے بھی بڑھنے سے ڈرے جاتے ہین

جسطرح روندتے ہو تم جگر و دل میرے
نہین پھولونپہ بھی یون پاؤن دھرے جاتے ہین

ہم فقیرونکو ٹھہرنے نہین دیتا دربان
نا امید اس درِ دولت سے اُٹھے جاتے ہین

ناموافق کہ موافق ہو زمانے کی ہوا
ہمتو فرقت مین دمِ سرد بھرے جاتے ہین

یون نہ چلیئے دل پر آبلہ بھی قبر مین ہے
کچھ سمجھئے تو کہان پاؤن دھرے جاتے ہین

دستِ گستاخ سے میرے ہین کچھ ایسے بدظن
مین بلائین بھی جو لیتا ہون ڈرے جاتے ہین

کچھ ترے چاہنے والونکے ہین انداز نئے — جان دینے کیلئے تجھپہ مرے جاتے ہین

فاتحہ قبر پہ جس طرح کوئی پڑھتا ہے — دل بیتاب پہ یون ہاتھ دھرے جاتے ہین

ابھی کمسن ہین تو ڈر بھی ہے نرالا اُن کا — میری حسرت مرے ارمان سے ڈرے جاتے ہین

میرے مرنیکی ہے اللہ کے گھر مین بھی خوشی — آرزو پوری ہوئی طاق بھرے جاتے ہین

پڑ رہی ہین متواتر جو نگاہین اُنکی — دل کے ناسور عجب طرح بھرے جاتے ہین

یا مجھی سے وہ کبھی ڈر کے لپٹ جاتے تھے — یا وہی اب مری میت سے ڈرے جاتے ہین

کم نہین تجھسے تری چاہنے والونکی ضدین — موت آئے کہ نہ آئے یہ مرے جاتے ہین

کثرت درد خود آخر کو دوا ہوتی ہے — دل بھر آتا ہے تو ناسور بھرے جاتے ہین

اشعار (۱۴)	خاک مین گرد کدورت نے ملایا ہے فروغ زخم دل سب مرے مٹی مین بھرے جاتے ہین	غزل ۱۴۵

غزل

ہم نگاہون مین سدا اپنی تجھے رکھتے ہین — نظر بد سے رقیبون کی بچا رکھتے ہین

دل بھر آتا ہے جو وہ ہاتھ ذرا رکھتے ہین — کیا مسیحا ہین عجب دست شفا رکھتے ہین

شوخیان نظرون مین آنکھون مین حیا رکھتے ہین — جو ادا رکھتے ہین اک تیر قضا رکھتے ہین

نالہ کرنا کبھی رونا کبھی آہین بھرنا — شب غم چاہنے والے کچھ اٹھا رکھتے ہین

جس سے امید نہین اُس سے شکایت کیا ہے — بیوفا تجھپہ ہم الزام وفا رکھتے ہین

صورت آئینہ کہدیتے ہین منہ پہ سب کچھ — صاف دل جو ہین کہین دلمین بھلا رکھتے ہین

ہاتھ رکھنا تو کجا فاتحہ پڑھنے کے لیئے — پاؤن بھی کب کسی تربت پہ بھلا رکھتے ہین

خون گو تن مین نہین ہے مگر اے ناوک ناز — دلمین تیرے لیئے دو بوند لگا رکھتے ہین

جان دیدیتے ہین تنگ آ کے جفا سے تیری — بیوفائی کا عدو نام وفا رکھتے ہین

ہائے یون دست تسلی مری تقدیر مین تھا — ہاتھ تربت پہ مری بعد فنا رکھتے ہین

پھرتے ہین سب کی نگاہون مین جو ابتک تھی
اب زمین پر وہ کہان پاؤن ہلائے رکھتے ہین

حشر مین رکھتے ہین تھا جان سی بیزار یہ آپ
خونِ ناحق مری گردن پہ روا رکھتے ہین

یا دِ مژگان مدد اے خارِ مغیلان مدد اے
دشتِ وحشت مین قدم آبلہ پا رکھتے ہین

غزل ۱۴۶ — اشعار (۱۹)

جو فروغ اُسنے محبت مین ملے ہین وہ عزیز
اُنکے غم کو بھی کلیجے سے لگا رکھتے ہین

غزل

رکھئے تو آئیگا آپ ادھر کونسے دن
کون سی رات کو اے رشکِ قمر کونسے دن

ہوگا روشن ترے جلوے سے یہ گھر کونسے دن
دن پھرینگے مرے اے رشکِ قمر کونسے دن

منہ کو آنچل سے چھپائے ہی کوئی حشر مین بھی
ہوگا پھر آہ کے جھونکونکا اثر کونسے دن

آج وعدہ تھا کسی سے کہ رقیب آپہونچا
ہوئی نازل یہ بلا بھی مرے گھر کونسے دن

ہمہ تن داغِ جگر ہی ہمہ تن درد ہی دل
ٹکٹکیان لیتی نہین نیچی نظر کونسے دن

کان تک اُنکے نہ پہونچے مرے نالے ورنہ
نہ ملی عالمِ بالا کی خبر کونسے دن

زندگی اب تو قیامت کے سہارے پہ ہی
دیکھئے ہو شبِ فرقت کی سحر کونسے دن

لگی دل ہی مین ہین آرزوئین روزِ وصال
موت آنیکو تو آئی ہی مگر کونسے دن

مستعد آج تھے بالکل مرے گھر آنے کو
آئی ہی غیر کے مرنیکی خبر کونسے دن

ہجر مین چلتا ہی رُک رُک کے مرا توسنِ عمر
دیکھئے ختم ہو یارب یہ سفر کونسے دن

نالہ و آہ کی بھی دیتا ہی فرصت ہمکو
دردِ دل کونسی شب دردِ جگر کونسے دن

آج پھر روک لیا غیر کے فقرے نے انھین
میرے مرنیکی اُڑائی ہی خبر کونسے دن

چاہ کے نام سے چونک اُٹھتا ہی ابتک وہ حسین
یہ جھجک دیکھئے کب جائے یہ ڈر کونسے دن

انقلاب ایک زمانیکو ہو وہ غیر سی خوش
پھرتی ہی آنکھ پلٹتی ہی نظر کونسے دن

کانپ اٹھتے ہین ادھر وہ مین تڑپتا ہون ادھر
دلکی دلکو نہین ہوتی ہی خبر کونسے دن

دیکھئے ہجر مین کب لیگا زمانہ کروٹ
تڑپ اس دل کی دکھائیگی اثر کونسے دن

کچھ شوق سے کیا کچھ نہ چھپایا اس نے
نہ ہٹی پردہ تری نیچی نظر کونسے دن

عید کے روز بھی ظالم نے لگایا نہ گلے
دیکھئے تھمتا ہے اب دردِ جگر کونسے دن

غزل عــــ ۱۴۸ — اشعار (۲۱)

غیر کے ساتھ وہ ٹھہرے مری تربت پہ فروغ
جذبِ اُلفت نے دکھایا ہی اثر کونسے دن

غزل

چلی بادِ خزان گل ہین نہ اب بلبل چہکتے ہین
نہالانِ چمن گلشن مین بس دی دی کر ٹپکتے ہین

نظر چھپکے گی سورج کیطرح عارض چمکتے ہین
اٹھائین مُرخ سے پردہ بھی تو کب ہم دیکھ سکتے ہین

الٰہی کانپتی ہے کیون زمین گورِ غریبان کی
کسی کے چاہنے والونکے شاید دل دھڑکتے ہین

بھلا ہو اس نزاکت کا کبھی کام آ ہی جاتی ہے
حسین کب میری جانب سے نگاہین پھیر سکتے ہین

کہین ہوتے ہوئے کیا قلبِ دشمن سے آئی ہون
خدنگِ ناز کانٹے کی طرح دل مین کھٹکتے ہین

سنبھل جاتے ہین فوراً نام لیکر ساقیِ کوثر
کبھی نشہ مین گر رندِ سبوحی کش بہکتے ہین

دعائین لیتے جاتے ہو سزائین دیتے جاتے ہو
تھکے گی کیا زبان میری تمہارے ہاتھ تھکتے ہین

پھنکے قلب و جگر اُف گرمیِ سوزِ تپِ فرقت
یہ داغِ آتشِ غم ہین کہ انگارے دہکتے ہین

شکستہ دل نکر اپنو نکالا تا اندا نہ کھینچا ہین
اگر ہوئے مژہ ٹوٹے تو آنکھون مین کھٹکتے ہین

قیامت ہے گنہگار اب قریب دوزخ آ پہنچے
خدارا دوڑ اے رحمت کہ وہ شعلے لپکتے ہین

الٰہی ٹوٹتے ہین پھول یا دل ان غریبونکے
جہان دل یاس کی نظرون سے منہ گلچین کا تکتے ہین

شب کے وصل مین شوخی بہت کچھ دیتی ہے لیکن
حجاب آتا ہے شرماتی ہین ڈرتی ہین بہکتے ہین

بہار آئی خزان مین باغ کی دیوارین ہین رنگین
اُڑی ہین خون کی چھینٹین جہان دل سر پٹکتے ہین

جہانین حاسدونکو یہ سزا پہلے ہی ملتی ہے
کہ جلنے رشک سے تو ہی وہ آنکھونمین کھٹکتے ہین

تمہارے گھر کو چشمِ منتظر سے کیا تعلق ہے
تمہاری روزنِ دیوار کی راہ سے تکتے ہین

یہہ سب جذبِ محبت کی ہی رنگینی گلستان مین
لہو بلبل کا لیکر باغبان گل پر چھڑکتے ہین

نئی شوخی ہی یہہ بھی روندکر دشمن کے مرقد کو
ذرا تھم کر مری تربت پہ وہ دامن جھٹکتے ہین

وفا کا خاتمہ ہی نازکی و ناتوانی پر
وہ آنکھین پھیر سکتے ہین نہ ہم دل پھیر سکتے ہین

بھری ہی کان مین میرے جو آوازِ شکستِ دل
کلیجہ تھام لیتا ہون مین جب غنچے چٹکتے ہین

غزل ۱۴۸

فروغ انداز پیری مین وہی ہی دل کے داغون کا
ستارے جھلملا کر صبح کو جیسے چمکتے ہین

اشعار ۱۵

غزل

ساقیا انکار کی خصلت تو یارون مین نہین
کچھ فروغِ بادہ کش پرہیزگارون مین نہین

آبلون کو دیکھکر جنبش بھی خارون مین نہین
آج کچھ سرگوشیان امیدوارون مین نہین

شوق کی کوئی سُنے یا نازکی کی وصل مین
ہان - وہ کہتا ہی یہہ کہتی ہی اشارون مین نہین

اک ذرا گورِ غریبان مین بھی جھک جائے نظر
بات اتنی ہی کوئی روزن مزارون مین نہین

مسکراتا ہون مین تھم تھم کر تڑپتی ہی جو برق
یہہ وہ عادت ہی جو تیرے بیقرارون مین نہین

ظلم معشوقونپہ بھی معشوق رکھتے ہین روا
پھول کب جاتے ہین ہان گندھ گندھکی ہارون مین نہین

انتظارِ وعدۂ دیدار محشر تک کیا
ضبط کی پر اب سکت امیدوارون مین نہین

گر قبولِ افتد زہے عزو شرف حاضر ہی دل
ہی تمہین مین عادت انکار یارون مین نہین

کسلئے پھر دیدۂ جوہر سے روتی ہی لہو
گر تمہاری تیغ میرے سوگوارون مین نہین

کیون لیا تھا دل اسی وعدے اسی اقرار پر
اس پہ یہہ طرہ کہ ہم بے اعتبارون مین نہین

یاس کہتی ہی سوالِ بوسہ سے کیا فائدہ
شوق کہتا ہی مزا دے کی اشارون مین نہین

پھر بھی تو گورِ غریبان مین نہین اُٹھتی نقاب
گو سمجھتے ہین کوئی روزن مزارون مین نہین

مضطرب دستِ تسلی سی ہوئے قلب و جگر
ضعف سی تاب سکون ہی بیقرارون مین نہین

کسلئے دستِ شوق کی گرمی نے دکھلایا اثر
تازگی کچھ آج اُن پھولون کے ہارون مین نہین

اشعار (۱۶)	عندلیبونکو خزان ہے اے **فروغ** ایسی بہار گل کوئی قرب نشیمن شاخسار و منین نہین	غزل ۱۴۹

غزل

اک جگہہ رہنی کی عادت بیقرار و منین نہین
شوخی انداز کے کشتے قرار و منین نہین

پھر تمہین بتلائیے جگہہ جاتی ہے دل مین کون شے
پر چھپیان کیونکر کہون پنہان اشار و منین نہین

ہان بھری محفلمین جام بادۂ لبریز لا
ساقیا بندہ کوئی پرہیزگار و منین نہین

کیون ہمین کو یاد ہے دل سے لیکے آنکھین پھیرنا
کیون ہمین جھوٹے ہین تم پر اعتبار و منین نہین

سب تو بیتاب وہ بھی ہے وہ شوخی مین ہین
لیجئے اب کون اُنکے بیقرار و منین نہین

شوخیان آنکھونکی کھوئے دل کا دیتی ہین پتہ
بے سبب سرگوشیان ہان رازدار و منین نہین

شرم نے ڈھارس دلائی یون وعدۂ اقرار وصل
ہان کا پہلو لیکے نکلی ہے اشار و منین نہین

رنگ کچھ الفت کا بھی ہے کچھ وفا کی بو بھی ہے
گندہ گیا دل بھی تو اُن پھولونکی ہار و منین نہین

چال چلتے ہین کہ لڑتے ہین نہ مین بھی حسین
جیتے جی کمبخت مرکے بھی مزار و منین نہین

عشق مین تسکین ہے اک نام مجبوری کا ہے
ضعف سے ہلنے کی طاقت بیقرار و منین نہین

نیچی نظرین کہہ رہی ہین کچھ زبان پر ہے کچھ اور
کیون نہ حال افشا ہوا انکا رازدار و منین نہین

لا دل او آنکھین چرانیوالے چوری کھل گئی
اب نہ یہ کہنا کہ ہم بے اعتبار و منین نہین

قبر عاشق پر کہان چڑھتے ہین ماہی گر بھی
رشتۂ مہر و وفا پھولونکے ہار و منین نہین

وصل کا انکار بھی کرنے نہین دیتی حیا
قید ہے نیچی نگاہونکے اشار و منین نہین

کاش پھیرے ہی ترے کوچے کے ہوتی رات دن
ضعف سے گردش بھی قسمت کے ستار و منین نہین

اشعار (۱۲)	اکیلی کی بو نہین احباب ہین کچھ اے **فروغ** کچھ ہم مل بیٹھنے کا لطف یار و منین نہین	غزل نمبر ۱۵۰

غزل

غزل

اب یہ ہی کون کسکے قابو مین
دلمین تم دل ہمارے پہلو مین

نہین غصہ کسیکو وصلکی شب
میری قسمت کا بل ہے ابرو مین

وہ ادا ہین جفا کی زہر اثر
وہ نگاہین حیا کی قابو مین

کوئی مشکل پڑے پر اے ہمت
فرق آئے نہ چشم و ابرو مین

درد گھر ہی بنائے لیتا ہے
اب تو آ بیٹھو میرے پہلو مین

کاش اٹھتی تمہاری نیچی نظر
تیر بنتی کمان ابرو مین

توبہ کالی گھٹاؤن سے ٹوٹی
پھر طبیعت رہی نہ قابو مین

بانکپن تیغ مین غضب کا ہی
کیون نہ لب ہائے زخم منہ جو مین

دل کی بے اختیاریون پہ ہنسو
گو نہو خود زبان قابو مین

درد کیسا تمہین ہو جو کچھ ہو
چٹکیان لے رہی ہو پہلو مین

بدلی ہے کچھ نظر بھی چتون بھی
چل گئی ہو نہ چشم و ابرو مین

اشعار (۱۵)	اب جہان مین **فروغ** امن و بقا مستند ہین زبان اردو مین	غزل ۱۵۱؁

غزل

زور ہی انکے دست و بازو مین
دل جو رکھتے ہین اپنے قابو مین

شوق مین یون بلائین کیا پڑھکر
پاؤن بس مین نہ ہاتھ قابو مین

دل ہو یا درد آپ ہون یا تیر
دشمنِ جان سبھی ہین پہلو مین

ہاتھ اب کوسنے کو اٹھتے ہین
زور آنے لگا ہی بازو مین

رحم آنے لگا ہے دشمن کو
درد رہنے لگا ہے پہلو مین

ان حسینونکی پھر شکایت کیا
دل ہی کمبخت کب ہے قابو مین

پیچ تقدیر مین کسیکی پڑین | آپ گھونگر بنائین گیسو مین
خواب مین سب کے جاتے ہو بقصد | نہین تم بھی تو اپنے قابو مین
ظلم سے ہاتھ اُٹھا نہین سکتے | سکت اتنی کہان ہی بازو مین
نکلے پڑتی ہی میان سے تلوار | نہین قبضہ بھی اُسکے قابو مین
کل تلک تم تھے زینت آغوش | آج ہی درد میرے پہلو مین
ہم سے تمکو غرض ہی کیا ہم کون | دلمین تم دل تمہارے قابو مین
یون ہی گردش مین چشم خواب آلود | مست پی پیکے جسطرح جھو مین
ایک دل پر نہین ہمارا زور | ایک دنیا تمہارے قابو مین

غزل ۱۵۲ | زندگی کا مزا **فروغ** ہی یون | ہاتھ مین جام یار پہلو مین | اشعار (۱۵)

غزل

کیا حفظ مراتب ہی محبت کے اثر مین | دلمین ہی مرے درد دہمک آپکے سر مین
پردہ یہ نیا ہی کہ ٹھہرتے نہین گھر مین | ہر وقت پھرا کرتے ہو دشمن کی نظر مین
نیرنگیٔ دنیا کا تماشا نہ دکھاؤ | پھر کیا کہ حیا آنکھ مین شوخی ہی نظر مین
ظالم ترے خنجر کے یہی دو ہین ٹھکانے | رہتا ہی مرے حلق پہ یا تری کمر مین
ہوتی ہو کہین درد سے رخصت نہ تری یاد | اک ہوک سی اُٹھتی ہی مرے قلب و جگر مین
کچھ ربط تو ہی حسن و محبت مین بہر حال | یان داغ جگر مین ہین وہان پھول سپر مین
کیونکر کوئی اُس دلکے بھلا ناز اُٹھائے | رہتا ہو جو کمبخت حسینون کی نظر مین
تھم کر نہ چلی حلق پہ تلوار تمہاری | وہ کب کہین ٹھہرے گی جو رہتی ہی کمر مین
روکے کوئی کس کس بھلا صبح شب وصل | آ گھٹتے ہین ادھر آپ ادھر درد جگر مین
تڑپے کوئی مرجائے کوئی در پہ تمہارے | تم چین سے آرام سے بیٹھے رہو گھر مین

یہ سر جو سلامت ہے تو قاتل بھی ہزارون
بیٹھے رہین باندھے ہوئے وہ تیغ کمر مین

انداز ہین سب درد محبت مین تمھارے
ہے آج مرے دلمین تو کل میرے جگر مین

ملتے ہی نگہ ہنس دئے آنکھو نکو جھکا کر
شوخی بھی چھپی بیٹھی تھی شرمائی نظر مین

تم کون ہو مین تو ہون گنہگار محبت
کیون جذب محبت تمھین لایا مرے گھر مین

غزل ۱۵۳ — اشعار ۱۶

ڈرتا ہون **فروغ** انکو مین سینہ سے لگا کر
سوزش ہے قیامت کی مرے قلب و جگر مین

غزل

شک اسکو ذرا بھی ہمین صحبت کے اثر مین
تلوار لچکنے لگی رہ رہ کے کمر مین

حسن انکا نظر سے نہین کچھ کم ہے اثر مین
کھبتا ہے یہ آنکھون مین وہ گڑتی ہے جگر مین

گردش مری قسمت مین ہے چکر مرے پیر مین
ملتا ہے مجھے لطف سفر بیٹھ کے گھر مین

خنجر ہین یہ انداز ہے مطلب کا تمھارے
ڈالے گا کسی روز جدائی تن و سر مین

ظالم یہ نگاہین ہین تری رشک کی چھریان
ہون دوست کہ دشمن سبھی رکھتے ہین نظر مین

عشاق سمجھتے ہین جنھین داغ محبت
ان چٹکیونکے نیل نہون قلب و جگر مین

بیتابیون نے اپنی اثر خوب دکھایا
ہم کچھ بھی نہ ٹھہرے کسی کافر کی نظر مین

جو جس کے مناسب تھا وہی اسکو ملا ہے
سودا مرے سر مین ہے غرور آپکے سر مین

جلوے ہین تری برق تبسم کے نرالے
ہے آج قیامت کی چمک درد جگر مین

کچھ میری نگہ مین ترا انداز ہے اے دوست
آنکھون سے نہان رہکے بھی سب کچھ ہے نظر مین

عشاق سے جب ملتی ہین جھک جاتی ہین آنکھین
آجاتے ہین ظالم بھی محبت کے اثر مین

اچھی یہ محبت کی نکلنے لگین راہین
پڑنے لگے ناسور مرے قلب و جگر مین

گردش سے غرض حسن و محبت نہین خالی
عاشق کی ہے قسمت مین حسینونکی نظر مین

نقطونکا اٹھا بوجھ نہ اللہ ری نزاکت
منقوط کوئی حرف نہین لفظ کمر مین

اسے کاش [illegible] عداوت بھی نہ ہوتی
پھر کسکو گوارا ہی رہے غیر نظر مین

اشعار (۱۵)	وہ [illegible] الفت مین نہ غافل ہون فروغ آپ ہر گام پہ کھٹکا ہی مسافر کو سفر مین	غزل (۱۵۱)

غزل

میرے گھر [illegible] کوئی [illegible] نہین
زور نالے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

[illegible] نہین کرتا [illegible]
بیوفائی مین حضور آپسے کم [illegible] نہین

دل وہ [illegible]
حسن مین ہے یہ کشش عشق [illegible] نہین

سرخ [illegible] شہیدان [illegible]
[illegible] دام مین عریان تری [illegible] نہین

وہ [illegible] کہ مین لاش پہ آونگا [illegible]
[illegible] یہ کہتا ہون کہ ایسی مری تقدیر نہین

[illegible] دیوانہ کیا ہے ہمین [illegible]
[illegible] ہم تمہاری کوئی تقصیر نہین

نظرین اٹھتی نہین کیون آپکی [illegible]
آج کیا آپکے ترکش مین کوئی تیر نہین

[illegible] نالہ اثر کا جو نہین [illegible]
آہ وہ آہ جو منت کش تاثیر نہین

[illegible] بیٹھے ہین [illegible] قاتل
کوئی [illegible] تری شمشیر نہین

جانتے ہین [illegible] مگر [illegible] ہو کر
دیکھ اب [illegible] کہ تقدیر نہین

کہہ رہی ہے کہ زمانے مین نہین میرا جواب
کون کہتا ہے کہ گویا تری تصویر نہین

چھوٹ کر آپکی چتون سے مرے دلمین چھپا
[illegible] مصیبت ہے کوئی تیر نہین

رحم ہی کھا کے کسی روز تم آئے ہوتے
[illegible] نالہ مری آہ مین تاثیر نہین

[illegible]
[illegible] کھینچی کبھی شمشیر نہین

اشعار (۱۴)	دل [illegible] آنکھ [illegible] [illegible] تقدیر نہین	غزل (۱۵۲)

غزل

غزل

مجھ سے ملتے ہیں وہ ایسی کوئی تدبیر نہیں
خوبیٔ بخت سے لڑتی مری تقدیر نہیں

شوخ آنکھیں تری کیا جلد پلٹ جاتی ہیں
اسطرح ہائے پلٹتی مری تقدیر نہیں

کب ترا وعدہ ترا قول بھی سچا نکلا
گر مری آہ میں فریاد میں تاثیر نہیں

قید سے عشق پہ ہنستے ہیں یہ پابند حیا
جسطرح پاؤں میں انکے کوئی زنجیر نہیں

عرش تک منہ سے نکلتی ہے مری آہ گئی
آپکے تیر سے کم پلہ میں یہ تیر نہیں

عشق کے ساتھ کہیں حسن پہ بھی حرف نہ آئے
یہ نہ سمجھے کہ کسی چیز میں تاثیر نہیں

تیغ کو آنکھ کو دنیا کو پلٹتے دیکھا
ایک کمبخت پلٹتی مری تقدیر نہیں

آتے ہیں پھر کے بھی عالم کہیں جانیوالے
بیوفا میری جوانی سے سوا تیر نہیں

کٹتے ہی وصل کی شب صبح فراق آئی نظر
کہیں الٹی تو مرے خواب کی تعبیر نہیں

یہی ہوتا کہ ترے گرد پھرا کرتا میں
کام آئی مری کچھ گردش تقدیر نہیں

ایک ہلکی سی نقاب آئینہ پر ڈالے ہوئے
بیحجاب آپ تو کیا آپ کی تصویر نہیں

دلمیں ہے درد مگر درد کی کیا انکو خبر
اب یہ ہے آہ مگر آہ میں تاثیر نہیں

نظریں ملتی ہیں مگر وہ نہیں ملتے مجھسے
آنکھیں لڑتی ہیں یہ لڑتی مری تقدیر نہیں

غزل ۱۵۶	ٹھیک ہے غالب و ناسخ کا یہ ارشاد فروغ آپ بے بہرہ ہیں جو معتقد میر نہیں	اشعار (۲۰)

غزل

آپ سنتے ہیں کسکی غیر ہیں کس دھیان میں
بھر گئی ہیں میرے نالوں کی صدائیں کان میں

خنجر و ابرو ہیں میرے قتل کے سامان میں
جھک رہے ہیں کچھ نہ کچھ کہنے کو انکے کان میں

یاد انکی قلب میں ہے قلب انکے دھیان میں
جان میری دلمیں ہے اور دل ہے میرا جان میں

یوں مزاحم ہیں بھی ہے مرحبا اے شوق وصل
دم نکل جائے اسی حسرت اسی ارمان میں

کرنے دے اسے ناامیدی مجکو عرض مدعا / کچھ نہ کچھ آخر مروت ہوتی ہے انسان مین

جان بھی دل بھی جگر بھی سر بھی صدقے آپ پر / لیجیے حاضر ہے جو کچھ ہے مرے امکان مین

کوستے ہو تم مجھے مین جان سے بیزار ہون / جو مجھے حسرت ہے تم بھی ہو اُسی ارمان مین

نالون مین ہو رہے ہین مشورے بیداد کے / آسمان جھک جھک کے کچھ کہتا ہے اُنکے کان مین

تم سدھارو گھر عدم کی راہ مین ہم صبح وصل / تم کسی سامان مین ہو ہم کسی سامان مین

کوس کر مجکو کہو شوخی سے پھر دشمن ترے / اسطرح تا یہ صدا پہنچے عدو کے کان مین

سرخ جیسے لب ہاے نازک نے کیا دل کو لہو / حسن سے رنگ ستم اچھا لگایا پان مین

غیر کی حسرت نہین مجکو تمہاری آرزو / غیر میری طرح تم بھی ہو کسی ارمان مین

تیری چشم شوخ مین تیر نگہ عالم نہان / بے ثباتی ہے جہان مخفی ترے پیمان مین

وصل مین گر عذر ہے تو ایک بوسہ ہی سہی / خیر دے سائل کو جو کچھ ہے ترے امکان مین

یون کسیکے وصل کی حسرت نہو دشمن کو بھی / دل لپٹ کر رہ گیا ظالم ترے پیکان مین

ناامیدی مین یہ پہلو ہے نیا تسکین کا / وصل سے بڑھکر ہے لذت وصل کے ارمان مین

سینے رو کا لاکھ پھر بھی چھن کے نکلا نور حسن / جھک کے کہتے ہین نقاب رخ کے گوشے کان مین

ذبح کرنے پر بھی جب غصہ کا عالم ہے وہی / کیون اُٹھا رکھو جو ہو کچھ اور بھی امکان مین

آپ جب باندھین بندھے جب آپ توڑین ٹوٹ جاے / نازکی ہے آپ مین یا آپ کے پیمان مین

غزل ۱۵۲ — وصف حیدر اور کوئی کر سکے کیا اے فروغ / کی ہے اُنکی مدح خود اللہ نے قرآن مین — اشعار (۱۵)

غزل

یوہین سکتے دل عشاق پہ جوبن کے بیٹھے ہین / پھر اُسی پر وہ قیامت کر رہے ہین تن کے بیٹھے ہین

سرہانے ڈھانک کر منہ وہ مرے مدفن کے بیٹھے ہین / کوئی جانے بڑا صدمہ ہوا یون بنکے بیٹھے ہین

بسے ہین وہ مری آنکھون مین ہین ہم اُنکی نظرون مین / وہ گویا بے تکلف سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

[illegible] شرم آتی تھی مجھی سے منھ چھپانا تھا
پھر اُس پر اور طرہ سامنے دشمنکے بیٹھے ہین

[illegible] کہ جیسے قتل ہی کرنا بھد کیا بنین
مری بزم عزا مین یون وہ بھولے بنکے بیٹھے ہین

کبھی کو قتل کرتے کاش یہ دیکھا نہین جاتا
عجب انداز سے سینہ پہ وہ دشمنکے بیٹھے ہین

کوئی [illegible] تو پوچھے تیغ کیونکر کل اُٹھائی تھی
جو میرے پھول اُٹھانے آج نازک بنکر بیٹھے ہین

بھلا [illegible] نکر تہ وہ اپنے حسن کی ادھیر [illegible] ہین
گلا لیکر مرا آگے مرے دشمن کے بیٹھے ہین

[illegible] قتل تو کیا بات کوئی کر نہین سکتا
چڑھا کر تیوریان غصہ سے وہ یون بنکر بیٹھے ہین

[illegible] تھے جو کیسے ہمارے دوست بنتے تھے
وہی تو آج مین پہلو مین جو دشمنکے بیٹھے ہین

[illegible] تو کل [illegible] سے نکلے تھے منہ ڈھلکے
وہی تو آج یہ منبر پہ واعظ بنکے بیٹھے ہین

[illegible] ساوی [illegible] سوگ نے اچھی نکالی ہین
وہ گویا بزم ماتم مین [illegible] بنکے بیٹھے ہین

[illegible] سے [illegible] کوئی کسطرح دیکھے
کہ جب پایا اُنھین پہلو مین وہ دشمنکے بیٹھے ہین

[illegible] نازکی ذاطرہ درد اُٹھانہ والا اُٹھا
بھلا اپنے میزبان ہین مہمان [illegible] بیٹھے ہین

[illegible] | فرخ اچھا ہین اسوقت اُنکی بزم مین جانا
یہ ہم دیکھ آئے ہین پہلو مین وہ دشمنکے بیٹھے ہین | اشعار (۱۸)

غزل

[illegible] تجھ [illegible] آئینا
کیا مرے دل مری آنکھون مین [illegible] ہین

[illegible] مین کعبے کے [illegible] رہتے ہین
[illegible] [illegible] ہین رہتے ہین

[illegible] کیا مین [illegible] سے یہ آئی آواز
کہ جیسے [illegible] ہین [illegible] ہین

[illegible] [illegible] نرگس [illegible] کی [illegible]
[illegible] ہین [illegible] ہین

[illegible] جلوہ [illegible] کسی کی
[illegible] ہین

[illegible] سے واپر [illegible] کسی کا [illegible]
[illegible] مری ارمان [illegible] ہین

[illegible] گردن سے زیادہ [illegible]
[illegible] رہتے ہین

دونون دشمن ہین تری چال ہو یا نیچی نظر
خاک آرام سے ہم زیر زمین رہتے ہین

تیری فرقت مین سنبھالیے نہ سنبھلے کیونکر
دل کہین اور ہی ہاتھ اور کہین رہتے ہین

پھر مری دست تمنّا کی خطا کو لسنی تھی
دیکھیے ہار بھی پھولون کے وہین رہتے ہین

لوحِ تربت ہی ترا نقشِ کفِ پا اے دوست
وہی اچھے ہین کہ جو زیر زمین رہتے ہین

کوستے ہین وہ مجھے چھیڑتا ہون مین اُنکو
کہ زبان اُنکی مرے ہاتھ کہین رہتے ہین

شوقِ دیدار مبارک ہو تجھی کو اے غیر
حیا جنے والونکی نظر مین جبین رہتے ہین

اُسپہ الزام لگاتی ہی نزاکت تیری
ہوش ہی مین جو شبِ وصل نہین رہتے ہین

لیجیے آگئے محشر مین بھی یہ دنیا سے
اک جگہہ آپکے بیتاب کہین رہتے ہین

اے فلک سنگِ حوادث سے نہ اس دلکو کچل
ناز پر وہ وہ امید نہین رہتے ہین

پھر ہوا حسن کے دریا مین تموج پیدا
آجکل ہم سے وہ پُر چین جبین رہتے ہین

کیا فروغ ایک زمانہ ہی ہمین کو کھٹا
شعلہ حسن ہین کیا تیرے ہمین رہتے ہین

ردیف واو

غزل ۱۵۹ — **غزل** — اشعار (۱۶)

مجکو یہ ڈر حشر کے ملنے مین رسوائی نہو
اُنکا یہ کہنا کہ جو کچھ ہو پہ تنہائی نہو

اچھی صورت تم پہ بھی آفت کوئی لائی نہو
جسکو تم شہرت سمجھتے ہو وہ رسوائی نہو

خود بخود فرطِ مسرت سے کھلے جاتے ہین زخم
تیغ اُٹھاتے وقت قاتل کو ہنسی آئی نہو

سامنے ہی پر کسیکو تو نظر آتا نہین
حسن خود ہی پردۂ چشم تماشائی نہو

مدعا ہے مجمعِ محشر غلط سمجھا ہون کاش
دل دھڑکتا ہی کہ دنیا تیری شیدائی نہو

لاش پر بھی آ کے منہ ڈھانکیگا وہ پردہ نشین
جان دینے پر بھی صورت اُسنے دکھلائی نہو

قدر ہوتی ہے نکلتا ہے جو کچھ دن چھپکے چاند
خو یہ اُس پردہ نشین کو بھی پسند آئی نہو

بیوفا مجکو کہے وہ اعتبار آتا نہین
طنز سے اُسنے عدو کی بات دہرائی نہو

ہو۔ دل مین میرے اُٹھتی ہے جو رہ رہ کر چمک
چٹکیان لیتی ترے جلوے کی رعنائی نہو

رخ بھی جھک جھک کے اب ہمپر ستم کرنیلگا
اُن نگاہون نے اسے یہ چال سکھلائی نہو

واے نادانی یہ کس سے ہے مجھے چشم وفا
آنکھ بھی وہ آنکھ جو دل لیکے شرمائی نہو

نازکی لائی کہانسے اسقدر ہلکی نقاب
گر میسر پردۂ چشم تماشائی نہو

لو بس اب ہنس دو کہ یہ فقرہ نہین چلتا ہوا
وصل کی شب نیند شوقِ وصل مین آئی نہو

ہین وفورِ رنج سے چپ وہ متانت سے خموش
حسن نے اُنکو ادائے عشق سکھلائی نہو

نیچی نظرونکا زبان خلق پر مذکور ہے
یہ حیا کیسی کہ جسکو شرم رسوائی نہو

غزل ۱۷۱	اپنے دامن شوق کی نظرین ہین پھیلائے فروغ حسن کے سائل کہین چشم تماشائی نہو	اشعار (۱۶)

غزل

دولت دیدار سائل نے کہین پائی نہو
روزن در آپ کا اور آنکھ دکھلائی نہو

دیکے الزام وفا پھر ہنسکے یہ بھی کہدیا
ڈالدو چادر لحد پر روح شرمائی نہو

اسقدر لبریز حیرت ہے کہ ہوتا ہے گمان
وقت زیب آئینہ چشم تماشائی نہو

بیقراری اور شوخی کی تو لفظی بحث ہے
اُن نگاہونکو ادا دلکی پسند آئی نہو

مرنیوالے مرکے نام عشق زندہ کر گئے
منہ نہ کھلواؤ یہ کچھ نازِ مسیحائی نہو

کون چار آنسو بہائے گا ہماری قبر پر
جسکو سمجھے ہو گھٹا وہ بیکسی چھائی نہو

وصل کی شب کب یہ غصہ مین ہے ماتھے پر شکن
حسن کے دریائے بے پایان مین لہر آئی نہو

سنتے ہین اک موج سے ہاتون بڑھا دریائے حسن
اُٹھکے خواب ناز سے لی تمنے انگڑائی نہو

وہ سخن میرا ہی جس پر ہوتے ہین سو اعتراض ۔ بات وہ دشمن کی ہی جو تمنے جھٹلائی نہو
ضبط کرنے مین یہ مشکل ہی گھٹا جاتا ہی دم ۔ نالے کر لے مین یہ ڈر ہی انکی رسوائی نہو
یاس کہتی ہی کرینگے وہ بھلا اقرارِ وصل ۔ شرم کہتی ہی کہین لب پر ہنسین آئی نہو
اک نفس آئینہ آہن مین ہو جس کا اثر ۔ ایک نالہ ان بتون مین جسکی شنوائی نہو
اُنکا یہ دعوےٰ حیا ہی رونقِ بازارِ حسن ۔ میرا یہ کہنا کہ اس پردے مین رسوائی نہو
وصل کے رکھنے مین یہ عذر ہمکو تو ہی خلوت پسند ۔ اور یون ملنے مین ہی یہ شرط تنہائی نہو
وہ یہ کہتے ہین مری فریاد کرنا حشر مین ۔ مین یہ کہتا ہون بھری محفل مین رسوائی نہو

غزل ۱۶۱	آپکا طرزِ سخن سب سے الگ ہی اے **فروغ** یہ زبان اور یہ طبیعت اور نے پائی نہو	اشعار (۴۰)

غزل

خفا ہون آپ ذکرِ وصل پر ہی جب تو پھر کیا ہو ۔ مری قسمت خوشی کی بات مین بھی غم پیدا ہو
زیادہ گر نہو تو اعتبارِ عشق اتنا ہو ۔ تمہین مجھپر بھروسا ہو مجھے دلبر بھروسا ہو
ہمارا ساقیِ گلرو ہو ہم ہون دورِ صہبا ہو ۔ زمین پر سبزہ پھیلا ہو فلک پر ابر چھایا ہو
مین کہتا ہون کوئی مر جائے فرقت مین تو پھر کیا ہو ۔ وہ کہتے ہین مجھے مطلب بلا سے میری اچھا ہو
محبت مین خطا کچھ میرے دل کی ہی نہ آنکھونکی ۔ تری کافر جوانی خود یہ کہتی ہی مجھے چاہو
وہان اک دل لگی ہی وعدہ کرنا اور مکر جانا ۔ یہان یہ شرم کب تک جیتے جی وسے کوئی جھوٹا ہو
گلا سفاک سے کیا ہی پڑے تلوار اگر اوچھی ۔ مری قسمت ہی مین کب تھا کوئی زخم برا ہو
شبِ وصلِ عدو سے سو نہ اسلیے چونک چونک اٹھین ۔ برے نالو زمانہ مین تمہارا بول بالا ہو
دمِ آخر وہ بیٹھے ہین سرہانے مین یہ کہتا ہون ۔ خدا رکھے تمہین دنیا مین تم ہو اور دنیا ہو
اثر ہی پستی و رفعت مین یکسان داغِ الفت کا ۔ اگر ڈوبے تو یہ ناسور ہو ابھرے تو چھالا ہو
یہ مانا تو نہ آفت کا ہی تیری نیچی نظرون مین ۔ نہ روکو ان مین نگاہِ یاس کو اپنی تو پھر کیا ہو

اُٹھا رکھا تو ہے دیدار کے وعدے کو محشر پر
مزا جب ہے خدا کے سامنے بھی کوئی جھوٹا ہو

غرورِ حسن اجازت آنکھ اُٹھانیکی نہین دیتا
سویرے اُٹھکے اُسنے آج آئینہ نہ دیکھا ہو

کرو عہدِ وفا یا دل ہمارا پھیر دو ہم کو
خدا کیواسطے کیون ہو گئے چپ سوچتے کیا ہو

یہ سر حاضر ہے کھینچو میان سے تلوار ادھر آؤ
کسی کی جان جائے پر تمہارا دل نہ میلا ہو

دمِ آخر چلے آؤ تو جیدا بھی اُتر جائے
مرا وعدہ برابر ہو تمہارا قول پورا ہو

ارے بیدرد اُٹھکر تیرے در سے وہ کہان جائین
نہ دُنیا مین کہین جن بیٹھکانون کا ٹھکانا ہو

اُنھین مجبور سے ملنے کا بہانا ہو گیا اچھا
کسی دن مین یہ کہہ بیٹھا تھا تم ہو اور دُنیا ہو

غزل ۱۶۲	بُری ہو یا غزل اچھی **فروغ** اس سے نہین مطلب نہ فرصت ہو مگر تعمیلِ ارشادِ احبا ہو	اشعار (۱۸)

غزل

کان جو سُنتا رہین جسکے دل تک سخن ایسا تو ہو
چومنے کو جسکے جی چاہے دہن ایسا تو ہو

وصل کے انکار سے بے چینی ہوئی قلب مین
بیٹھ جائے دل مین عاشق کے سخن ایسا تو ہو

اسکی عارض پہ سُرخی پڑگئی جس کی لطف سے
نازنین ایسا تو ہو نازک بدن ایسا تو ہو

تیرے سینہ سے کلیجہ بھی کھینچ آئے دل کے ساتھ
ہان اشارہ اسنے نگاہِ سحر فن ایسا تو ہو

رشک سے کرنے لگین گل چاک چاک اپنی قبا
خونچکان تیرے شہیدون کا کفن ایسا تو ہو

ایک وعدے پر نہ آکر مجکو دوہرا غم دیا
توڑ ڈالا دلکو بھی پیمان شکن ایسا تو ہو

ہو رہا ہے شک جو کچھ بھی کہتا ہون پر مجھے
کھل رہے ہین مسکرا کر حسن ظن ایسا تو ہو

سُنکے میرا قصۂ غم وہ اُٹھے دل تھام کر
کچھ نکہہ ہو دم بھی جسمین سخن ایسا تو ہو

جسمین کوئی ارمان نکلا دل تڑپ کر رہ گیا
ہو گرِ رنج و غم و درد و محن ایسا تو ہو

برقِ تربت پہ دلکو دھوپ جسکو چاندنی
ناتوانون کا ترے ہلکا کفن ایسا تو ہو

نکلے نالون کو مرے تم بھی خفا ہونے لگے
بول اُٹھے بت بھی اعجازِ سخن ایسا تو ہو

نیند بھی آتی ہی سب سوتے ہین وہ انیڈ انیڈ کر / خوابمین بھی جو نجائے بانکپن ایسا تو ہو
راتدن خاموش ہو ہمین خیال رخ کی یاد مین / مہر لب ایسی تو ہو قفل دہن ایسا تو ہو
تنکے چلنا چلکے جھکنا جھک کی کھینچنا کھینچ کر / تیغ قاتل مین جب معشوق پن ایسا تو ہو
دیکھلے تجکو بیٹ جاؤن مین فرط خوشی / بیخودی ایسی تو ہو دیوانہ پن ایسا تو ہو
تیرے کشتے کو ترا میلا دوپٹہ چاہئے / رشک آئے جس پہ مردون کو کفن ایسا تو ہو
وہ ہمین آتے شب وعدہ تو آتی موت ہی / گر نہ ایسا ہو تو اے چرخ کہن ایسا تو ہو

غزل ۱۲۴۳	واہ نکلے اہل محفل کی زبان سے اے فروغ سننے والونکو پسند آئے سخن ایسا تو ہو	اشعار (۲۵)

غزل

مجمع اندوہ و غم مین مضطرب دل کیون نہو / دشمنون مین کوئی گھر جائے تو مشکل کیون نہو
کوئی ہوا ہمین کلیجہ کیون نہو دل کیون نہو / جو ہو دہلو مین وہ درد و غم کے قابل کیون نہو
جیاتے جی سامان ہی کیا آخر پئے اخفائے راز / گرد غم ہی پردہ دار حسرت دل کیون نہو
غیر سے ہی اُس ستمگر کے تغافل مین یہ بھید / ظلم کرنا ہو جس پر اُس سے غافل کیون نہو
منتین قاتل کی کیون کرنا پڑین اے شوق قتل / پر اثر ایسی نگاہ یاس بسمل کیون نہو
آرزوئے قتل ہو یا التجائے وصل ہو / جو مجھے آسان ہو وہ انکو مشکل کیون نہو
دھیان اتنا ہی انھین دعوے مسیحائی کا ہی / شاد قتل غیر سے ورنہ مرا دل کیون نہو
عکس تیرا ہی بھی آئینہ مین کیسے یہ ناز / گھر سے باہر آکے پھر تیرے مقابل کیون نہو
اب کھلا قرب رگ گردن کوئی ہی جلوہ گر / سرنگون پاس ادب سے تیغ قاتل کیون نہو
رحم کھاکر ہجر مین جسکو نکالا موت نے / وہ کسی کی جان کیون ہو حسرت دل کیون نہو
قیس کو بھی اپنے دلبر ناز ہی اے ساربان / جس مین پوشیدہ رہے لیلی وہ محمل کیون نہو
ہجر مین دشوار جینا موت کا آنا محال / آدمی کے واسطے ہر طرح مشکل کیون نہو

اُسکی بھی ترچھی نگاہین ہین ادھر آئینہ مین
عکس تیرا ہی تو ہی تیرے مقابل کیون نہو

بیخبر ہو مین خود اپنے حال سے کسکا گلا
جب وہ میری جان ہی پہر مجھسے غافل کیون نہو

ہون کسکی یاد سے اے رشک جب دو ین صحبتین
غیر دشمن کسطرح پہر حالتِ دل کیون نہو

وصل مین کھلتی ہے چشمِ شوخ سے اُنکی حیا
درمیان ہین آنکھ ہی کا پردہ حائل کیون نہو

غیر کی ضد سے لگائے جب کوئی مجکو گلے
وہ سکون کمبخت بیتابی مین داخل کیون نہو

موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہئے
جان دینا بھی ہجومِ غم مین مشکل کیون نہو

آپ ہی ہنسنے حسینونکی نگاہین عادتین
جسکو ہم دلبر کہین وہ طالبِ دل کیون نہو

وہ خیالِ غیر مین پہرتے ہین اتراتے ہوئے
وصل کی شب ہجر کی راتو مین شامل کیون نہو

شرم سے ڈالا ہے اک ہلکا سا پردہ آج بھی
وصل مین اُنکی نگاہِ ناز حائل کیون نہو

وصلین اب اضطرابِ شوق کا باعث کھلا
جب چلین یون تیر نظرونکی تو بسمل کیون نہو

وار بیٹھا دیتا ہے قاتل کے رُخ کا آئینہ
پاس کی برچھی نگاہِ نیم بسمل کیون نہو

پاس اُسکی شرم کا ہے مجکو وقتِ قتل بھی
خون کی چادر نقابِ روئے قاتل کیون نہو

غزل [illegible]	کاٹ سے شمشیرِ قاتل کے اسے دیتی ہے فروغ حالِ پرواز رنگِ روئے بسمل کیون نہ ہو	اشعار (۱۳)

غزل

جان عاشق ہو تو پہر جان کے خواہان کیون ہو
آپ ہی اپنے عدو ہائے مری جان کیون ہو

دلمین مہمان کسیکے ترا ارمان کیون ہو
اور جو ہو بھی تو عدو کا دلِ ویران کیون ہو

آئینہ دیکھ کے تیوری کا چڑھانا کیسا
مگر اتنا بھی کوئی حسن پہ نازان کیون ہو

اُسکی تم جان ہو اور چاہتے ہین سب تمکو
غیر کی جان کا پھر کوئی نہ خواہان کیون ہو

اپنے مرنیکا نہین رنج یہ غم اس کا ہے
ہائے گیسو کسی کافر کا پریشان کیون ہو

تم عبث بجان ہو سب جان کے اپنی مختار
مین کہون کیون کہ مری جان کے خواہان ہو

ہوگئین ہنجو دیئے دل سے خطا مین شب وصل
لو ادھر آؤ خفا مجھ سے مری جان کیون ہو

لاش اُٹھانے کی بھی امید کا خون ہوتا ہی
قتل کرکے مجھے اب کوئی پشیمان کیون ہو

قصہ طور جو سُنتے ہین تو فرماتے ہین
پیچ تو ہی پھر کوئی دیدار کا خواہان کیون ہو

منہ کو ڈھانپے ہوئے مقتل مین عبث آئے ہو
قتل کرنا ہی تو پہلے سے پشیمان کیون ہو

کچھ تو سمجھو مری جان کون ہی نادان نہ بنو
ہوش مین آؤ مری جان کی خواہان کیون ہو

وہم آتا ہی مری لاش نکر دفن یہان
نام کوچہ کا ترے گور غریبان کیون ہو

ہین علی عقدہ کُشا اپنے غلامونکے **فروغ**
مشکلین پڑ جو گئی ہون تو ہراسان کیون ہو

غزل ۱۶۵ — اشعار (۱۱)

غزل

دکھائے گر ذرا بھی قیس جذب عشق کامل کو
یقین ہی کھینچ لائے نجد مین لیلیٰ کے محمل کو

نحیف و ناتوان وہ ہون کہ راہ عشق جاتا ہین
اُٹھایا اک قدم مینے کیا طے ایک منزل کو

الٰہی کس ادا پر اسکی پروانے ہین پروانے
سوار ہونیکے آتا ہی جلا کیا شمع محفل کو

سب اہل بزم ہین پژمردہ خاطر اُسکے اُٹھنے سے
لیئے جاتا ہی وہ گل ساتھ اپنے رنگ محفل کو

نچھاور مین کرون تارے ترے رخسار کے تل پر
تصدق مین کرون عارض پہ تیرے ماہ کامل کو

صدا آتی ہی بعد ذبح بھی حلق بریدہ سے
خدایا حشر مین رسوا نہ کرنا میرے قاتل کو

ادھر تو سخت جانی ہی اُدھر وہ دست نازک ہی
خدا ہی آج رکھے آبروئے تیغ قاتل کو

تعجب ہی کہ میرے رنج سے واقف نہو کوئی
محبت مین سُنا ہی ہوتی ہی دلکی خبر دل کو

ہوئی روز ازل تقسیم جسدم شادی و غم کی
تبسم پایا غنچون نے ملا نالہ عنادل کو

بھی پیک اشک آنکھوسنے جو بہتا بانہ آتا ہی
لیئے جاتا ہی یارب کون [illegible] دل کو

فروغ آرام کب پایا ہوا ہون جب سے مین پیدا
دیا ہی رنج اُٹھانے کے لیئے حق نے مجھے دل کو

غزل ۶۹ | غزل | اشعار (۲۰)

ہنس ہنس کے اسطرح کوئی پھر ہم سخن نہو / کچھ بات بن نہ آئے جو دیوانہ پن نہو

مین شاد ہون نہین ہی تمہارے دہن نہو / اچھا تو پھر رقیب سے بھی ہم سخن نہو

اے رشک دل تڑپ گیا قاصد کی بات سنے / اسکی زبان پر کہین اُن کا سخن نہو

ہی عذر بوسہ دینے مین باتین سنا کے بھی / اچھی کہی زبان تو ہو اور دہن نہو

سمجھا ہے باغبان جو ہوئی باغ مین سحر / پھیلا ہے اُڑ کے رنگ رُخِ یاسمن نہو

دولہا بنا لباس لہو سے جو تر ہوا / اتنی بھی کیا شہید پہ تیرے پھبن نہو

سینے مین کیون یہ ہوک سی اُٹھتی ہی درد کی / کچھ ڈھونڈھتی کوئی نگہ سحر فن نہو

نازک بھی ہو اُٹھاتے بھی غیرون کا ہو مزاج / سمجھے کوئی حسین کہین طعنہ زن نہو

مین اور دل لگا کے سنون باتین غیر کی / دھیان آگیا حضور کا طرزِ سخن نہو

کیا کیا چٹک کے بلبلون کو دیتے ہین جواب / ان پھولون سا بھی کوئی دریدہ دہن نہو

مین ناتوان ہون لاش ہو عُریان مری دفن / شاید مجھے تحملِ بارِ کفن نہو

دل مجھ سے جان دینے کو کہتا ہی ہجر مین / در پردہ تو یہ اور کسی کا سخن نہو

یہ رشک ہی تو دل کی تسلی بھی ہو چکی / میری زبان پر بھی کسیکا سخن نہو

جنکو ہلاک تیغ تغافل سے تو کرے / اُنکو نصیب غسل نہو اور کفن نہو

دین غیر اور آکے تسلی فراق مین / غم ہی اشارۂ نگہ سحر فن نہو

ہون خالِ رُخ کی یاد مین کچھ کچھ ابھی خموش / پر فکر ہی کہ بڑھ کے یہ قفلِ دہن نہو

کرتے ہو تم وہ بات جو دنیا سے ہو الگ / چلتے ہو تم وہ چال کہ جس کا چلن نہو

غصہ بھی ہی کہ پوچھتا ہی غیر حالِ دل / پھر شاد بھی ہون مین کہ تمہارا سخن نہو

اسکی بھی فکر بھیجون مین کوئی پیام بر / اس کا بھی رشک اُسنے کوئی ہم سخن نہو

کیونکر جلا سکے آتشِ دوزخ نہ ای فروغ

اُس دلکو جس مین دوستیِ پنجتن نہو

غزل ۱۶۷ — غزل — اشعار (۲۰)

اچھا چلو ہمین سہی چھوٹے خفا نہو
کرتے ہین ایسا وعدہ ہمین جو وفا نہو

اے چرخ غیر پر وہ بہت مہربان ہین
ہی لطف منقلب جو کہین اب زمانا ہو

بغضِ عدو بھی دلمین نہ آئے شبِ وصال
بس اور کوئی میرے تمہارے سوا نہو

لونگا بلائین ہاتھ جو سینے بڑھائے ہین
چھوتا نہین ہون پھول سے عارض خفا نہو

آئے ہو لاش پر تو نہ آنسو نکلنے پائین
صحبت یہ وہ گھڑی کی کہین بے مزا نہو

سحکو مزاج غیر اُٹھانے مین عذر کیا
ڈر یہ ہی کچھ سمجھ کے تمہین پھر خفا نہو

احباب ہجر مین نہ تڑپنے سے میرے شاد
مجکو یہ فکر درد کو ایذا ذرا نہو

فرماتے ہین وہ ہنسکے زمانے کو دیکھئے
الزام مجھپہ کیا جو کسی مین وفا نہو

سے درد سے لکے ساتھ جگر بھی تڑپ گیا
اتنا بھی چٹکیون مین کسیکی مزا نہو

تعذیر دیکے ہاتھون سے اپنے حضور نے
اچھی کہی کہ دیکھ کبھی پھر خطا نہو

ہین روز وصل دلکا بھی شکوہ نہ کرسکا
چپ ہو رہا کہ یہ بھی کسیکا گلا نہو

سہمے ہوئے وہ گورِ غریبان مین آئے ہین
کم سن ہین ڈر یہ ہائین کوئی جاگتا نہو

سنئے تو کچھ فراق کا قصہ بیان کرون
کھٹیے تو آج کچھ گلہ دوستانا ہو

ہین اُنکے میری لاش پہ نشتر سے کم نہین
کہتے ہین روئے جسکا کوئی ہو وفا نہو

سچ پوچھئے تو عیش کا باعث ہی رنج ہے
مرتا نہو تو جینے کا بھی کچھ مزا نہو

ہمکو تو اُنکی منتین کرنیسے کام ہے
ہمین کوئی خطا بھی ہماری ہو یا نہو

مرنا مرا حسینونپہ بیکار تو نجائے
کیا خوب ہے یہی جو قضا کو بہانا ہو

اس ڈر سے چاہتا نہین اپنا بھلا بھی مین
برگشتہ بخت ہون مرے حق مین برا نہو

ہاتھ اُنکے میری لاش اُٹھانیسے سرخ ہین
غیرونکو ہے گمان کہ رنگِ حنا نہو

اشعار (۱۹)	کیون زندگی عزیز ہی دنیا کو اے فروغ معشوق کیا وہی ہی کہ جسمین وفا نہو	غزل ۱۶۸

غزل

تڑپون مین کیا خیال ہی ایذا زا نہو — پردہ مین درد کے کوئی دلمین چھپا نہو

لو ہم برے رقیب بھلے تم خفا نہو — یہ باتین جلانے کو کہین حجت سوا نہو

بہتر عدو کی سمت سے بھی دل ہی مطمئن — اچھا اگر نہین ہی کسیمین وفا نہو

ظالم تری جفا سے نہ ٹوٹیگا میرا دل — کیون ہنس رہا ہی یہ ترا عہد وفا نہو

کچھ سوچکر تمہارے بگڑنے سے خوش ہون مین — مجکو تو جب ملال ہو جب تم خفا نہو

مشہور خوب ہو گئے پردے مین شرم کے — تسا بھی بیحجاب کوئی دوسرا نہو

سمجھے بوجھے دلکے تڑپنے پہ یہ ہنسی — اے شوخ اسمین بھی کوئی تیری ادا نہو

روز جزا بھی اب کوئی فریاد کر چکا — جب ڈر یہ ہی وہان بھی ترا سامنا نہو

مرتا ہو جو تری خفگی کی اداؤن پر — کیونکر وہ زندگی سے بھی اپنی خفا نہو

ہمنے کسیکی حشر مین صورت تو دیکھ لی — اب ہو خدا کے سامنے انصاف یا نہو

ہم سے وہ آنکھ بھی جو ملاتا نہین کبھی — تو غیر کی نظر مین سمایا ہو یا نہو

مین تھام لون کلیجہ کو پہر تم سدھارنا — کسکی مجال ہی کوئی روکے خفا نہو

اچھی سنائی یہ مرے حاضر جواب نے — ہم مین جفا نہو تو کسی مین وفا نہو

اے وصل تجھپہ صبر مرے شوق دید کا — کھٹی ہی انکی شرم کہ اب سامنا نہو

وہ وہ گھڑی کو آکے یہ فکر او دیکھیے — وعدہ کسی کا تو کہین یاد آگیا نہو

بیزار زندگی سے ہون مانگو ہو تم — دیکھو کہین مرے لیئے یہ بھی دعا نہو

کچھ اب تو چشم غیر کے تیور غضب کے ہین — کم بخت کی نگاہ ہو نہین کوئی رہا نہو

رکھیے سنبھل کے پاؤن ہمارے مزار پر — ایذا کہین دکھے ہوئے دلکو سوا نہو

غزل ۱۶۹

کمبخت بیخودی بھی غضب کرگئی **فروغ**
کیا لکھ گیا مین کاش کسی نے سنا نہو

اشعار (۲۵)

غزل

کہین جانا جو نہین ہے تو سنورتے کیون ہو — کھدیا نیچی نگاہون نے مکرتے کیون ہو
زلف کہتی ہے بکھر کر کسی رُخ پر شب وصل — حشر تک صبح نہین ہونیکی ڈرتے کیون ہو
آپ ہی آئینہ مین دیکھئے اپنی صورت — مجھ سے کیون پوچھتے ہین آپکے ڈرتے کیون ہو
جلوۂ حسن سے خود آنکھ جھپک جائے گی — رُخ سے پردہ کو اُٹھاتے ہوئے ڈرتے کیون ہو
فاتحہ میری لحد پہ نہ پڑھو پھیر کے منہ — مرنیوالے سے تم اب ناز یہ کرتے کیون ہو
اُسکا زد پاسِ نزاکت ہے گلے سے تو لگاؤ — دل بیتاب ٹھہر جائیگا ڈرتے کیون ہو
گر نہی غیر کے مرنے کی خوشی بھی تمکو — ایسی باتونکا بھلا ذکر ہی کرتے کیون ہو
بسملونکو ہے سدا تیری ملاحت کا خیال — یہ کہے کون نمک زخمون مین بھرتے کیون ہو
جان دے کوئی کس امید پر آخر ظالم — تو نے اتنا بھی نہ پوچھا کبھی مرتے کیون ہو
بدگمان کیون ہو مین پھر جان ہتھین پر دونگا — میرے مردے کو جلاتی ہوئی ڈرتے کیون ہو
کشمکش مین نہ محبت کو تم اپنی ڈالو — دلکو میرے غم و اندوہ سے بھرتے کیون ہو
یادِ عارض مجھے دیتی ہے شب غم تسکین — لو ابھی صبح ہوئی جاتی ہے ڈرتے کیون ہو
خاک قدمونسے جو لپٹے گی بھی تو کیا ہوگا — تم مری قبر پہ آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو
دل ہے بیتاب کہین تمکو اذیت تو نہو — دستِ نازک کو مرے سینہ پہ دھرتے کیون ہو
آپ ہی کرتے ہین وہ ترچھی نظر سے بسمل — آپ ہی پوچھتے ہین مجھسے کہ مرتے کیون ہو
یاس کہتی ہے وہ بگڑے ہین تو سب بگڑے ہین — پھر خوشامد ملک الموت کی کرتے کیون ہو
قہر تو دلکو ہلاتا ہے گنہگارون کے — اُسکی رحمت یہی کہتی ہے کہ ڈرتے کیون ہو
التجا موت کی بیکار ہے کہتی ہے امید — منتین اتنی اُنھین کی نہین کرتے کیون ہو

قہر کا توڑ تمہاری ہی نگاہون مین تو ہے
تم مرے سامنے آتے ہوئے ڈرتے کیون ہو

ہے تو سینے سے لگا لینے کا اک پہلو ہی
کیون کہون وصل کی شب اُٹھتی کہ ڈرتی کیون ہو

اُنکا تو رحم بھی خالی نہین بیدردی سے
پوچھتے بھی ہین تو یہ نازسے مرتی کیون ہو

جھوٹ سمجھے ہو اگر تم مرے مرنے کی خبر
گیسو ونسے تو یہ پوچھو کہ بکھرتے کیون ہو

کیا مری آہو نسے تمنے بھی رسائی سیکھی
سبنکے ارمان مرے دلمین گذرتی کیون ہو

وہ بڑہاتے ہین مرے سوگ مین زیور اپنا
سادگی کے یہ اشارے ہین سنورتے کیون ہو

اشعار (۱۶)	پڑ گئی چوٹ محبت کی کہین دلپہ فروغ (تخلص) ٹھنڈی سانسین نہین رہ رہکے یہ بھرتی کیون ہو	غزل نمبر ۱۷۰

غزل

زلفون مین آپکی دلِ اندوہگین نہو
مین جسکو ڈھونڈھتا ہون وہ ظالم نہین نہو

آئینہ مین خود اپنے مقابل تمہین نہو
اپنی نظر کا آپ نشانہ کہین نہو

شوخی حیاے نقشِ قدم سے ہی منفعل
چھپکر گیا ادھر سے کوئی شرمگین نہو

کہتے بھی ہو وہ بات جو آئے نہ ذہن مین
کرتے بھی ہو وہ عہد کہ جسکا یقین نہو

دیکھو تو چلکے کوچۂ جانان کو واعظو
دُنیا مین جو ہے وہ ہی جنت کہین نہو

اقرارِ عشقِ غیر بھی وعدیکے ساتھ ہی
کسکا مجھے یقین ہو کس کا یقین نہو

آیا ہے آج حرفِ تمنا زبان پر
پہلے پہل کی بات پہ دیکھو نہین نہو

وعدیپہ قسمین کھاکے کہا منہ کو موڑ کر
اب بھی جو اعتبار کسی کو نہین نہو

غصہ کے پردہ مین ہے خوشی ہونہ روزِ وصل
موجِ تبسم آپ کی چینِ جبین نہو

کرتے بھی ہو وہ عہد جو ناپائدار ہو
ہوتے بھی ہو خفا جو کسی کو یقین نہو

مہ پارہ ہین حسن کے ہین ستارے ملے ہوئے
ممکن نہین فلک پہ دماغِ زمین نہو

دو دشمنونکے بیچ مین اک جانِ ناتوان
یارب یہ آسمان نہو یا زمین نہو

چھپی ہوئی نگاہ بھی کچھ کھو رہی ہے اور — کیونکر عدو کی بات کا مجھکو یقین نہو
بارِ گران عشق مین لیکر ہوا ہون دفن — خم آسمان کی طرح سے پشتِ زمین نہو
جاتے ہو کیون کسیکی عیادت کو وقتِ نزع — نوکِ سنان کہین نگہہ واپسین نہو
ڈرتا ہون آسمان کو بھی کہتے ہوئے برا — یہ بھی ستم شریک کسیکا کہین نہو

غزل ۱۷۱

قاصد ضرور آئیگا جاکر کسی کے پاس
یہ اسے فروغ میرا دمِ واپسین نہو

اشعار (۱۴۶)

غزل

اے درد اگر مرا دلِ اندوہگین نہو — تیرا جہان بھر مین ٹھکانا کہین نہو
انکو گلے نہ ملنے کا حیلہ کہین نہو — میرا عدو مرا نفسِ آتشین نہو
رحم آنہ جائے موت کو مجھپر یہ خوف ہے — چار آنکھ میری انکی دمِ واپسین نہو
چادر سے منہ چھپائے ہوئے ہے مزار بھی — قاتل مرے کوئی نگہہ شرمگین نہو
الفت سے تیری ہر رگ و پے مین اثر کیا — کیا ڈھونڈھ بھی درد ہر کہ کہین ہو کہین نہو
شوخی کی لاکھ ادا ہین نثار اک حجاب پر — وہ آنکھ آنکھ ہی نہین جو شرمگین نہو
آئے وہ غم مرے دلِ اندوہناک مین — دنیا مین اور جسکا ٹھکانا کہین نہو
ڈرتے ہین آپ دیدۂ مشتاق سے عبث — حسرت بھری نظر نگہہ واپسین نہو
وہ حسن حسن ہی نہین جو ہو نہ دلفریب — وہ بات بات ہی نہین جو دلنشین نہو
وہ انکا دیکھنا وہ مرا دل کا تھامنا — برچھی لیئے اٹھی نگہہ شرمگین نہو
جب درد اٹھا تڑپ گئے ہم اس خیال سے — جانیکا قصد دل سے ہمارے کہین نہو
اقرار ابتو کرتے ہین وہ عشقِ غیر کا — اے کاش انکی بات کا مجکو یقین نہو
اے دوست اعتبار ترے وعدے کا ہی ہو — گر اپنی زندگی پہ بھروسا [illegible]

جو خویش ہی ہو قوت بازو بھی ہو فروغ

کیا خوب مصطفےٰ کا وہی جانشین نہو

ردیف ہائے ہوز

غزل ۱۷۲ — غزل — اشعار (۱۲)

غصہ ہی کیون تمہین مری آہِ رسا کیساتھ
کچھ خیر ہی کہ لڑتے ہواب تم ہوا کے ساتھ

دلسے دھوان نکلتا ہی آہِ رسا کے ساتھ
جسطرح ابر اُٹھتا ہی اکثر ہوا کے ساتھ

سُنتی تھی قافلہ مین جو لیلی بگوش دل
آوازِ قیس آتی ہی بانگِ درا کے ساتھ

صحت ہو کسطرح ترے بیمار کو نصیب
پرہیز ہی اثر کو دعا و دوا کے ساتھ

مرنیکی میری ہو جو خبر اُن کو کیا عجب
ہو جایئن دو قدم مرالاشہ اُٹھا کے ساتھ

دیکھا ہی اسطرف جو کبھی مڑ کے یار نے
بجلی گرائی ہی نگہہ سرمہ سا کے ساتھ

جھرمٹ مین خوبرو نکے رھتا ہی رات دن
تارون کا ہی ہجوم مرے مہ لقا کے ساتھ

دل کھول کے جو نالے شبِ ہجر مین کئے
ارمان سب نکل گئے آہِ رسا کے ساتھ

آہو نسے میری یون ہوا برہم مزاجِ یار
جسطرح بوئے گل ہو پریشان ہوا کے ساتھ

دیکھا کبھی جو رنگ خزان کا بہار مین
سُنبل کے ہوش اُڑ گئے بادِ صبا کے ساتھ

مین آہین سرد بھرتا ہون سورھئے شوق سے
آئیگی نیند آپکو ٹھنڈی ہوا کے ساتھ

باقی رہیگا نام مرا حشر تک فروغ
ہی مجکو ادعائے تلمذ لبتا کے ساتھ

غزل ۱۷۳ — اشعار (۱۰)

غزل

کیونکر نہ دلکو عشق ہو درد و الم کے ساتھ
ہی لطفِ زیست بھی انھین دو نونکے دم کے ساتھ

جانا تھا تمکو گورِ غریبان مین کیا ضرور
لپٹی ہوئی ہی خاک یہ کسکی قدم کے ساتھ

نا رقیب ہی کو ہی خو تو اُن کی سہے
اچھا وہ دیکھتے تو ہین چشمِ کرم کے ساتھ

دیکھون نہ سوگوار اُنھین مرگِ رقیب مین
یارب نہ میرا عیش مبدّل ہو غم کے ساتھ

اتنا تو میرے بعد وہ کہتے ہین غیر سے
بس خاتمہ وفا کا ہوا اُسکے دم کے ساتھ

بولے نقاب اُٹھا کے وہ عاشق کیوقت نزع
اچھا یہ آرزو بھی نکلجائے دم کے ساتھ

ہمراہ میرے غیر کو بھی قتل کرتے ہین
کیا لطف ہی ستم بھی ہی اُنکا کرم کے ساتھ

اسکو وہ رنج دینگے مرے بعد اے رقیب
تیرا خیال بھی ہی اُنھین میرے دم کے ساتھ

کیونکر نکالون دل سے مین ارمان شبِ وصال
پالا ہی مدتون اسے ناز و نعم کے ساتھ

غزل ۱۷۴	لکھین گے ہم جنون مین بھی خطِ یار کو فروغ گو ہاتھ بھی قلم ہون ہمارے قلم کے ساتھ	اشعار (۱۷)

غزل

پھرتا ہی میرے حلق پہ خنجر نظر کے ساتھ
کیا قطع ہو رہی ہی مروت بھی سر کے ساتھ

پھیری اگر نگاہ تو دل ٹوٹ جائیگا
وابستہ ہین امیدین بھی تارِ نظر کے ساتھ

سمجھا ہون آسمان کے ارادیکو خوب مین
قدمونپہ جھک رہا ہی ترے تیر سر کے ساتھ

خود درد کے بہانہ سے لیتے ہو چٹکیان
اچھا سلوک کرتے ہو قلب و جگر کے ساتھ

دم بھی تو ہو رہا ہی خفا مجھ سے ہجر مین
دُنیا پلٹ رہی ہی تمھاری نظر کے ساتھ

تنہا مرے سوا نہین کوئی فراق مین
ارمان دل کے ساتھ ہی سودا ہی سر کے ساتھ

دو بوند خون تیر سے تیرے کیا عزیز
اس جرم مین شریک ہی دل بھی جگر کے ساتھ

سینے سے وصلکے مٹ گئے ناسورِ عشق بھی
کتنے ہی گھر تباہ ہوئے اک گھر کے ساتھ

پیری مین داغِ عشق بھی دل کی طرح بجھے
گل ہو گئے چراغ بھی شمعِ سحر کے ساتھ

ہو شوخیِ نگاہ سے غافل نہ وقتِ ذبح
پلٹے کہین نہ تیغ بھی تیری نظر کے ساتھ

سہتا ہون جو مین ہجر کی صبحِ شبِ وصال
پڑتی ہی موگری مرے دل پر جگر کے ساتھ

پہنچا سنے جاتی ہے اُلجھن صبح شبِ وصال
نکلی ہے روح تن سے طلوعِ سحر کے ساتھ

کرنا نہ اعتبار تم اپنی نگاہ پر
ہے رستہ لسے مرے قلب و جگر کے ساتھ

کب کہنے دیتے ہین وہ دم ذبح حالِ دل
باتین بھی میری کاٹتے جاتے ہین سر کے ساتھ

پہلو نہ اک فراق ہین خوش قسمتی کا ہے
پلٹے زمانہ کاش تمہاری نظر کے ساتھ

کرتا ہے ذبح خاطرِ دشمن سے مجکو دوست
ہوتا ہے قطع رشتۂ اُلفت بھی سر کے ساتھ

ترچھی نظر کے اور ہی کچھ ڈھنگ ہین فروغ
مجروح ہوگیا مرا دل بھی جگر کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

غزل ۱۷۵ — **غزل** — اشعار (۲۰)

جلوۂ حسن ہے دلمین کہ محبت تیری
نظر آتی ہے اس آئینہ مین قدرت تیری

دل ہے سینہ مین مرا دل مین محبت تیری
کس حفاظت سے ہین رکھتا ہوا امانت تیری

جیسے نور آنکھ مین بو گل مین صدف مین گوہر
یون نہان ہے دل شیدا مین محبت تیری

خوفِ محشر سے لحد مین بھی نہ لگتی مری آنکھ
نہ تھپک کر جو سُلاتی مجھے رحمت تیری

جلوہ فرما ہے مری آنکھون مین تصور تیرا
رونق افروز مرے دلمین محبت تیری

ذرہ ذرہ سے جھلکتا ہے ترا جلوۂ حسن
پتہ پتہ سے عیان ہوتی ہے قدرت تیری

دین و دنیا مین مری یاس نے کھویا تھا مجھے
آسرا مجکو دلاتی جو نہ رحمت تیری

نہ کوئی مجھ سا گنہگار نہ تجھ سا ہے رحیم
میری خصلت ہے خطا اے دوست وہ عادت تیری

جسطرح عاشق و معشوق گلے ملتے ہین
میرے دلسے یونہین لپٹی ہے محبت تیری

[illegible] سرشار ہوا لیا آ دوست
دونو عالم کو بھلا دے مئے وحدت تیری

خاک اُس منہ مین نکلے جو ترے شکوے کیلئے
وہ زبان قطع ہو جسپر ہو شکایت تیری

نہ مجھے کام تھا دُنیا سے نہ محشر سے غرض
ہر جگہ کھینچ کے لیئے پھرتی ہی اُلفت تیری

اب بھلا آگ جہنم کی جلا سکتی ہی
ہی گنہگارونسے لپٹی ہوئی رحمت تیری

آنکھ مین ہی ترا جلوہ کہ جہان مٹھی مین
بحر آیا کوزے مین یا دل مین محبت تیری

حشر مین دوھرے وسیلے مین گنہگارونکے
ہی شفاعت ترے محبوب کی رحمت تیری

سوزِ اُلفت سے نہین پڑتا ہی چھالا اے دوست
گھر بنائی ہی مرے دلمین محبت تیری

ہوئی بیقدرون کی یہ قدر زہی شانِ کرم
ٹوٹی پڑتی ہی گنہگارونپہ رحمت تیری

جوشش فصلِ بہاری مین ترے حسن کا جوش
ساغرِ گل مین لبالب ہی مئے وحدت تیری

جب کیئے ظلم حسینون نے خدا یاد آیا
کھل گئی عشق مجازی سے حقیقت تیری

غزل ۱۷۶	خالق نور ہی تو خاک کا ذرہ ہی فروغ تاب کب ہی اُسے جو کر سکے مدحت تیری	اشعار (۱۸)

غزل

آیا جو سامنے مرے چشم پُر آب سے
ٹکڑے اُڑائے موج ہوانے حباب کے

سرکا دیئے ہوا نے جو گوشے نقاب کے
تیور بدل گئے نگہ پر حجاب کے

ہیکل بھی ڈر کے اُنکے گلے سے لپٹ گئی
دیکھے جو نوسے دل پُر اضطراب کے

سونے مین کچھ خبر نہ دوپٹہ کی بھی رہی
آفت بپا کرینگے یہ انداز خواب کے

اُڑتی نہین ہی گرد یہ اے شہسوار حسن
اُٹھکر زمین لیتی ہی بوسے رکاب کے

سینہ پہ ہاتھ آپنے رکھکر غضب کیا
سب جوش لے مٹے دل پُر اضطراب کے

گر دیکھتا نہ تیری تلوّن مزاجیان
کیون سیکھتا زمانہ یہ ڈھنگ انقلاب کے

ہوتی نہ صلح داغ دل و آفتاب مین
پڑتے اگر نہ بیچ مین پردے سحاب کے

گرتی نہین سحر کو شعاعین مزار پر
غم مین ہمارے بال کھلے آفتاب کے

نیچی نظر سے بھی نہ چھپا سینے کا اُبھار
پردے بھی گو بڑے نگہہِ پُر حجاب کے

مسکی ہوئی قبا سے ہے دامانِ شوق چاک
اب اور کیا ارادے ہیں جوشِ شباب کے

وہ سینہ تان تان کے چلنا حضور کا
وہ لوٹے مرے دلِ پر ضبط اب کے

گوشے ہوا سے اُڑتے ہیں لائے نہ تاب حسن
دیکھو رہے نہ ہوش ٹھکانے نقاب کے

دلکو وفورِ شوق سے کب وصل میں ہے چین
تسکین قلب میں بھی ہیں ڈھنگ اضطراب کے

آیا ہے برق کے جو تڑپنے پہ اُن کو رحم
اب رنگ دیکھنا دلِ پر اضطراب کے

بہلے گا دل لحد میں نکیرین سے ذرا
ترسے ہیں مدتوں سے سوال و جواب کے

بیتاب ہو کے قطرۂ سیماب ہے ہر اشک
ٹوٹے ہیں آبلے دلِ پر اضطراب کے

غزل ۱۲۲	وہ سو رہے ہیں چین سے کیا جانیں اے **فروغ** بیچین کسکو کرتے ہیں انداز خواب کے	اشعار (۱۸)

غزل

جب اُنکے دل میں ولولے آئے شباب کے
شوخی نے بڑھ کے پردے اُٹھا دیے حجاب کے

آنکھیں ہیں بند نیند نہیں جوشِ شباب کے
ہیں اُنکے جاگنے میں بھی انداز خواب کے

ٹھہرے نہ ہائے کچھ بھی کسی کی نظر میں ہم
قربان جائیے اثرِ اضطراب کے

کیا آفت آئی دیکھیے اس چشمِ شوق پر
کچھ کھو رہے ہیں کان میں گوشے نقاب کے

سوتے ہیں انیٹھ اینٹھ کے کیا کیا شبِ وصال
ہیں خواب میں بھی ڈھنگ غرورِ شباب کے

آنکھوں کی پتلیوں نے سکھایا جھجک کے کیا
وہ بن گئے جو وصل میں پتلے حجاب کے

سینہ نے بھی اُبھر کے اُٹھایا سرِ غرور
اب تو کچھ اور ڈھنگ ہیں تیورِ شباب کے

تیوری چڑھا کے پھول چڑھاتے ہیں قبر پر
ہے رحم بھی لیے ہوئے پہلو عتاب کے

داغِ جگر شگفتہ ہوئے آہِ سرد سے
ٹھنڈی ہوا سے پھول کھلے ہیں گلاب کے

سنبھلا نہ اک ذرا سا دوپٹہ بھی تھمتے جب
ٹوٹے سب آبلے مرے دلِ پر اضطراب کے

آیا تھا ایکدن جو سرِ قبر رونے پہ اُس کو رحم
تھمتے نہین ہین آجتک آنسو سحاب کے

اسے موت جنکو بات بھی کرنا تھی ناگوار
اب وہ امیدوار ہین مجھسے جواب کے

سینہ اُبھار اُبھار کے دریا کی سیر کی
وہ بھی سمجھ گئے کچھ اشارے حباب کے

پردے ہین لوکے ہر غم ساقی ہین منتشر
رندو نہین جو اس ٹھکانے شراب کے

بڑھ بڑھ کے لے رہی ہین بلائین نگاہ شوق
ہین کچھ سلامتی سے نئے طور خواب کے

کیا جانتا تھا غیر کی میت پہ جاتے ہین
ہین شاد تھا کہ بند کھلے ہین نقاب کے

آخر کو میری لاش نہ اُنسے سنبھل سکی
پہلو پڑے ہوئے تھا جو غم اضطراب کے

غزل ۱۶۱ — بجلی تڑپ کے چرخ سے گرتی نہین **فروغ** / قربان ہوتی ہے دل پُر اضطراب کے — اشعار (۱۲)

غزل

سُنکے میرا حال غم آزردگی کا ہیکو تھی
دل کا شکوہ تھا شکایت آپکی کا ہیکو تھی

وصل مین لڑنا تھا تو چھیڑ کی کا ہیکو تھی
غیر سے سر کی قسم پھر مجکو دی کا ہیکو تھی

مجکو اُلفت اس سے تھی لکھتے ہین میری قبر پر
کوئی لکھدے جھوٹ لکھتے ہو کبھی کا ہیکو تھی

بن کے دیوانہ ہوا ہون اُس پری سے ہمکلام
پھر بھی تھی اک بات ازخود رفتگی کا ہیکو تھی

اک تمہارا نام رہتا ہے مرے لب پر مدام
بات اک میری کبھی تمنے سُنی کا ہیکو تھی

گو بُرائی سے سہی ذکر اُنسے تو میرا کیا
اے عدو یہ دوستی تھی دشمنی کا ہیکو تھی

وصل مین روٹھے تھے وہ پھر منانیکے لیے
اک لگاوٹ یہ بھی تھی آزردگی کا ہیکو تھی

باغبان اُس گل کا شوق دید کیون نرگس کو تھا
آنکھ اس کمبخت کی حسرت بھری کا ہیکو تھی

ہائے وہ اگلے زمانے کی وفا ای بیوفا
ہان ترے نزدیک تو سچ ہے کبھی کا ہیکو تھی

اک ادا تھی یہ بھی تا اب ور کوئی جان دے
سوگ مین پھر یہ کیسی سادگی کا ہیکو تھی

مار ڈالا یار کی تیغ تبسم نے مجھے
ہائے اک میٹھی چھُری تھی ہنسی کا ہیکو تھی

کیون چراغ داغ روشن تھے جو وہ دلمین نہ تھا — اس اندھیرے گھر مین پھر یہ روشنی کاہیکو تھی

غزل ۱۷۹ — رنج اعدا نے دئے بعد نبی کیا کیا فروغ / اسقدر اُنکو علی سے دشمنی کاہیکو تھی — اشعار (۱۳)

غزل

تھی نظر اُنکی ادھر اور اُدھر کیا کرتے — ہم اگر دل کو چھپاتے تو جگر کیا کرتے

جل گئی رشک کی انیر بھی چھُری وصل کی شب — بیچ اوٹھتے جو نہ مرغانِ سحر کیا کرتے

تیغ کے پورے نہ پڑنے کا گلا اُٹھا اے ترک — اور فریادِ لبِ زخم جگر کیا کرتے

رکھتے ہین پردہ مین شوخی کے اُنھین بھی ہین — میرے نالے تھے نہ اتنا بھی اثر کیا کرتے

غیر سے آپ بگڑ کر نہ ملے خوب ہوا — منہ کو پھیر اتھا جدھر سے پھر اُدھر کیا کرتے

اعتبار آپ کے وعدیکا بھلا کسکو تھا — دل غمگین کی تسلی نہ مگر کیا کرتے

تنی اوچھی ہی کوئی تیغ لگاتا اے ترک — ہنس نہ پڑتے جو مرے زخم جگر کیا کرتے

آگیا رحم اُنھین پہ پیدر رہتے ہین آنسو — اور احسان مرے دیدۂ تر کیا کرتے

کبھی پھر رنج نکلے نہ دسا ارمان شب وصل — کبھی یہ فکر کہ پھر بار دگر کیا کرتے

وصل کے روز ہمین خوب ہوا موت آئی — دن بھی اچھا تھا نہ کرتے جو سفر کیا کرتے

آپ کھاتے تھے ہمین ہر بات پہ جھوٹی قسمین — یہ تو کہئے جو نہ ہوتا مرا سر کیا کرتے

نہ ہوا حشر بھی لو ساتھ ہمارا اُن کا — دیکھنا تھا ہمین چھپتے وہ کدھر کیا کرتے

غزل ۱۸۰ — اے فروغ آپنے ہنس ہنس کے گذاری شب غم / شمع کی طرح سے رو رو کے بسر کیا کرتے — اشعار (۱۹)

غزل

سے گئے قلب مضطر کو ملتے ہوئے — نئی چھیڑ کی راہ سے چلتے ہوئے

الٰہی نہ ہو غیر کے گھر کا قصد — سے چلے ہین وہ گھر سے ٹھلتے ہوئے

کبھی دل مین آرے بھی تو اسطرح
کلیجے کو چٹکی سے ملتے ہوئے

یہ ارمان نکلنے سے تھی میر کمند
کہ دیکھا نہ دم بھی نکلتے ہوئے

غضب ڈھا رہی ہین نگاہین تری
رکین گے نہ یہ تیر چلتے ہوئے

حنا کب ہی مانع مری لاش پر
چلے آئے ہاتھ ملتے ہوئے

نکالے تو انسے حسن یون انکا نام
جو شرمائے گھر سے نکلتے ہوئے

قیامت کا ہی شوخ تیر نظر
ادھر سے مجھیر ہی یہ چلتے ہوئے

مرے قتل پر تیغ کو پھینک کر
چلے آر تیوری بدلتے ہوئے

کیا قتل بھی مجکو روتے بھی ہو
تمہارے ہین نعش پہ یو چلتے ہوئے

تھمینگے بھلا نالۂ پر شرر
رکین گے یہ شعلے نکلتے ہوئے

دوپٹہ کا کچھ ہوش تمکو نہین
کلیجہ بھی ملتے ہو جاتے ہوئے

وہ فرقت ہی کا دن تھا ای روز حشر
نہ دیکھا کبھی جسکو ڈھلتے ہوئے

ملے کس محبت سے وقت وداع
کیا وار اک اور چلتے ہوئے

ستم سے بھی وہ ہاتھ اٹھا نہ لگے
جو دیکھا مرا دل بہلتے ہوئے

اٹھائے ہین سر دل کی بیتابیان
اٹھین دیکھکر تنکے جلتے ہوئے

ذرا تھم چلین تھم کے احباب لاش
کہ ہین ساتھ وہ بھی ٹہلتے ہوئے

مرا دل بھی ہی راستہ مین پڑا
کوئی ٹھوکر اسکو بھی چلتے ہوئے

غزل ۱۸۱	ہوئی کم نہ بیتابی دل فروغ دوپٹہ بھی دیکھا سنبھلتے ہوئے	اشعار (۱۶)

غزل

وہ ماہ آئے جو یہ دن تمام ہو جائے
خدا کرے کہین جلدی سے شام ہو جائے

رخ آفتاب سے ہے ماہ تمام ہو جائے
جو زلف کھولے لئے دنکو تو شام ہو جائے

چمن مین دور مئے لالہ فام ہو جائے
وہ پھول دے ہمین ساقی کہ نام ہو جائے

کلیم اگر ترا محو کلام ہو جائے
تو حسن دیکھ کے یوسف غلام ہو جائے

جہان ہو ظلمت و کفر و نفاق سے خالی
الٰہی اب تو ظہورِ امام ہو جائے

بنا کے دوش پر اسے ماہ چھوڑ دیے گیسو
سحر سے آج ہم آغوش شام ہو جائے

وہ گل ہو باغ ہو دورِ شراب ہو ہم ہون
بہار آئے تو یہ اہتمام ہو جائے

نچھوڑ کشتۂ تیغ نگاہ کو بسمل
لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہو جائے

ہمارے خانۂ دل کو خدا جو دے حرمت
ابھی یہ بتکدہ بیت الحرام ہو جائے

بغیر ساقیِ مہوش نہ جام منہ سے لگائین
مئے حلال بھی ہمکو حرام ہو جائے

ابھی وہ آئین نہ آئین ہی اختیار نہین
یہ رسم و راہ پیام و سلام ہو جائے

جو مو بمو ہو بیان سرگذشت گیسوئے یار
تو اختصار مین طول کلام ہو جائے

ہزار قتل ہون اسے ترک لاکھ شیدا ہون
چھٹے جو بھیڑ تو اور اژدہام ہو جائے

ہمارے دل کے پھپھولے سے کیا انھی نسبت
جو ایک آبلہ گردون تمام ہو جائے

کھلے یہ عقدہ دہن کا جو بوسہ مانگین ہم
نہین سکوت ہو مباح کلام ہو جائے

تمہاری ابروؤنکے نیچے جو سر ملا کے چلین
تو ایک اور دو پیکر سا م ہو جائے

خدا کی شان ہی ایک نور سے تو پیدا ہون
کوئی رسول ہو کوئی امام ہو جائے

تمہاری زلف کے کوچے مین دنکو راہ نہین
پڑے جو پھول چھایان مین شام ہو جائے

غزل ۱۸۲

فروغ مہر جو استاد کی ہو ذرہ بھی
فروغ نظم ثریا نظام ہو جائے

اشعار (۲۱)

غزل

غیر و نمین چہرے پر نقاب بھی ہے
بے حجابی بھی ہے حجاب بھی ہے

آنکھو نمین نیند بھی حجاب بھی ہے
منہ چھپائے کسیکا خواب بھی ہے

وعدہ کرتے بھی ہیں مگر جھوٹا
دلکو تسکین بھی اضطراب بھی ہے

نیچی نظروں سے کب ہیں بے پردہ
منہ پہ ہلکی سی اک نقاب بھی ہے

ہو نہ غصہ میں جامہ سے باہر
واہ کچھ شرم کچھ حجاب بھی ہے

منہ بھی کھولے ہیں غازہ بھی ہے ملا
رخ پہ دے پردہ بھی نقاب بھی ہے

حسن رخ کی چمک نے کام کیا
منہ کھلا بھی ہے اور نقاب بھی ہے

تیوریاں قبر پر چڑھائے ہیں
رحم کے ساتھ کچھ عتاب بھی ہے

وصل میں ہے قرار بھی دل کو
اور کمبخت اضطراب بھی ہے

ڈھانکتے ہیں وہ میری لاش پہ منہ
رنج کے ساتھ کچھ حجاب بھی ہے

بے سبب تنکے وہ نہیں چلتے
سر اٹھائے ہوئے شباب بھی ہے

نشۂ حسن سے نہیں بند آنکھ
قید شوخی بھی ہے حجاب بھی ہے

بولے وہ نامہ بر کو دیکے سزا
خط کا اسکے یہی جواب بھی ہے

تیرے ہر ناز میں ہزار ستم
ان جفاؤں کا کچھ حساب بھی ہے

مجکو آتی ہے اس حیا پہ ہنسی
کچھ بھلا یاد حال خواب بھی ہے

کچھ نہ ٹھہرے کسی کی نظروں میں
دشمن اے شوق اضطراب بھی ہے

وہ سوال وصال پہ چپ ہیں
اب مری بات کا جواب بھی ہے

وصل میں ہیں لڑائیاں بھی نئی
پاس بیٹھے بھی ہیں عتاب بھی ہے

تم مرے دلکو کیا سمجھتے ہو
یہی بحر یہی حباب بھی ہے

دو قدم ہو لو ساتھ میت کے
مجھپر احسان بھی ہے ثواب بھی ہے

غزل ۱۸۳	کچھ نگاہوں میں شوخیاں ہیں فروغ کچھ کسی دل کا اضطراب بھی ہے	اشعار (۱۱)

غزل

غزل

مزا ہی ہم ہین گلشن ہی ہمارا یارِ جانی ہی
شب مہتاب ہی دورِ شرابِ ارغوانی ہی

مریضِ ہجر کو اسے یار ایسی ناتوانی ہی
بدن پر جامۂ ہستی بھی اک بارِ گرانی ہی

ہرے ہو جاءین زخمِ دل جو اپنے ہو عجب کیا ہی
دوپٹہ آجکل اوڑھا ہمارے گل نی دھانی ہی

یہ کہنا یار سے رو رو کے دلمین درد اٹھتا ہی
نہ اسکو بھولنا قاصد یہ پیغامِ زبانی ہی

عوض لطف و کرم نہ دو فلک کے اسنے یا ہمین
جفا ہی جور ہی بیداد ہی ایذا رسانی ہی

مے گلگون ہی ساقی ہی چمن مین یار ہی ہم ہین
وہ لطف بادہ خواری ہی کہ عیشِ زندگانی ہی

ہمارے تلوے چھد چھد کر ہوئے غربال کانٹون سی
تری فرقت مین ای گل دشت کی ہم نے خاک چھانی ہی

پسِ مردن دکھایا اوج اپنا خاکساری نے
لحد پر آسمان نے چادرِ مہتاب تانی ہی

ہمین بوسہ دہن دیکے چھپکے سے وہ کہتے ہین
اسے افشا نہ کرنا تم کہ یہ رازِ نہانی ہی

تجھی کو جان دیتے ہین تجھی کو پیار کرتے ہین
مریجان تیرے ہی باعث سے اپنی زندگانی ہی

غزل ۱۸۴	فرد — اللہ رکھے انکو وہ ہون اور دُنیا ہو عجب نام خدا جوبن ہی کیا حسن جوانی ہی	اشعار (۲۴)

غزل

کب توڑ کر جگر کو مرے دلمین آہ کی
رکھلی ہی بات آپ کے تیرِ نگاہ کی

ظلمت کو بھی جگہ نہین ملتی پناہ کی
اللہ ری تیرگی مرے روزِ سیاہ کی

حسن اُنکا آئنہ مین جو دکھلا دیا انھین
لینے لگے بلاءین وہ میری نگاہ کی

وہ آتے آتے گھر مرے ہو بیٹھے عدو کے گھر
یہ گردشِ فلک ہی کہ گردش ہی راہ کی

عشاق ہلے مٹتے ہین جسکو شب فراق
ہم چاہین تو ہنو تری زلفِ سیاہ کی

وہ سر جھکائے بیٹھے ہین صبحِ شبِ وصال
پوچھے کوئی کہان گئی شوخی نگاہ کی

خوش ہون سوالِ وصل پہ کاٹو مری زبان
ہوگا مزا ہمین بھی ایسے گناہ کی

شد کیا کیا تری رحمت نے روزِ حشر
ہوتی ہے بگینا ہون حسرت گناہ کی

کیا اس سے یہ غرض ہے کوئی جان بھی نہ دے
کیون تمنے میری لاش پہ حالت تباہ کی

ے حشر پڑھ سکے نہ کوئی تا دم حساب
فردِ گناہ اس لیئے ہمنے سیاہ کی

نکھو نمین اُنکی شرم شبِ وصل چھپ رہی
پائی کوئی جگہ نہ کہین جب پناہ کی

پائی شبِ فراق نے کچھ زلف یار نے
سب تیرگی بٹی مرے بختِ سیاہ کی

ل بڑھنے کا عدو کے کہین یہ سبب نہو
کیون میرے غم مین آپنے حالت تباہ کی

میت مری اُٹھاؤ اب آنسو بہا چکے
مٹی کرو خراب نہ مجھ بے گناہ کی

جلتے ہی جی زمین ملاتی ہے خاک مین
اُڑتی نہین یہ راہ رو گردِ راہ کی

کیون قطع کر رہے ہین مرے ہاتھ وصل مین
تبلائین تو کہ ہے یہ سزا کس گناہ کی

ابھی یہ خفگیان ہین نئی یہ لڑائیان
کرتے ہین ظلم بھی ہین صندین بھی نباہ کی

پھر ناز کیجیے گا حضور اپنے حسن پر
تعریف پہلے کیجیے میری نگاہ کی

ہو سامنا رقیب کا یارب نہ روزِ حشر
پھرتے ہین وہ تلاش مین اپنے گواہ کی

ٹھکرا کے میری قبر وہ کہتے ہین ناز سے
سمجھے تھے تم یہ کوئی جگہ ہے پناہ کی

ہین در پہ سر پٹکتا ہون اُسنے کہے یہ کون
کچھ آپنے حضور ادھر بھی نگاہ کی

یارب فراقِ یار کی صورت نظر آئے
یہ تیرگی بڑھے مرے روزِ سیاہ کی

تمنے نظر جو پھیر لی سب ہمسے پھر گئے
کیا گردشِ زمانہ تھی گردش نگاہ کی

غزل ۱۸۵	آتا ہے مجکو رشک شبِ غم سے اسے فروغ تقلید کرتی ہے کسی زلفِ سیاہ کی	اشعار (۳۹)

غزل

چشمِ تر بال پریشان یہ حالت کیا ہے
یون مری لاش پہ آنے کی ضرورت کیا ہے

ضعف تو ضعف نزاکت پہ بھی حرف آتا ہے
اب کبھی مجھ سے نہ لکھنا تری طاقت کیا ہے

ایسی صورت نظر آئی کہ قیامت آئی
ایک آفت ہے یہ کمبخت طبیعت کیا ہے

کم نہین مجھ سے کسی طرح رقیبونکا بھی حال
رحم کرنے کی مین کہتا ہون ضرورت کیا ہے

یاد رہ جائینگی بیداد جفائین تری
کٹ ہی جائیگی کسی دن یہ مصیبت کیا ہے

جو مین کہتا ہون وہ سُن لیتے ہین صبح شبِ وصل
اب نکلتا نہین منہ سے تری قدرت کیا ہے

حال دل اُس سے کہون کیا جسے معلوم نہو
آرزو نام ہے کس چیز کا حسرت کیا ہے

کبھی بوسہ بالا مین سمجھے لے لینے دو
تم بتاؤ تو سہی اس مین قباحت کیا ہے

نگہ شوق سے پوچھ دلِ پُر ارمان سے
اب مین کیا تمسے بتاؤن مری حسرت کیا ہے

فلک تجھے کو بھی نہ تربت یہ مری رکھو ہاتھ
اب تسلی کی تشفی کی ضرورت کیا ہے

آپ ہی ترچھی نگاہوں سے کیا ہے بسمل
آپ ہی پوچھ رہے ہین تری حالت کیا ہے

کھولنا آنکھ کا بھی ضعف سے اب مشکل ہے
ہائے پوچھا بھی کب سنتے تری حسرت کیا ہے

اُسکے قبضہ مین ہے دل دلمین ہے وہ آفتِ جان
حالِ دل کہنے کی پھر ہمکو ضرورت کیا ہے

اک زرا مجکو کلیجہ سے لگا لینے دو
پھر نہ پوچھوگے کبھی تم کہ محبت کیا ہے

خوش ہون مین وہ نہین کرتے جو گلا دشمنکا
جس سے الفت ہی نہین اُس سے شکایت کیا ہے

کاش سمجھائے مرے بعد نزاکت ہی انہین
ظلم سے ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت کیا ہے

اُنکا غصہ بھی ہے یہ حسن طلب پر مبنی
کھو رہے ہین کہ ترے دلکی حقیقت کیا ہے

دل ہے بے چین کہ آنکھونمین ترپ کراؤن
اک قیامت ہے تری چاند سی صورت کیا ہے

دیکھکر آئنہ مین عکس کو اپنے خوش ہین
ہم بھی سینہ سے لگا لین تو قباحت کیا ہے

دیکھتا ہو نہ کوئی خواب مین بھی جوش شباب
ورنہ اینڈ اینڈ کے سونیکی ضرورت کیا ہے

اثرِ آہ کا ممنون ہو کب تک کوئی
یوہین آؤ جو مرے گھر تو قباحت کیا ہے

نہین ہیکل کو لگائے ہے جو سینہ سے کوئی
پھر دوپٹہ سے چھپانیکی ضرورت کیا ہے

وصل مین آپ نہ شرمائین کہ خوش ہین یہ بھی
پھول ہارونکے جو پہنتے ہین قباحت کیا ہے

دامنِ شوق کو پھیلائے ہون ہین شبِ وصل بھی — کوئی اتنا نہین لکھتا تری حاجت کیا ہی
وصل کی شب ہی چھپائے ہوئے آنکھین کوئی — بستر ناز کو پھولون کی ضرورت کیا ہی
قتل کرنیکو کلائی کی لچک کافی ہے — دستِ نازک کو ترے تیغ کی حاجت کیا ہی
آنکھین پھیرنے پہ دمِ نزع خفا کیون ہی کوئی — مرنیوالے کو خوشامد کی ضرورت کیا ہی
عکسِ گیسوئے سیہ فام بھی ضایع ہوا — سرمہ کی چشمِ فسون ساز کو حاجت کیا ہی

غزل ۱۸۶	جو سُنے تھام لے دل اپنا مزا جب ہی فروغ ورنہ پھر شعر ہی لکھنے کی ضرورت کیا ہی	اشعار (۱۰)

غزل

لکھنؤ گلزار تھا لیکن فضا جاتی رہی — پھول مرجھانے لگے نشو ونما جاتی رہی
صوت نالہ صورتِ بانگِ درا جاتی رہی — کان مین لیلی کے مجنون کی صدا جاتی رہی
شمع سوزان قبر پر بعدِ فنا جاتی رہی — بیکسو نپر یہ بھی چار آنسو بہا جاتی رہی
مجکو شرمندہ کیا کیا سخت جانی نے مری — باڑھ پر سے یار کی تیغ جفا جاتی رہی
کیا ہوا وہ زندگی مین تھا جو ربط و اتحاد — اُلفت تن روح کو بعد فنا جاتی رہی
بس لئے گھر سے نکلنا شب کو چھوڑا آپنے — چاندنی کی سیر بھی اے مہ لقا جاتی رہی
گیسوئے پیچان کا سودا اُتھے ہوتے رہگیا — سر سے آفت ٹل گئی آئی بلا جاتی رہی
سوزِ غم سے باغمین کیا کیا جلا بلبل کا دل — آتشِ گل روز پھر کا نے صبا جاتی رہی
عاشقونکے خونمین ڈوبے نہین مدّتسے ہاتھ — اے صنم وہ شوخیٔ رنگِ حنا جاتی رہی

غزل ۱۸۷	اے فروغ آئے نہ وہ ہم ہجر مین تڑپا کئے تھی کشش دلمین جو مثل کہربا جاتی رہی	اشعار (۷)

غزل

یونہین ہجر کی شب بسر ہو گئی — کہ گن گن کے تارے سحر ہو گئی

جو دیکھا کبھی آنکھ بھر کر انھیں / ہنسی آئی نیچی نظر ہو گئی
وہ پہلو سے اُٹھے تو حالت مری / بس اک دم میں نوع دگر ہو گئی
یہ ہوتا ہی ظاہر شب وصل میں / سر شام ہی سے سحر ہو گئی
کیا وعدۂ وصل آئے نہ وہ / تڑپتے ہمیں رات بھر ہو گئی
شب وصل میں وہ یہ کہکر اُٹھے / وہ بولا موذن سحر ہو گئی

غزل ۱۸۸ | شب وصل میں وہ نہ اُٹھے فروغ / جگاتے جگاتے سحر ہو گئی | اشعار (۱۰)

غزل

مسیحا بڑھ گئی ہی حرص یہ بیمار الفت کی / تمنا رنج پر ہی رنج کی حسرت پہ حسرت کی
ہمیشہ اسے بتو رہتے ہو خواہاں جانِ عاشق کے / خدا کیو اسطے کچھ انتہا بھی ہی عداوت کی
یہ الٹی بات دیکھی ہمنے عالم کے حسینوں میں / عدو سے جان ہوا اپنا ہی جس سے محبت کی
تمہارے عشق میں ہمنے نئی دنیا بسائی ہی / فلک دل جگر کا ہی زمیں گرد کدورت کی
نہیں ہی ناتواں مجھ سا جہاں میں دوسرا کوئی / نہ آئے گر یقیں لے لو قسم اپنی نزاکت کی
مری جان ایک بوسہ کی حقیقت کیا بھی دیدیجے / زرا سی بات پر عاشق سے ناحق تمنے حجت کی
فروغ ظاہری یہ بعد مردن بھی کیا حاصل / چراغ زیست کو گل کر کے روشن شمع تربت کی
فراق مہروش میں حال ہی یہ سوزش دل کا / شرر میں آہ کے گرمی ہی خورشید قیامت کی
درازی میں نہیں کم ہجر کا دن روز محشر سے / فراق یار کی راتیں بھی ہوتی ہیں قیامت کی

غزل ۱۸۹ | غزل گوئی کا شغل اک تھوڑے عرصہ سے چھوٹا ہی / بتاؤ اے فروغ اب وہ روانی ہی طبیعت کی | اشعار (۲۰)

غزل

بلا کے شوخ انکی چال کے انداز سارے تھے / قیامت اور یہ آفت کہ سینہ بھی ابھارے تھے

جو سچ پوچھو تو ہمکو غیر تم سے بڑھکے پیارے تھے / کہ تم عاشق تھے اُنپر اور ہم عاشق تمہارے تھے
ہوا زخمی جگر گھائل دل بیتاب کیا کھنا / یہ چھریان تھین کہ ظالم تیری آنکھونکے اشارے تھے
دبایا دونکو سیرے دلمین لپٹا کے سینہ سے / ستم تھی اُنکے صورت کیطرح سے اُنکے پیارے تھے
شریک بیخودی تھی ناتوانی بھی شب وصلت / نہ کچھ دل ہی پہ قابو تھا نہ وہ بس مین ہمارے تھے
کسی سے صبح کو وعدہ نہو شک دلکو ہوتا ہی / کہ اُسنے وصل کی شب تا سحر گیسو سنوارے تھے
کلیجے مین جگہ دون مین جو پاؤن ان نگاہونکو / میسر جنکو تیرے چاند سے رخ کے نظارے تھے
اگر یہ جانتا تو غیر سے کرتا محبت مین / وہ میرے دوست کیا ہونگے مرے دشمنکے پیارے تھے
کیسلئے خواہین جانیکا کیا شب کو ارادہ تھا / یہ زلفین کیون بنائین تھین یہ گیسو کیون سنوارے تھے
اثر ہو غیر کی فریاد مین یہ ہو نہین سکتا / وہ بھر آئے ہوئے دل کیون مرے گھر سے سدھارے تھے
مین احسان وصل کی شب کا نہ مانا ہی نہ مانونگا / نکالے تھے مرے ارمان یا گیسو سنوارے تھے
جگر قربان دل صدقے ذرا آنکھین اُٹھاؤ تو / جنھین مین تیر سمجھا ان نگاہونکے اشارے تھے
بتاؤ کیا سمجھتا راہ مین دشمن جو مل جاتا / جھکائے شرم سے آنکھین یہ گھر سے سدھارے تھے
لب دریا کھڑا ہونا ہی کیا تھا تمکو تن تنکر / جبھی بیتاب سے جین تھین حباب نہین اشارے تھے
نہین جاتی جفا سے ان حسینونکی ادا کوئی / بگاڑے تھی ہزارون گھر یہ گیسو جب سنوارے تھے
وہ روٹھے پھیر سے نے پر آنکھین وقت نزع عاشق سے / نہ سمجھو خاک بھی جو مر گئے ہوا لیکے اشارے تھے
نہ وعدہ ہو رقیبونسے یہ دھیان آتا ہی رہ رہکر / وہ کیون بیتاب ہو کر پھر مرے گھر سے سدھارے تھے
وہ اچھے خاک مین جنکو ان آنکھونسے ملایا تھا / اُنھین سے راہ مین نیچی نگاہونکے اشارے تھے
چھپایا ہے گرد کی چادر مین ہر نقش کف پا بھی / مرا دل کھو رہا ہی اسطرف سے وہ سدھارے تھے

غزل نمبر ۱۹۰	نہ کیونکر دوست رکھتا اے فروغ اللہ حیدر کو محمد اسکو پیارا تھا محمد کے وہ پیارے تھے	اشعار (۱۶)

غزل

منفعل ہوکے گناہون پہ ہین رونیوالے
دامنِ حشر کو مجرم ہین بھگونے والے

جگر و دل ہین مری جان نکلے کھونیوالے
ناخدا ہین مری کشتی کے ڈبونیوالے

دل بھر آتا ہی تو رو لیتے ہین رونیوالے
گردِ غم آنسوؤنسے دھوتی ہین جو ہونیوالے

سن جو پایا ہی کہ خواہش ہی ستم کی اُنکو
مہربان ہین وہ مرے حال پہ ہونیوالے

ابر رحمت ہی ترا اشک ندامت میرے
حشر مین نامۂ اعمال کو دھو نیوالے

ڈر ہی کیا گورِ غریبان پہ جو تم سکتے ہو
حشر کے روز بھی اُٹھین نہ سونیوالے

جان دینا تو مرا خوش ہو نہین ضائع نہوا
تم سلامت رہو غم مین ترے رونیوالے

میری جان تم ہو زمانہ ہو فلک ہو کہ عدو
کبھی یہ دوست کسیکے نہین ہونیوالے

قلقلِ شیشۂ مے دیکھ کے ساقی تونے کہا
ہچکیان بندھ گئین روتی ہین رونیوالے

یون مرے قتل سے پردہ نہین ہونے والا
او مری لاش پہ منہ ڈھانک کر رونیوالے

ٹھہرو للہ مرے پاس نہ صبح شبِ وصل
اب یہان اور ہی سامان ہین ہونیوالے

یاد مین ایک بتِ پردہ نشین کی اے عشق
ہجر مین ڈھانک کے منہ روتی ہین رونیوالے

اہل ماتم کو نہ بھا جائے یہ انداز ترا
او مری لاش پہ سر کھولکے رونیوالے

لڈ گدی کرتے ہین اب ہنس کے پڑو جب جانین
ڈھانک کے منہ کو پڑے وصل مین سونیوالے

لو دوپٹہ سے وہ خود پوچھ رہے ہین آنسو
ہم نہ کہتے تھے بُرے ہوتے ہین رونیوالے

غزل ۱۹۱

غمِ شبیر مین ہین آج جو مغموم فروغ
کل قیامت مین ہنسین گے وہی رونیوالے

اشعار (۱۰)

غزل

قضا کا سامنا ہی اُسپہ دل مائل ہمارا ہی
جسے ہم خوب سمجھے ہین کہ یہ قاتل ہمارا ہی

گلا اب یاد ہی کوئی نہ شکوہ یاد ہی کوئی
شب وصلت مین محو حسن ایسا دل ہمارا ہی

قیامت مین خدا کے سامنے دیکھو بتِ کافر
ترے کشتے پکارین گے کہ یہ قاتل ہمارا ہی

رہِ اُلفت مین پیچ ہر وسّے دلکو راہ ہوئی ہے
تمہارے دل پہ روشن ہی جو حالِ دل ہمارا ہی

اُسیکا عشق ہی ہمیوت مارا جسکی اُلفت نے
اُسی پر ہم تو مرتے ہین کہ جو قاتل ہمارا ہی

نہ وہ حسنِ جوانی ہی نہ وہ جوشِ جوانی ہی
نہ اب وہ دل تمہارا ہی نہ اب وہ دل ہمارا ہی

سوالِ وصل پر دین گالیان غیرونکی کہنے سی
نہ سمجھے آپ اتنا بھی کہ یہ قاتل ہمارا ہی

رہِ اُلفت مین جسکو دوست سمجھے تھے عدو نکلا
الٰہی کیا غضب ہی دشمنِ جان دل ہمارا ہی

ہمین مارا ہمارے دلنے اُس سفاک سی ملکر
جسے ہم دوست سمجھے تھے وہی قاتل ہمارا ہی

غزل ۱۹۲	تخلص ہی **فروغ** اے دلربا مشہور عالم مین لقب جو پوچھتے ہو عاشقِ بیدل ہمارا ہی	اشعار (۷)

غزل

ایکدم غافل نہین ہین نالہ و فریاد سے
تنگ آئے ہین بہت ہم اس دلِ ناشاد سے

ذبح مجھ سا سخت جان ہو خنجرِ فولاد سے
یہ ہوا کارِ نمایان بازوئے جلاد سے

موسمِ گل مین جو آئی اُس سہی قامت کی یاد
ہم گلے مل ملکے روئے باغمین شمشاد سے

اضطرابِ دل سے ہی اتنو تزلزل مین زمین
کانپ اُٹھین گے فلک بھی ایکدن فریاد سے

کیا کہا ہی آپسے غیرون نے فرمائین تو آپ
جھوٹ سچ کھل جائیگا خود آپکے ارشاد سے

دیکھکر حیران ہین آئینہ رُخسار کو
کیا یہ کھنچے تصویر تیری مانی و بہزاد سے

غزل ۱۹۳	صورتِ خورشیدِ تابان اے **فروغ** اپنا کلام ہوگیا پُر نور حضرت اُستاد سے	اشعار (۱۴)

غزل

گردِ غم ہائے مرے دلمین غضب ڈھاتی ہی
آپکی یاد بھی مٹی مین ملی جاتی ہے

بیوفائی کی ادا تیری ستم ڈھاتی ہی
کسطرح لیتے ہی دل آنکھ بدل جاتی ہی

دیکھ تو لو گے غرض اتنی سی گستاخی سے
تمسے تو آنکھ بھی دکھلائی نہین جاتی ہی

ہی ترا پاس تری یاد کو اے پردہ نشین
وسے عاشق کے نکلتے ہوئے شرماتی ہی

ملتی جلتی ہی حسینون سے مری قسمت بھی
زلف کی طرح سے بن بن کے بگڑجاتی ہی

ہنسلے سکھتے ہین سگلے پردہ ہجومِ غم کے
خیر اچھا ہی طبیعت تو بہل جاتی ہی

ہرادا سے تری پیدا ہی شبِ وصل حجاب
کیسی شرمائی ہوئی لب پہ ہنسی آتی ہی

نہ سہی لطف و عنایت ستم و جور سہی
جو ادا تیری ہی اے شوخ ہمین بھاتی ہی

پھول اُٹھا کر مرے سہرے کے وہ آنسو بھر لائے
پھر کہا انمین تو کچھ بوئے وفا آتی ہی

کیا مین کوسون بھی عدو کو تو نہ کچھ بولوگے
تمکو تو بات بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی

ہائے کیون آپ مری لاش اُٹھانے آئے
ایک دُنیا اسی حسرت مین مری جاتی ہی

حشر مین بھی نہین جاتا ہی ترا پاس حجاب
ہمکو فریاد بھی کرتے ہوئے شرم آتی ہی

آپ نے خواب مین آنیکا جو اقرار کیا
ہجیے نیند بھی کمبخت نہین آتی ہی

غزل ۱۹۴	ہم گنہگار پس مرگ بھی تربت مین **فروغ** منہ کفن سے ہین چھپائے ہوئے شرم آتی ہی	اشعار (۹)

غزل

مسیح بیمار ہجر تیرا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
اب ایکدم کا نہین بھروسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی ہی مضطر کبھی ہی نالان کبھی ہی گریان کبھی ہی خندان
مین حالِ دل کیا کہون خدایا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

لمنو کا سن ہی اُمنگ کے دن ہی اور اُٹھتی ہوئی جوانی
اُبھار پر اب ہی جوبن اُنکا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کبھی محبت کبھی عداوت کبھی ہی نفرت کبھی ہی رغبت
مزاج اُس بانیِ ستم کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

جو کل تھا بوٹا سا قامت اُنکا تو آج ہی رشک سرو طوبےٰ
کہ باڑھ پر اب ہی قدِ بالا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
کبھی گدا ہی کبھی تونگر کبھی ہی مفلس کبھی غنی ہے
جہان مین بھی حال آدمی کا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
بشر ہو یا حور ہو کوئی ہو کسی کا دُنیا مین اے پری رُو
نہ تلوّن مزاج ایسا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
بشر ہی پانی کا بلبلہ ہی کبھی تو پیدا کبھی فنا ہی
یہ بحر ہستی مین ہمنے دیکھا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی کچھ ہی

کبھی تو جوشِ بہار گل ہی خروش بادِ خزان کبھی ہی
فروغ نیرنگ باغ دُنیا گھڑی کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

غزل

ادا مین سوگ کی ظاہر ہوئی ہین جوشش غمسے
چھپی ہی خود بخود ہاتونکی مہندی میرے ماتم سے

روان ہین بنکے روغن شمع میری چشم پُر نم سے
حسینونکا چراغ حسن روشن ہی مرے دم سے

آہی خیر یہ انداز دیکھون کیا غضب ڈھائے
وہ سینہ تان کر اُٹھے ہین ہیں بزم ماتم سے

جنون کے جوش مین اب کس خوشی سے خاک اُڑاتی ہین
نہین معلوم وہ نیچی نظر کیا کھگئی ہم سے

مدد اے بیکسی دشوار ہی فریاد بھی کرنا
کلیجہ منہ کو آیا ہی ہجوم حسرت و غم سے

کوئی دیکھے نہ کیون آئینہ لیکر حسن کو اپنے
محبت مین ہمارا حال کیون پوچھے کوئی ہمسے

مزا دکھلا گئی وہ ہلکی ہلکی چہرے کی سُرخی
کہ دونی حسن کی رونق ہوئی غصے کی عالم سے

نہین فریاد میری بے اثر دل کوئی کیا تھامے
کہ اُن ہاتونکو فرصت ہی کہان غیرونکے ماتم سے

جفا وہ ہم پہ کرتے ہین دعا ہم اُنکو دیتے ہین
حسینونکو کوئی ظالم بنانا سیکھ لے ہم سے

عدو کے گھر سے یون جاتے ہین گھبرائے ہوئے زخمین
کوئی سمجھے کہ آتے ہین کسیکی بزم ماتم سے

وہ ہم پر وصل مین الزام بیرحمی لگاتے ہین
جو ہم کہتے تھے اُنسے اب وہ کہتے ہین وہی ہم سے

مجھے ایسا پاس غم مجھ کشتۂ فرقت کا ہے سب کو
پتنگے بھی الگ رہتے ہین شمع بزم ماتم سے

محبت مین کوئی اس رشک سے سیکھے وراندازی
اسی نے کردیا بدظن ہمین تمسے تمہین ہم سے

کسی کی حسرتین آ آکے میرے دل مین مٹتی ہین
حسین چھپ چھپ کے ملنے کے طریقے سیکھ لین ہم سے

مجھی پر منحصر کیا رشک سے کوئی نہین خالی
کسیکا حسن بھی ملتا نہین خوبان عالم سے

غزل ۹۵	عنادل سے **فروغ** اخفائے راز عشق کیا ہوگا گلونسے چھپ کے ملنا شبکو سیکھے کوئی شبنم سے	اشعار (۱۹)

غزل

عیان ہو رنگ بزم عیش میری محفل غم سے
ہر اک صحبت کی رونق ہے جہان مین آپکے دم سے

پھپھولے جیون چنگاریان اُٹھتی ہین نفس بسمل غم سے
حرارت ہمین کیا آئی تری تیغ شرر دم سے

الٰہی بھلا انکو اپنے گھر جانے مین وہم آئے
مرے گھر آئین وہ اُٹھکر عدو کی بزم ماتم سے

پھرا ما غیر سے ترک محبت ہو گئی اچھا
ضرورت اس کی کیا ہم کیون ملین تم کیون کہو ہم سے

کسی کے تنکے چلنے کی ادائین کوئی کیا دیکھے
کہ مہلت سر اُٹھانیکی نہین ہے کثرت غم سے

خدا کیواسطے اب اُنکے منہ پر کیا کہے کوئی
مرے مرنیکا باعث پوچھتے ہین اہل ماتم سے

نگاہ گرم غیرونکی نہین حسرت بھری نظرین
خنک ہو کر نکلتے ہین یہ میرے دیدۂ نم سے

کہین کا بھی نہ کمبخت اعتبار عشق نے رکھا
خطا کوئی کرے لیکن خفا ہوتے ہین وہ ہم سے

دعائین دینے مین اللہ کون ایسی برائی تھی
بس اتنی بات پر بدظن ہوا وہ نافہم ہم سے

قیامت ڈھا رہی ہین ہاتھ اُٹھنی کی داہنی بھی
کبھی بیچین سینہ پر دوپٹے میرے ماتم سے

نفس کی گرمیون نے کردیا اظہار الفت کا
تری تصویر آئینہ مین اب چھپنے لگی ہم سے

خدا جانے وہ کیون شرما گئے کیا انکو یاد آیا
جو دیکھا لپٹے پروانونکو شمع بزم ماتم سے

ہین صدقے کوئی کس امید پر روئے تمہین کچھ دو
نہ پوچھے تتنے آنسو بھی کسی کی چشم پُرنم سے

بھری تھین شوخیان کیا رنگ کے بدلے مصور نے
تری تصویر بھی اے بیوفا کھینچی لگی ہم سے

نہین کچھ اور مطلب تینکے چلنے سے حسینونکا
اشارہ ہی فلک بھی سیکھ لی طرز جفا ہم سے

کیا ہی پیچ و تاب اُنکو مرے غم کی اداؤن نے
نہ کیونکر رشک ہو مجکو نگاہِ اہلِ ماتم سے

گنہگارون کی اور یہہ قدر صدقے اُنکی حسرت کے
بڑھے ہین مجرمونکے پینے کو شعلے جہنم سے

یہہ دوھرے دوھرے آنچل اسلئے سینہ پہ لپٹی ہین
نہ دُکھ جائین کسیکے دستِ نازک میرے ماتم سے

غزل ۱۹۷	فروغ اپنے ہین جاوید و فصاحت عارف نصرت مری صحبت کی رونق ہی انھین احباب کے دم سے	اشعار (۸)

غزل

صبح شبِ وصال جو وہ اپنے گھر گئے
صدمے ہماری جان پہ کیا کیا گذر گئے

فصلِ بہار آئی ہی پھر باغِ دھر مین
سینہ مین اپنے داغِ جنون پھر اُبھر گئے

دن ہو گیا جو رخ سے ہٹی زلفِ مُشکبو
شب ہو گئی جو چہرے پہ گیسو بکھر گئے

دینگے ہمارے خون کا محشر مین یہہ ثبوت
قطرے لہو کے جو ترے دامن مین بھر گئے

آخر شبِ وصال ہی بس ہو چکا سنگار
شانہ کو رکھ دو ہاتھ سے گیسو سنور گئے

کیا اعتبار آئے حسینون کی بات کا
اقرارِ وصل آج کیا کل مکر گئے

مشتاقِ دید رہ گئی حسرت بھری نظر
ہم تمکو دیکھنے بھی نہ پائے کہ مر گئے

غزل ۱۹۸	سچ تو یہہ ہی کہ منزلِ اُلفت مین اے فروغ فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے	اشعار (۷)

غزل

دلمین سامانِ حشم اور خدم رہتا ہی
مجمع حسرت و اندوہ و الم رہتا ہی

بوسہ بھی دیتے ہین ہمکو تو خفا ہو ہو کر
حالِ عاشق پہ بہم قہر و کرم رہتا ہی

جنسے چوٹیان برسون نہین گندھواتی ہین
وحشیٔ زلف کے مرنیکا انھین غم رہتا ہی

وعدہ جب یاد دلاتا ہون تو فرماتے ہین | قصد ہر روز ترے سر کی قسم رہتا ہی
شوقِ دید ابروے تابان کا تری ہی اسکو | ماہ نو چرخ پہ اس وجہ سے خم رہتا ہی
جستجوے کمرِ یار جو رہتی ہی مجھے | قصد ہر وقت سوے ملکِ عدم رہتا ہی

غزل ۱۹۹ | اے فروغ انتہٰی عالم ہی بتون کا ہم پر / عوض لطف و کرم قہر و ستم رہتا ہی | اشعار (۲۸)

غزل

جوش اُنکی جوانی کا نکلنے نہین دیتے | انداز حیا نکلے بھی چلنے نہین دیتے
صدقے جگر و دل مرے آنکھین تو اُٹھاؤ | کیون روکے ہوئے تیر وہ انکو چلنے نہین دیتے
ہارونکو بھی مٹھی مین دبائے ہین حیا سے | خوشبو کو بھی پھولونسے نکلنے نہین دیتے
ہاتونکو جھٹک دیتے ہین شرما کے شبِ وصل | مین عطر بھی ملتا ہون تو ملنے نہین دیتے
آفت ہوا سینہ سے گھڑی بھر کا لگانا | تم اور مرے دلکو سنبھلنے نہین دیتے
جو آتا ہی دلمین ترا ارمان ہو کہ غم ہو | ہم پاسِ مروت سے نکلنے نہین دیتے
آفت ہین ستم ہین تری رفتار کے انداز | کروٹ بھی زمانہ کو بدلنے نہین دیتے
دم بھر کے لیئے خوش بھی وہ کرجاتے ہین اکثر | غم سے بھی مرے دلکو بہلنے نہین دیتے
خوف اُنکو ہی کچھ میرے دلِ صاف سے ایسا | آئینہ سے وہ عکس نکلنے نہین دیتے
ہر ناز قیامت ہی ہر انداز بلا ہی | کیا دلکو سنبھالون وہ سنبھلنے نہین دیتے
کہتے ہین دمِ نزع وہ اظہارِ محبت | ارمان کی طرح دم بھی نکلنے نہین دیتے
آنکھین بھی پھراتے نہین وہ شرم کے مارے | بیمارونکو کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے
بیچین اُنھین دیکھ کے احباب ہین میرے | تابوت بھی کاندھونپہ سنبھلنے نہین دیتے
کیا اسسے کوئی دشت نوردی مین بڑھیگا | دامن کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے
وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے | موسی کو بھی دیوانے نکلنے نہین دیتے

وہ حسن کے جلوے ہین کہ اللہ بچائے
موسیٰ کو بھی جو گر کے سنبھلنے نہین دیتے

اے قہر وہ مرنے پہ بھی ہوتے نہین راضی
بیمار ہون اور کروٹ بھی بدلنے نہین دیتے

اس درجہ حیا بند ہین آنکھین بھی شبِ وصل
حسرت ہی نظر بھی کہ نکلنے نہین دیتے

احسان یہہ کرتے ہین وہ اندازِ نزاکت
تیوری بھی شبِ وصل بدلنے نہین دیتے

ہو نزع کی مشکل بھی نہ آسان یہہ غرض ہے
رو رو کے مرا دم بھی نکلنے نہین دیتے

ملتے ہین وہ دل اب جو کہو مین تو خفا ہون
مجکو کفِ افسوس بھی ملنے نہین دیتے

غیرونکے تصور ہی مین رہتے ہین شبِ وصل
وہ ہجر کے پہلو کو بدلنے نہین دیتے

سنتے بھی ہو موسیٰ پہ نہ آنچ آئی جلا طور
عاشق کو جو سمجھے ہین وہ جلنے نہین دیتے

جلتا ہی اُن آنکھون کے اشارے پہ فلک بھی
وہ رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے

کیا خوب مرے ضعف پہ آتا ہی اُنھین رحم
لو اب وہ مرا ذکر بھی چلنے نہین دیتے

غیرونپہ وہی لطف ہی مجھپر وہی آفت
نازک ہین نگہ کو بھی بدلنے نہین دیتے

بیداد بھی کرتے نہین یہہ پاس حیا ہے
وہ نام کو بھی اپنے نکلنے نہین دیتے

اس رشک کے قربان کہ دشمن کے ہین دوست
ہم غیر کا دل بھی اُنھین ملنے نہین دیتے

غزل نمبر ۲۰۰	اظہارِ تمنا کا فقرو غم اُنکو جو ڈر ہے وہ منہ سے کوئی بات نکلنے نہین دیتے	اشعار (۱۳)

غزل

ہم نہ اکدم کا بھی دُنیا مین بھروسا سمجھے
بحرِ ہستی کو حبابِ لبِ دریا سمجھے

کوئی بیمارِ محبت کی دوا کیا سمجھے
ہان جو سمجھے تو وہی رشکِ مسیحا سمجھے

وعدۂ وصل اُنھین یاد دلانیکے لیئے
مینے کچھ منہ سے نکالا وہ تقاضا سمجھے

کون اُٹھائیگا مرے ناز و ادا اُسکے بعد
مار ڈالا مجھے اور آپ نہ اتنا سمجھے

ہجرِ ساقی مین جو تھا جوش پہ اپنا یم اشک
ابر اُٹھتا تھا تو ہم کمب دریا سمجھے

نہ بشر چشمِ حقارت سے کسیکو دیکھے
ہو جو ادنیٰ تو اُسے اپنے سے اعلیٰ سمجھے

ہی مریضِ تبِ فرقت کی دوا شربتِ وصل
آپ اتنا بھی نہ اے رشکِ مسیحا سمجھے

دیکھا جب عقدِ ثریا کو فلک پر اے ماہ
ہم ترے کان کا اُترا ہوا جھُمکا سمجھے

ناخنِ پا سے بھی تیرے نہ کبھی دی تشبیہ
ہم مہِ نو کا جو مضمون بُرا نا سمجھے

دیکھکر شوخیِ رفتارِ نگاہِ جانان
وحشیِ چشم رمِ آہوئے صحرا سمجھے

خاک مین مجکو ملایا ہی جفاؤن نے تری
تجھسے اللہ مرا او بُتِ ترسا سمجھے

غزل ۲۰۱	دیکھکر زُلفِ سیہ مین رُخِ روشن اُن کا اے **فروغ** آپ چراغِ شبِ یلدا سمجھے	اشعار (۸)

غزل

زُلفون مین ہی رُخِ یار کا پنہان کئی دنسے
بدلی مین چھپا ہی مہِ تابان کئی دنسے

یاس و الم و حسرت و حرمان و غم و رنج
ہین خانۂ دل مین مرے مہمان کئی دنسے

چپ چپ ہی ہر اک مُنکے دہن کا ترے شُہرہ
ہی سارا جہان شہرِ خموشان کئی دنسے

رہتا ہی جو راتونکو خیالِ شبِ گیسو
آتے ہین نظر خوابِ پریشان کئی دنسے

کس عاشقِ ناشاد کا یہ سوگ ہی رکھا
کنگھی ہی نہ چوٹی ہی مری جان کئی دنسے

وہ دیکھتے ہین آجکل آئینہ مین گیسو
عشاق ہین حیران و پریشان کئی دنسے

کیا عاشقِ کاکل کوئی دُنیا سے سدھارا
کیون آپکی زلفین ہین پریشان کئی دنسے

غزل ۲۰۲	دل گیسوئے دلدار کے پھندے مین پھنسا کر پھرتے ہین **فروغ** آپ پریشان کئی دنسے	اشعار (۱۵)

غزل

اچھے ہین طور سب تری مشاطہ بال کے
پر خاک مین ملے ہو ونکو دیکھ بھال کے

کچھ ڈھنگ تم بھی دیکھتے ہو اپنی چال کے
رکھے کہان تلک کوئی دلکو سنبھال کے

ہو ناز کی یہ خاک نے دھبہ لگا دیا ابتو چلو نہ قبر پہ دامن سنبھال کے
آ ے کسی طرح تو یقین اضطراب کا رکھیے تو آپ رکھدون کلیجہ نکال کے
اُبھرے حباب جب لبِ جو شرم آگئی نیچی نگاہین کرلین دوپٹہ سنبھال کے
بادِ صبا نے چھو جو لیے پھول سے وہ گال نرگس چمن مین رہ گئی آنکھین نکال کے
ڈر ہی سما نہ جائین کہین اُنکے قلب مین گھبرا گئے ہے حسرتین مرے دلکی نکال کے
لکھتی ہی اب کچھ اور ز خود رفتگی مری اچھے نہین حضور یہ انداز چال کے
کچھ اس ادا سے ہاتھ مرے سینہ پر دھرا بیچین کر دیا مجھے دل کو سنبھال کے
نیچی نگاہ کر کے نہ چل او ستم شعار نظرین اُڑا لیے لیتی ہین انداز چال کے
کچھ تو مرے دکھے ہوئے دل کا رہی خیال رکھیے حضور پاؤن لحد پر سنبھال کے
ہیکل الجھ رہی ہی دوپٹہ سے راہ مین فتنے اُٹھا رہے ہین سب انداز چال کے
ہوتا ہی کس سے وصل کا اظہار مدعا لب بوسے لے رہے ہین زبان سوال کے
پڑتے ہین میرے دل ہی پہ بہکے ہوئے قدم قربان جائیے تری مستانہ چال کے

غزل ۲۰۳	گو لکھنؤ چھٹا پہ زبان لکھنؤ کی ہے قائل ہین اسے **فروغ** تری بول چال کے	اشعار (۱۰)

غزل

تمہارے حسن کا بندہ **فروغ** زار بھی ہی ہزار جان سے عاشق بھی جان نثار بھی ہی
محبت اُنکو جو ہم سے بہت ہی غیر سے کم ہمارا دل بھی ہی صاف اُنسے کچھ غبار بھی ہی
عجب ہی رکھتے ہو کی تمنے مجھ سے کیون اُلفت تمہین بتاؤ بھلا دل پہ اختیار بھی ہی
فراق ہی جو محبت مین وصل بھی ہو گا خزان ہی آج چمن مین تو کل بہار بھی ہی
مہار ناقہ کی اے ساربان روکے ہوئے کہ ساتھ محمل لیلے کے قیس زار بھی ہی
کسی کے عشق کے اوصاف ہی جو ہر گلمین کسی کا باغ مین نرگس کو انتظار بھی ہی

ادھر بھی اک نظرِ لطف اے مرے مالک
امیدوار کرم یہ گناہ گار بھی ہے

ہر ایک پھول مین بو ہی جو تیری الفت کی
تو دیدۂ نرگس سے انتظار بھی ہے

چمن مین ہے گل و بلبل سے حسن و عشق کی بحث
چلو تو ساتھ تمہارے یہ جان نثار بھی ہے

نہ بھولنا اسے تم یا علیؑ بروزِ حساب
کہ خواستگار شفاعت **فروغ** زار بھی ہے

غزل ۲۰۴ — اشعار (۱۰)

غزل

وفا ان حسینو مین اے دل نہین ہے
کوئی دل لگانیکے قابل نہین ہے

یہ بندہ جزاے دوست تیری رضا کی
کسی بات کا تجھسے سائل نہین ہے

یہ شکوہ کھٹتے ہین سینہ سے میرے
بس اتنی کوئی خواہش دل نہین ہے

بجز تیرے اس عاشقِ ناتوان کے
کوئی ناز اُٹھانیکے قابل نہین ہے

بگولہ اُٹھا کوئی صحرا مین شاید
یہ قیس لیلی کا محمل نہین ہے

شبِ وصل مین شکوۂ ہجر کیسا
شکایت کا یہ وقت اے دل نہین ہے

لیا مینے بوسہ تو بولے بگڑ کر
کہ تو منہ لگانیکے قابل نہین ہے

نہو وصل ممکن تو بوسہ ہی دیدو
کہ یہ تو کوئی بات مشکل نہین ہے

ہوا ہی ترے حسن کا جب سے شہرہ
مرے بس مین اے جانِ جان دل نہین ہے

فروغ آپ الفت مین جلد سے نہ گذرین
کہ یہ شیوۂ مرد عاقل نہین ہے

غزل ۲۰۵ — اشعار (۱۵)

غزل

یہ مانا تمکو عادت ہی ہنسی کی
مگر یہ بزمِ ماتم ہے کسی کی

چمن مین کیا ہے آج آمد کسی کی
یہ کیون رنگت ہر اک گل کی ہے پھیکی

کرے تیرِ نظر ہی دلمین سوراخ
کہین گھر تو کرے الفت کسی کی

شکایت ہی سے یاد آیا مین اُنکو
یہ اچھی دشمنون نے دوستی کی

نظر کو اسے ہجومِ شوق دے راہ
بلائین مجکو لینا ہین کسی کی

کرے گی کیا اثر فریاد اُس پر
دعا بھی جو نہ سُنتا ہو کسی کی

کرو اب قتل یا دکھلاؤ دیدار
نکالو کوئی صورت زندگی کی

کلیجہ کو ملا دل کی خطا پر
کسی کے سر گئی آفت کسی کی

جگر پر ہی کبھی دل پر کبھی ہاتھ
خبر فرقت مین لیتا ہون سبھی کی

بہت مداح ہی حورون کا واعظ
ارے دیکھی بھی ہے صورت کسی کی

ترا وعدہ اُسے تسکین کیا دے
نہو امید جسکو زندگی کی

بنو نازک نہ تم اتنے شبِ وصل
اُٹھائی ہے ابھی میت کسی کی

حسین کرتے نہین اب مجھہ سے پردہ
بلائین لے رہا ہون بیخودی کی

نہ آنا تھا نہ آئی ہجر کی شب
قضا نے سیکھ لی عادت کسی کی

غزل ۲۰۶ — **فروغ** آتی ہے یہ کہتے ہوئے شرم / کہ ہمسے دوستون نے دشمنی کی — اشعار (۹)

غزل

نکلی جاتی ہے کمر گلگشتِ گلشن بار ہے
کوئی پھولونکا مگر اُنکے گلے مین ہار ہے

بحث ہے گل سے اور اُس غنچہ دہن سے حسن کی
مجھ سے بلبل سے چمن مین عشق کی تکرار ہے

راہ مین جب جاتا ہون کچھ کہون فرماتے ہین
ٹوکتا کوئی کسی کو بھی سرِ بازار ہے

ایک مدت سے قیامت کا ہے ہمکو انتظار
حشر پر ٹھہرا جو اُنکا وعدۂ دیدار ہے

خلد و دوزخ سے غرض کیا ہے حیدری جانِ جہان
اختیار اپنا نجفی کو اُسے مختار ہے

باغ مین نرگس کو اسے رشکِ مسیحا دیکھ آ
رحم کر للہ وہ بھی نرگسِ بیمار ہے

کچھہ نہین بحرِ الم مین ڈوبنے کا ڈر ہمین
یا علی جسوقت نکلا منہ سے بیڑا پار ہے

دوسرا کوئی نہین ہی عکس ہر جا آپ کا ۔۔۔ آئینہ پر کیون گڑی آنکھ آپ کی ہر بار ہی

غزل ۲۰۷ ۔۔۔ اے فروغ اُس بیوفا سی رکھو نہ امید وصال / جس سے ملنا ایک بوسہ کا بہت دشوار ہی ۔۔۔ اشعار (۹)

غزل

کیسے رنجش ہو گئی کیا اُس بُتِ مغرور سے ۔۔۔ اے فروغ آج آپ چپ بیٹھے ہین کیون رنجور سے

اک ذرا تربت مین دم لینے دو آ منکر نکیر ۔۔۔ ہین تھکے ماندے چلے آتے ابھی تو دور سے

حسرت و حرمان و درد و یاس و غم کی بھیڑ ہی ۔۔۔ کسطرح نکلے کوئی ارمان دلِ رنجور سے

وائے قسمت ایک بوسہ بھی جو مین مانگون کبھی ۔۔۔ وہ کہین یہ بات باہر ہی مرے مقدور سے

میرے نالون سے اگر ہو گی تزلزل عرش مین ۔۔۔ آسمان جل جائیگا آہِ دلِ محرور سے

باغ کی جانب سے اُٹھی ہی گھٹا اے میکشو ۔۔۔ چل کے ملنا چاہیئے ہی ساقی مخمور سے

آمد و رفت اُنکے گھر مین روز کی اچھی نہین ۔۔۔ ہی یہی بہتر رہے صاحب سلامت دور سے

بزم مین آنے نہ دین اپنی سمجھے اچھا حضور ۔۔۔ دیکھنا ہو گا جو مجھکو دیکھ لو نگا دور سے

غزل ۲۰۸ ۔۔۔ دے نہ سے مجھکو جواب اسکا نہین غم اے فروغ / مین سوالِ وصل کرتا ہون بُتِ مغرور سے ۔۔۔ اشعار (۱۶)

غزل

کرین کیون نہ سب سے شکایت ہماری ۔۔۔ لڑی ہی حسینو نسے قسمت ہماری

بنی اُنکے کوچہ مین تربت ہماری ۔۔۔ ٹھکانے لگی کچھ تو محنت ہماری

نہ کرتا تھی اُس نازنین سے محبت ۔۔۔ بہت اب تو نازک ہی حالت ہماری

مزا ہو جو وہ آ کے ٹھوکر لگا ئین ۔۔۔ پست جائے قدمونسے تربت ہماری

نہ رشک آئے کیونکر کہ غیرونسے ملکر ۔۔۔ پہنچتی ہی تم تک شکایت ہماری

مزا دیگئی داستانِ محبت ۔۔۔ ہنسا کوئی سُنکر مصیبت ہماری

پلٹ جائیگا کوئی اسے ضعف آ کر — نہ پہچانی جائیگی صورت ہماری

ہمین کو مزا وصل مین دے رہی ہے — تمہاری نہین باتسے شکایت ہماری

ترا رحم بھی ہمسے منہ پھیر لیگا — کہ دیکھی نہ جائیگی حالت ہماری

جو کہتے ہین دشمن وہ ہم بھی کہینگے — ہمین سے کرو تم شکایت ہماری

جفائین سہے کئے جاؤ تم ہم وفائین — وہ عادت تمہاری یہ خصلت ہماری

گلے کاٹنا ہی بس اک تمکو آیا — نہ کاٹی گئی پر مصیبت ہماری

کہا ہاتھ رکھکر دمِ نزع منہ پر — خدا سے نہ کرنا شکایت ہماری

اثر کر رہی ہے حسینون کی صحبت — بگڑنے لگی ہے طبیعت ہماری

لحد پر بھی آئے ہین وہ بن سنور کر — نہین اب بھی منظور راحت ہماری

اشعار (۱۱)	**فروغ** آ کے وہ اک نظر دیکھ تو لین نہ رحم آئے جب بھی تو قسمت ہماری	غزل ۲۰۹

غزل

کوئی لگائے دل نہ کسی سے مگر کبھی — بس مین نہو کسی کے الٰہی بشر کبھی

اے ماہ تیرے ہجر مین تارے گواہ ہین — سوئے نہین ہین چین سے ہم رات بھر کبھی

کوئی قصور اسے مرے دلبر کوئی خطا — آتے نہین جو خواب مین بھی تم نظر کبھی

رضوان سے بحث حورون سے تکرار ہو گئی — یاد آیا گھر بہشت مین تیرا اگر کبھی

وہ ہجر ہے یار کہ دردِ فراق مین — ہم مر بھی جائینگے تو نہ ہوگی خبر کبھی

شاید ہے درد فرقتِ جانان مین بدن — کروٹ بدل سکے نہ ادھر سے ادھر کبھی

کس کس کی یون خبر ہین تمہاری فراق مین — بیتاب دل کبھی ہے پریشان جگر کبھی

یہ طرفہ ماجرا ہے کہ وہ اور کھینچ گئے — کر اپنے جذبِ دل کا ہوا کچھ اثر کبھی

روشن ہر ایک دل رہے الفت کے داغ سے — دنیا مین بے چراغ نہو کوئی گھر کبھی

اُٹھتا ہون بزم سے تو بٹھاتا ہی بار بار
اُٹھ اُٹھ کے دردِ دل کبھی دردِ جگر کبھی

غزل نمبر ۲۱۲

بتخانے جایئن ہو کے مسلمان ہم **فروغ**
کعبہ مین ایکدن نہوا اپنا گذر بھی

اشعار (۲۷)

غزل

وہ پردمین نہ وفا کے اگر جفا کرتے
نہ مجھہ ستم زدہ کے جلنیکی دعا کرتے

عصا پہ تکیہ جو ہم مثل آسیا کرتے
مقام ایک ہی رہتا مگر پہرا کرتے

ملاؤن خاک مین کہتے ہی تھے ندی مٹی
حضور کاش اسی عہد کو وفا کرتے

کٹی بیان بھی شب غم عجب طرح زاہد
ہوئی ہی صبح ہمین بھی خدا خدا کرتے

اسیر دامِ محبت مین اور ہو جاتا
رہا نہ قید سے ہوتا اگر رہا کرتے

وہ کھو اُٹھین گے یہی آرزوئے غیر بھی ہی
یہہ جانتے تو نہ اظہارِ مدعا کرتے

اگر ہماری تمنا ہی سے تھی ضد اُن کو
تو اُنسے کاش ستم ہی کی التجا کرتے

یہہ کھکے جور کے شکوؤنکو ٹالدیتے ہین
بھلا تمہارے سوا کسپہ ہم جفا کرتے

جو میرے دلکی تمناؤن کا خیال آیا
وہ مسکرائے مجھے دیکھکر دعا کرتے

علاج اور کوئی اضطرابِ دل کا نتھا
گلے سے مجکو لگاتے نہ وہ تو کیا کرتے

ہی اعتبارِ محبت کا یہہ بھی اک پہلو
وہ میرے ہوتے ہوئے غیر پر جفا کرتے

سوائے گرد نہ بیٹھا ہمارے پاس کوئی
حسین خاک نشینوسے ربط کیا کرتے

کچھہ اور سوچکے کہتے ہین وہ قبول نہو
ہم اپنی موت کی خالق سے ہین دعا کرتے

ہین کیا سمجھہ کے بھلا جان آپ پر دیتا
نہ زندگی کی طرح آپ بھی وفا کرتے

کمان سے اُنکی جو نکلا خدنگ سینے کما
کسی اسیر کو کاش اسطرح رہا کرتے

اگر ہی جان ہی دینا تو زہر کیا کم ہی
حجاب آتا ہی قاتل کی التجا کرتے

نہ سمجھے ضد ہی اثر کو ہماری خواہش سے
رقیب کیلئے بھی ورنہ کچھہ دعا کرتے

لگائے تیرِ نظر چٹکیان بھی لین تم نے
علاج دردِ جگر کا اب اور کیا کرتے

ہم اور یاد دلاتے رقیب کا وعدہ
کسیکے عہد کو ہین خوگرِ وفا کرتے

اُڑا جو رنگ مرے رُخسے ہنسکے وہ بولے
اسیطرح ہم اسیرونکو ہین رہا کرتے

وفا کی تمکو اجازت حیا نہین دیتی
مگر حجاب نہ آیا کبھی جفا کرتے

ہمارا شوق کچھہ اس سے بھی بڑھکے ضد کرتا
وہ ہاتھ رکھ کے دلِ مضطرب پہ کیا کرتے

حضورِ تنگیِ ترکش سے کشمکش مین ہین تیر
دلِ وسیع مین کس چین سے رہا کرتے

مین بارِ لطف سے بھی سر اُٹھا نہین سکتا
حضور اس سے سوا اور کیا جفا کرتے

جو شوق سیر کا بھی تھا تو گھر سے کیون نکلے
نظر مین چاہنے والون ہی کی پھرا کرتے

غضب ہے تنکے کوئی اسطرح سے جلتا ہی
کسی کے بس مین نہ رہتا جو دل تو کیا کرتے

غزل ۲۱۱	عجیب کام کیا طولِ مدعا نے فروغ سمجھ کے قصہ ہین پہرون حسین سُنا کرتے	اشعار (۱۰)

غزل

بیتاب دل ہی کوچۂ جانان کے واسطے
مضطر ہی عندلیب گلستانکے واسطے

بسمل ہی دل نظارۂ مژگان کیواسطے
بپھرا ہی شیر سیرِ نیستانکے واسطے

طولِ شبِ فراق نہ کم ہوگا کس طرح
دو نگا مین اُسکو گیسوے جانانکے واسطے

کھا استخوان نہ میری پسِ مرگ اے ہما
رہنے دے دعوتِ سگِ جانانکے واسطے

بگڑو نہ مجھہ سے وصل کی شب بات بات پر
اے یار اپنی زلفِ پریشانکے واسطے

اشکونکے ساتھ لختِ دل آئی سرِ مژہ
غنچہ ہر ایک بنگیا پیکانکے واسطے

پہلو ہو جس سے گرم وہ معشوق شعلہ رُو
مین چاہتا ہون فصلِ زمستانکے واسطے

اندوہ و یاس و رنج و غم و حسرت و الم
دشمن ہین اتنے ایک مرے جانکے واسطے

کی جان تک عزیز نہ دردِ فراق سے
مر مر گیا ہون خاطرِ مہمان کے واسطے

غزل ۱۱۲	دکھلا دو اپنا روضۂ اقدس فروغ کو یا شاہِ مرسلان شہ مردان کیواسطے	اشعار (۱۸)

غزل

اک قہر تھا نگاہ کا ملنا نگاہ سے
دلمین سین اتر گئے آنکھوں کی راہ سے

محشر مین ڈر کے آپکی ترچھی نگاہ سے
نکلے گی بات بھی نہ لبِ دادخواہ سے

گو مرنیوالے خاک کے پردہ مین بھی چھپے
جب بھی نہ بچ سکے تری ترچھی نگاہ سے

محشر مین انکی چال کا ہی رنگ ہی کچھ اور
بچ بچکے چل رہے ہین وہ ہر دادخواہ سے

اسد یہ فراق سنے کی ہین ترقیان
اب تو نگاہ بھی نہین ملتی نگاہ سے

کام آئی ظلمت شبِ تارِ فراق مین
جو تیرگی بچی مرے بختِ سیاہ سے

دیکے اشارے کچھ مین جگر کھو رہا ہی کچھ
دونونکو کیا سکھا گئے ہو اک نگاہ سے

کچھ تمکو اپنی زلفِ پریشان کی ہی خبر
پوچھو بھی ملگئی مرے حالِ تباہ سے

تم دیکھتے ہو آئنہ ڈرتا ہی میرا دل
اللہ کی پناہ تمھاری نگاہ سے

تدبیر بھی الٹ گئی تقدیر کی طرح
اپنے ہی دلپہ چوٹ لگی اپنی آہ سے

اچھا رہا زمین سے تو آسمان ہی
بچکر نکل گیا تری نیچی نگاہ سے

پیارے ہین مجکو میرے گنہگار تم ہو کون
رحمت یہ کہہ رہی ہی ہر ایک بیگناہ سے

تم پارسا سہی مگر اتنا سمجھ تو لو
یون منہ چھپا کے کوئی نکلتا ہی راہ سے

اللہ ری مستیان کہ سحر کو نسیم بھی
نکلی ہی لڑکھڑا کے تری خوابگاہ سے

خالی نہین ہی چال سے آنکھونکا پھیرنا
کرتے ہین پائمال وہ دلکو نگاہ سے

پھولون مین کس غضب کی بسی ہی نسیم بھی
آتی ہی باغ سے کہ تری خوابگاہ سے

کس کی مجال کون کہے تمکو بے حجاب
چٹکیان کلیجے مین نیچی نگاہ سے

اسے بھی کچھ سمجھ رہا ہے یہ کھٹا نہین فروغ

غزل ۲۱۳ — ملتے ہین سب تری نیچی نگاہ سے — اشعار (۱۱)

غزل

الفت جوان بتون کی کدورت مآل تھی
عاشق کی قبر تودۂ گردِ ملال تھی

اپنی تو زندگی کا سہارا فراق مین
بس اک امید لذتِ روزِ وصال تھی

مین بوسے مانگتا تھا وہ دیتے تھے گالیان
یہ روزِ وصل شکل جواب و سوال تھی

وہ گل نتھا تو نخلِ الم ہر درخت تھا
پیدا چمن مین پھولون سے بوئے ملال تھی

دو چار پھول اٹھا ہی لیئے جان کر ثواب
قاتل مری شریکِ سوم تیری ڈھال تھی

ازبسکہ تھا خجل ترے دندان کے روبرو
گوہر کی آب بھی عرق انفعال تھی

اٹھتی ہین آجتک مری تربت سے آہ عیان
انکی طرف سے دلمین جو گردِ ملال تھی

وعدے پہ کیون نہ آئے جو پوچھا تو یہ کہا
کچھ اب سے دور میری طبیعت نڈھال تھی

آنکھین پسِ فنا بھی کھلی ہین جو قبر مین
ہمکو کسی کے دید کی حسرت کمال تھی

بولے وہ میری لاش کو ٹھکرا کے ناز سے
اس شخص کو بھی ہم سے محبت کمال تھی

کیون اے **فروغ** اب وہ زمانہ گذر گیا
وہ عشق خواب تھا وہ محبت خیال تھی

غزل ۲۱۴ — اشعار (۱۳)

غزل

یہ طرزِ دلبری اے فتنہ گر کچھ اور کہتی ہے
اشارہ آنکھ کا کچھ ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

کیا ضبط آجتک دیکھین ادائین تنکے چلنے کی
پر اب بیتابیٔ قلب و جگر کچھ اور کہتی ہے

نگہ تیری کبھی دشمن سے ملتی ہے کبھی مجھسے
ادھر کچھ اور کہتی ہے ادھر کچھ اور کہتی ہے

دمِ وعدہ بتاؤ مجھکو کس کا اعتبار آئے
کہ تم کچھ اور کہتے ہو نظر کچھ اور کہتی ہے

بڑھایا حسن نے گو تیری زلفون کو مگر ظالم
یہ بل کھائی ہوئی پتلی کمر کچھ اور کہتی ہے

مرا نازون کا پالا دل ابھی تک یاد ہے مجھکو
الٰہی خیر ہو ترچھی نظر کچھ اور کہتی ہے

ترے کہنے سے زاہد توبہ کرنیکو توکی لیکن
ادھر اٹھی گھٹا نیت ادھر کچھ اور رکھتی ہے

سنواری ہے یہ کس کمبخت کی بگڑی ہوئی قسمت
یہ بکھری زلف آج اے فتنہ گر کچھ اور رکھتی ہے

تری تیغ نگہ نے کام تو پورا کیا لیکن
وفورِ لذتِ زخمِ جگر کچھ اور رکھتی ہے

برا ہو رشک کا آرام کب ہے وصل کی شب بھی
یہ بیتابی تری رشکِ قمر کچھ اور رکھتی ہے

یہ کس کی رات کو سوئی ہوئی تقدیر جاگی ہے
کہ شرمائی نگہ وقتِ سحر کچھ اور رکھتی ہے

سمجھتے تھے ہر آفت سے بچے ہم خاک میں ملکر
مگر ظالم تری نیچی نظر کچھ اور رکھتی ہے

غزل ۲۱۵	فرد ــ اس وقت انکے گھر میں تم جاتے تو ہو لیکن سمجھ لو جنبشِ زنجیرِ در کچھ اور رکھتی ہے	اشعار (۱۸)

غزل

صلاح اے دردِ اسمیں یہ بہتر ہے اگر ٹھہرے
جگر تڑپے تو دل ٹھہرے جو دل تڑپے جگر ٹھہرے

غضب ہے ہیں اگر نالے کروں تو شور و شر ٹھہرے
جو انکے در پہ سر ٹیکوں علاجِ دردِ سر ٹھہرے

اُسی کے دل سے پوچھے کوئی لطف اسکی خلش کا
کہ جسکے دل میں اے قاتل ترا تیرِ نظر ٹھہرے

بچایا رشکِ قتلِ غیر سے اُنکی عداوت نے
ہوا جب شوقِ قتل انکو ہمیں مدِ نظر ٹھہرے

نہیں معلوم کیا تھا دل میں اُنکی جو پسِ مردن
ہماری لاش پر آئے بھی تو منہ پھیر کر ٹھہرے

مخاطب غیر سے ہو بات بھی ہمسے نہیں کرتے
نہ ٹھہرے آدمی ہم بھی کوئی دیوار و در ٹھہرے

کہونگا حالِ دل ٹھہرو میں اپنے ہوش میں آلوں
لگا لوں تمکو سینہ سے ذرا دردِ جگر ٹھہرے

خدارا وقف کر قاتل نہ کشتے اپنے کوچہ میں
کہیں ایسا نہو گورِ غریبان تیرا گھر ٹھہرے

گھڑا ہی ایسی کیفیت گلگشت سے حاصل ہو
اگر سیرِ چمن کی آج اے رشکِ قمر ٹھہرے

ترس کھاتے ہیں غیر و غیر تم کرتے ہیں عشاق پر
اُدھر وہ تھمکے دل ٹھہرے ادھر بیداد گر ٹھہرے

نہیں وہ ملکو لیتے گیسو نہ [illegible] ماتم میں
یہ کیا کم ہے جو دم بھر آکے میری لاش پر ٹھہرے

مرے پردہ نشین کی باغ میں آج آمد آمد ہے
کوئی کہہ دے یہ بلبل سے ذرا بیرونِ در ٹھہرے

اُمنگین طبیعت جوش پر اُنکی جوانی ہی — نہایت بیحیا ٹھہرے حجاب آنکھون مین گر ٹھہرے
سُنے جائین نہ بولین کب تلک کچھ تہا بھی ہی — زبان رکھتے ہین منہ مین ہم [illegible] ٹھہرے
تمنا ہی کسی زانو پہ سر ہو شبکو جب سوئین — اُٹھین تو چاند سا منہ آئنہ وقت سحر ٹھہرے
حجاب آتا نہین اُنکو برآمد گھر سے ہوتے ہو — نکلتے شب کے پردے مین کہ تم رشک قمر ٹھہرے
اُنھین رحم آگیا لپٹا لیا ہی اپنے سینہ سے — بھلا دو روز تو یارب یہ درد جگر ٹھہرے

غزل نمبر ۲۱۶ — **فروغ** اُنکو نہین معلوم کیون ہمسے عداوت ہی / مٹاتے ہین جو وہ نقش وفا ہم بھی مگر ٹھہرے — اشعار (۲۱)

غزل

کسی کا ناز یہ حسن و شباب کیسا ہی — کسی کا قول مرا انتخاب کیسا ہی
شب وصال یہ ہمپر عتاب کیسا ہی — تمہارے گیسوؤنکو پیچ و تاب کیسا ہی
غم انتشار تڑپ اضطراب کیسا ہی — یہ ڈھنگ لے دل خانہ خراب کیسا ہی
سوال وصل پہ وہ بات کاٹتے ہین مری — مین پوچھتا ہون یہ طرز جواب کیسا ہی
وہ دانت پیس رہے ہین اُبھرنے والون پر — حیا و شرم کا دشمن شباب کیسا ہی
نگاہ شوق نے کھولا ہی عقدۂ دیدار — یہ آج وا ترا بند نقاب کیسا ہی
وہ گھر مین بیٹھے ہین شہرت ہی حسن کی باہر — نئی یہ شرم نرالا حجاب کیسا ہی
گلے سے تیغ ملا کر سوال وصلت پر — وہ پوچھتے ہین کہو یہ جواب کیسا ہی
شب وصال لگاؤ نہ رشک کی چھریان — مری طرح یہ تمہین اضطراب کیسا ہی
مرے گناہون کی پرسش ہی کیون قیامت مین — جو بیحساب ہین اُنکا حساب کیسا ہی
مری نظر مین [illegible] مجھی سے منہ کو چھپاؤ — کھلی ہوئی ہی یہ شوخی حجاب کیسا ہی
شب وصال تڑپ اور بڑھ گئی دل کی — اسے سکون کے وقت اضطراب کیسا ہی
سوال وصل پہ تیوری چڑھائی کیون ظالم — کہ سیدھی بات کا ٹیڑھا جواب کیسا ہی

وہی رقیب وہی تم وہی تمہارا لطف
وہی زمانہ ہی یہ انقلاب کیسا ہی

ہمارے قتل سے روزِ جزا بھی ہی انکار
خدا کے سامنے اُلٹا جواب کیسا ہی

نقاب رُخ سے بھی پھوٹی ٹپکتی ہی رنگت
خطا معاف یہ شرم و حجاب کیسا ہی

فرشتو آئے ہین دُنیا کو چھوڑ کر ہم ابھی
ارے یہ وقت سوال و جواب کیسا ہی

جہانکی سیر مین ہم عمر بہر رہے مشغول
کبھی خیال نہ آیا یہ خواب کیسا ہی

چڑھی ہین تیوریان اظہارِ مدعا کے لیئے
مرے سوال سے پہلے جواب کیسا ہی

پلٹ رہی ہین نگاہین بدل رہا ہی مزاج
دیارِ حسن مین یہ انقلاب کیسا ہی

غزل ۲۱۷ — غرور شوخیوں پر ہی فروغ اُن کو اُدھر / اُدھر یہ رشک اُنھین اضطراب کیسا ہی — اشعار (۹)

غزل

نہایت مجھ سے اب وہ شوخ بدظن ہوتا جاتا ہی
کہ دیوارونکا بند ایک ایک روزن ہوتا جاتا ہی

سبھی آتے ہین اب مشتاق ہوکر میری تربت پر
زیارت گاہ عالم میرا مدفن ہوتا جاتا ہی

مرے رونے پہ رحم آیا تھا پہلے اب وہ ہنستے ہین
دل اُنکا موم تھا لیکن اب آہن ہوتا جاتا ہی

صبا زلفین اُڑا کر تو یہ کیا اندھیر کرتی ہی
کہ پوشیدہ کسیکا روئے روشن ہوتا جاتا ہی

ہمارے دلکو جتنی اُسکی اُلفت بڑھتی جاتی ہی
ہماری جانکا اُتنا وہ دشمن ہوتا جاتا ہی

ترقی حسن بھی دکھلا رہا ہی کیا جوانی مین
عجب نامِ خدا اُس بت کا جوبن ہوتا جاتا ہی

تری محفل سے رفتہ رفتہ عاشق اُٹھتے جاتے ہین
مگر خالی عنادل سے یہ گلشن ہوتا جاتا ہی

رقیب آنے لگے ہین رفتہ رفتہ گھر مین اُس گل کے
پُر از خارِ بیابان صحنِ گلشن ہوتا جاتا ہی

غزل ۲۱۸ — فروغ اُس ماہ کا ہی حسن ان روز دن ترقی پر / مرے سینہ مین داغِ عشق روشن ہوتا جاتا ہی — اشعار (۱۱)

غزل

غزل

درد کیطرح سے اُٹھے جو وہ جانیکے لیئے
دل مرا بیٹھ گیا اُنکے بِٹھانیکے لیئے

ضعف ہی پر نہ ترے کوچہ مین جانیکے لیئے
زار ہون پر نہ ترے ناز اُٹھانیکے لیئے

شمع ہر شب کو پسِ مرگ چلی آتی ہی
چار آنسو مری تربت پہ بہانیکے لیئے

چھوڑو لگا دامنِ دولت نہ مین آنسو کیطرح
تم جو چاہو مجھے نظرون سے گرانیکے لیئے

مرے مرنیکی خبر سُنکے وہ بولے افسوس
نرہا کوئی مرے ناز اُٹھانیکے لیئے

خاکساری کا چلن سرمہ سے پنہان سیکھے
چاہتا ہی اگر آنکھون مین سمانیکے لیئے

اُنکے کوچہ سے بگڑ کر جو مین اُٹھ آتا ہون
بھیجدیتے ہین تصور کو منانیکے لیئے

مدوا سے ہوشکے ہوتی ہی شبِ وصل تمام
صبح ہونیکو ہی بیٹھے ہین وہ جانیکے لیئے

نہین جاتی ہین شبِ وصل بھی ضد کی باتین
بگڑے بیٹھے ہین وہ زلفونکے بنانیکے لیئے

کم نہین دشت سے وحشت مین مرا دل مجکو
ڈھیر ہی گردِ الم خاک اُڑانیکے لیئے

غزل ۲۱۹	رحم آیا جو پسِ مرگ **فروغ** اُن کو تو کیا زندگی مین رہے سرگرم جلانیکے لیئے	اشعار (١٢)

غزل

ہمین ستم نہین آتا جفا نہین آتی
تمھین ترس نہین آتا وفا نہین آتی

ہی کمسنی ابھی کوئی ادا نہین آتی
وفا کا ذکر ہی کیا ہی جفا نہین آتی

خبر وہ پٹہ کی رکھتی ہی کسکو سوتے مین
جب آنکھ بند ہوئی پھر حیا نہین آتی

شبِ فراق بھی ہی کیا بلائے بیدرمان
کہ جسکے خوف سے مجھہ تک قضا نہین آتی

ہنسے جو وصل مین ہارونکے پھول مجھہ سے کہا
یہ آج کیا ہی کسیکو حیا نہین آتی

سب آگئے اپنے پرائے مری عیادت کو
بس ایک تم نہین آتے قضا نہین آتی

شبِ فراق مری نیند بھی اُنھین کو ملی
موذنونکو جو یا ہو صدا نہین آتی

تمہاری شوخ نگاہین غضب کی چھریان ہین
تو رہیے خوف سے جسکے حیا نہین آتی

وہ چھپتے ہین ہمارے گلے پہ اُلٹی تیغ
جفا کا حوصلہ ہی پر جفا نہین آتی

نہین یہ کیا جسے چاہو وہ ناز کرتا ہی
غضب ہی اور تو اور اب قضا نہین آتی

عدم کا قافلہ چپ چاپ اسطرح ہی روان
کسیکے کان مین بانگِ درا نہین آتی

نکلنے دے کہ ندے قتل کی بھی حسرت کو
وہ آنکھ جس مین مروت ذرا نہین آتی

تمہارا کوچہ ہی جنت بس اب یقین آیا
کہ سر پٹکتا ہی غیر اور قضا نہین آتی

وہ اپنے ہاتھ سے دیتے ہین غیر کو تعذیر
ہمارے کام ہماری خطا نہین آتی

عدو کے سامنے یون پیار سب سمجھے کو سو
کہ دشمنون کو تمہارے قضا نہین آتی

غزل نمبر ۲۲۰ — اشعار (۸)

فروغ تم سے نہ دو دن بھی نبھ سکی توبہ
خدا سے شرم بھی مردِ خدا نہین آتی

غزل

ہی رشک کرے بات تو اُس رشکِ پری سے
باز آیا ہین قاصد تری اس نامہ بری سے

پیدا اثر آہو نکا ہوا بے اثری سے
کچھ کم نہین اُنکو بھی نسیمِ سحری سے

کیا کیجئے دردِ دل مضطر کی تواضع
فرصت ہی کہان خاطرِ دردِ جگری سے

دیکھے کوئی ہیر جدتِ خورشید قیامت
گر مانگ لے سوزش مرے داغِ جگری سے

مین رنگِ شفق دیکھ کے بدلی مین یہ سمجھا
پیدا ہوا شعلہ مرے دردِ جگری سے

چلاتا ہی اسے بت جو ہر اک صورتِ ناقوس
نالان ہی زمانہ تری بیدادگری سے

ہنس ہنس کے جو قاتل نے کیا ہی مجھے زخمی
پیدا ہی تبسم لبِ زخمِ جگری سے

غزل نمبر ۲۲۱ — اشعار (۷)

اشعار فروغ آپکے ہین نالۂ موزون
انداز فغانی ہی عیان نوحہ گری سے

غزل

غزل

ہر ایک بات پہ کٹتے ہو تم خدا نکرے
کہین رقیب کے حق مین کوئی دعا نکرے

مرض کسی کو محبت کا ہو خدا نکرے
یہ درد وہ ہے کہ جس کی کوئی دوا نکرے

کسی سے اس لیئے خلوت مین وہ نہین ملتے
کہ تا کبھی کوئی اظہار مدعا نکرے

تمہارے جور و ستم کی کچھ انتہا بھی ہے
تمہین کہو کہ گلا کوئی تا کجا نکرے

یہ اختلاط سے ہر وقت کے ہے خوف مجھے
کہ یہ حجاب کہین تمکو آشنا نکرے

جفائین سہنے کا تھا حوصلہ ابھی تو مجھے
مین کیا کرون جو مری زندگی وفا نکرے

گلا سمجھ کے بگڑتے ہین بات بات پہ وہ
یہ کیا غضب ہے کوئی عرض مدعا نکرے

پھنسا دل الفت خال ذقن سے زلفون مین
اسیر دام جسے چاہے آب دانا کرے

کسی طرح جھکا سر وکار تو رہے مجھ سے
جفا سہی نہین کرتا اگر وفا نکرے

شکایت انکی نہتی وہ بگڑ گئے ناحق
فلک کے جور کا بھی کیا کوئی گلا نکرے

ہماری لاش کو کرتے ہین اس لیئے تشہیر
جہا نمین تا کوئی الفت کا حوصلا نکرے

ستم ہے قہر ہے اٹھلا کے ناز سے چلنا
ابھی یہ چال قیامت کہین بپا نکرے

سوال وصل پہ خوش ہون کیا جو قتل مجھے
کہ تا جہان مین پھر ایسی کوئی خطا نکرے

مین کس ادا پہ کہون جب کہون کہ مرتا ہون
حضور یہ کبھی کہتے نہین خدا نکرے

خدا کے واسطے رو رو نہ میری تربت پہ
یہ کیا ہے جان بھی تمپر کوئی فدا نکرے

اثر وفا کا مری طرح ہو گا غیر پہ بھی
وفا کی آپکو عادت پڑے خدا نکرے

غزل ۲۲۲

پھر اس مریض کی صحت کی کیا امید فروغ
مسیح چرخ سے آئے اگر دوا نکرے

اشعار (۲۴)

غزل

مزے لیتا ہون دشمن کی زبان سے
کہ ملتی ہے ترے طرز بیان سے

ڈرے اُنکی بلا میری فغاں سے
اُڑی نیند اور چشم پاسبان سے

عدو بھی کم نہین ہے راز داں سے
کہ واقف ہے مرے شوقِ نہان سے

نہین کوچہ مین اُنکے خاک اُڑاتی
زمین کرتی ہے باتین آسمان سے

کرونگا آج اک بوسہ پہ تکرار
لڑاؤن گا زبان اُنکی زبان سے

چمن ہے سر ہی اُٹھی ہے گھٹا بھی
یہ سب کچھ ہے انھین لاؤن کہان سے

مقدر کو مین اپنے رو رہا ہون
گلا تم سے نہ شکوہ آسمان سے

کیا یہ عرض مطلب خوب ہم نے
نہ سمجھے خود بھی جو نکلا زبان سے

ذرا اونچی تو ہون نیچی نگاہین
ستم کی داد لو کچھ آسمان سے

کہو تو خود کرون اسکا گلا مین
مزا کیا اسکا دشمن کی زبان سے

نہین سچ چلتے ہین یون ظالم بھی تنکر
نہ سیکھا جھک کے چلنا آسمان سے

یقین اب ہے نہ آئے تو گنہگار
نہ کیجے عہد دشمن کی زبان سے

ترے کوچہ مین یون کٹتی ہین راتین
لڑی رہتی ہین آنکھین پاسبان سے

خوشامد ہو چلی میری شب وصل
اشارے ہوتے ہین اب آسمان سے

ہجومِ غم مین کیا آنکھو دکھا دون
کہ نکلی گی گلا بن کر زبان سے

ہوئی کہتی تا سحر زینت شبِ وصل
خدا جانے کہان جا بیٹھین یہان سے

مزے نیچی نظر کے لوٹتی ہے
زمین رہتی ہے اچھی آسمان سے

شکایت مین مری کچھ تو مزا ہے
کہ سنتے ہین وہ دشمن کی زبان سے

چلے ہین اُنکے گھر ہم عید کے دن
گلے ملنا ہے پہلے پاسبان سے

حصارِ رشک مین دشمن کا گھر ہے
کشش دلکی انھین لائے کہان سے

بھروسا کسکو ہے وعدے پر اُنکے
تسلی خاک ہو دلکی زبان سے

ادھر صیاد اُدھر تھی منتظر برق
نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

بت بنتے ہو نازک یہ تو سمجھو ۔ نہ مل جاؤ کہین مجھ ناتوان سے

غزل ۲۲۳ ۔ فروغ اچھی نہین اُن کی محبت ۔ بُرے ہوتے ہو کیون سارے جہان سے ۔ اشعار (۱۳)

غزل

کچھ مری ضد سے نہین ظلم ہی عادت تیری ۔ مین تو مین غیر بھی کرتا ہی شکایت تیری
مینے مانا مین گنہگار سہی خیر سہی ۔ ڈھونڈھ ہی لیگی بہانہ کوئی رحمت تیری
دفن کرکے مجھے کوچہ مین وہ اپنے بولے ۔ خوش ہوے اب تو ٹھکانے لگی محنت تیری
مجکو حیرت ہے ہوا اے شمع کہ پروانون کو ۔ کیون پسند آگئی روتی ہوئی صورت تیری
اپنے پہلو مین جگہ دل کو نہ دیتا مین کبھی ۔ اسمین ہوتی جو نہ اے دوست محبت تیری
کاش آئینہ بنا دے مری حیرت مجکو ۔ مین بھی دیکھون تو کسیطرح کی صورت تیری
کس سے کہتا ہی تو حال شب فرقت اے دل ۔ کون سُنتا ہی مری جان مصیبت تیری
آئنے آٹھ پہر سامنے کیون رہتا ہی ۔ تیرے دلکو بھی مگر بھا گئی صورت تیری
ڈر یہی ہی آپ مجھے رشک نہو اپنے سے ۔ وہ یہ کہتے ہین کہ ہی مجکو محبت تیری
رات بھر کس لیے تو روتی ہی چپکے چپکے ۔ کچھ تو اے شمع سُنین ہم بھی مصیبت تیری
روز فرقت کی درازی ہی کہ اللہ اللہ ۔ اے شب وصل رہی یاد نہ صورت تیری
شوق سے دل کو ہی پامال کرو خانہ خراب ۔ مجکو کیا ہی تھی جو اس مین تو محبت تیری

غزل ۲۲۴ ۔ ہی اس امید پہ مرنا ترا بیکار فروغ ۔ اپنے کوچہ مین وہ بنوائینگے تربت تیری ۔ اشعار (۱۱)

غزل

ادا بھی ناز بھی انداز بھی حیا بھی ہی ۔ یہ سب سہی مگر اے بیوفا وفا بھی ہی
عجیب لطف ہی قاتل ضد ایک کی ہی ایک ۔ کہ نازکی بھی ہی اور طاقت جفا بھی ہی

بتون کے ظلم تو سہتا ہون مین مگر یارب — کہین یہ کھ تو نہ بیٹھین ترا خدا بھی ہی
عدو کے ذکر سے لیتے ہو چٹکیان دلمین — جفاؤنمین مری جان یہ کوئی جفا بھی ہی
مین بوسے لیتا ہون جب گالیان وہ دیتے ہین — قصور جیسا ہی بس ویسے ہی سزا بھی ہی
سبب عدو سے ہو شاید یہ ترک الفت کا — مین خوش ہون جب سے سُنا ہی وہ بیوفا بھی ہی
رقیب انکو تغافل بھی آی تو ہم سے ہے — یون ہی سہی ہمین مرغوب یہ ادا بھی ہی
رہو نمین وصل سے محروم کو سنا یہ نہین — عدو کے حق مین سہی خیر اگر دعا بھی ہی
ہی بیوفائی کا اُسنے گلا عبث مجھکو — شریک ہمین مرا بخت نارسا بھی ہی
کہے سُننے سے عدو کے تو قہر ہی بیداد — ستم کرین وہ خود ایجاد تو مزا بھی ہی

غزل ۲۲۵ — ہوئی ہی آپکی عشق فروغ سے شہرت / حضور گو وہ بُرا ہی مگر بھلا بھی ہی — اشعار (۱۶)

غزل

تب غم آپ ہون یا موت ہو آئے کوئی — اس مصیبت سے مری جان بچا سکے کوئی
حسن کو ناز بجا عشق کو زیبا ہی نیاز — کیون نہ روٹھے کوئی اور کیون نہ منائے کوئی
آئینہ مین تو کہین ایک بھی صورت تمہین — اب نہ کھنا نہ مرے سامنے آئے کوئی
تم وہ ظالم نہ اُسے پاؤ نہ یون ڈھونڈتے ہو — دل وہ نازک نہ جسے ہاتھ لگائے کوئی
مین تری یاد کے قربان تصور کے فدا — دلمین آئے کوئی آنکھونمین سمائے کوئی
بگڑ سے بیٹھے ہین بل ابرو پہ ہی تیوری ہی چڑھی — اب کلیجہ ہی یہ کس کا کہ منائے کوئی
وہ مرے دلمین ہین اور دل ہی مرا سینہ مین — یون خفا ہون جو کلیجے سے لگائے کوئی
اسلیئے برق نظر کوند رہی ہی ان کی — کہین ایسا نہو آنکھونمین سمائے کوئی
کہین رُکتے ہین دوپٹہ سے اُبھرنے والے — خود جو ظاہر ہو تو کیا اُسکو چھپائے کوئی
مین ابھی پیار جو کرلون تو ہنسی آجاسے — کیا بگڑنے کا یہ مطلب ہی منائے کوئی

اُنسے کھتی ہی شب وصل نزاکت اُنکی
دمِ تلقین نہ کہا جائے کسی نے اتنا
مجکو کیا باتین بنائین کہ سنواریں زلفین
بگڑے تیور ہی فقط روکے ہین شب وصل
متوجہ ہین اُنھین کی طرف اہل ماتم

کس کی طاقت کہ تمہین ہاتھ لگائے کوئی
کہ ابھی آنکھ لگی ہی نہ جگائے کوئی
جب مین جانون مری بگڑی کو بنائے کوئی
نیچی نظرین تو کھتی ہین منائے کوئی
ناز اُٹھائے کوئی یا لاش اٹھائے کوئی

غزل ۲۲۶	لکھنؤ والو نسے دعوی جو زبانکا ہو **فروغ** یہی گو ہے یہی میدان ہی آئے کوئی	اشعار (۸)

غزل

بہار آئی ہی بوستان مین شجر پہ بلبل چہک رہی ہی
خوشی سے پھولے نہین سماتے قبا گلونکی مسک رہی ہی

مین اُنکے کوچہ مین رو رہا ہون وہ اپنے کوٹھے پہ ہنس رہے ہین
زمین پہ پانی برس رہا ہی فلک پہ بجلی چمک رہی ہی

ادھر تو دیکھو اُدھر تو دیکھو عدو کے گھر تم نہین گئے تھے
شمیم کاکل سے پھر کہو کس کی وہ راہ اب تک مہک رہی ہی

بتا تو اے ساربان خدا را نہ مرگیا ہو غریب مجنون
ہے چوب محمل سے کس کے غم مین سر اپنا لیلی پٹک رہی ہی

رُلا نہ ہنس ہنس کے مجکو اے بُت نہ اپنا نقصان کر خدا را
ارے اُنھین آنسوؤنکے شامل تری محبت ٹپک رہی ہی

رقیب کمبخت سنگ و در سے وہ دیکھئے سر پٹک رہا ہی
ہے وصل مین دو گھڑی کی صحبت حضور اسکو کھٹک رہی ہی

تمہاری کاکل جو ہل رہی ہی ہوا سے بیکار لڑ رہی ہے

تمہین تو گھونگھٹ کا شوق خود ہی نسیم زلفین جھٹک رہی ہی

غزل ۲۲۶	فروغ پڑھو اُس غزل کا مطلع کہ جس کا ہر شعر ہو مرصع کہین یہ سب سنکے تا بہ مقطع عجب فصاحت ٹپک رہی ہی	اشعار (۱۱)

غزل

چمن مین آیا ہی تو جو اے گُل کلی خوشی سے چٹک رہی ہی
تجھی پہ پڑتی ہی چشم بلبل تجھی کو نرگس بھی تک رہی ہی

چمن مین بلبل کا ہی یہ عالم کہ تجھکو حیرت سے تک رہی ہی
گلو نے گرتی نہین ہی شبنم یہ رال منہ سے ٹپک رہی ہی

ہوا سے جنبش مین ہی جو سنبل سحر کو شبنم ٹپک رہی ہی
پری کھڑی ہی چمن مین اے گُل نہا کے زلفین جھٹک رہی ہی

نہ اس مین صیاد کر تامل دکھا دے للہ صورتِ گُل
کہ مر نجائے غریب بلبل قفس مین سر کو پٹک رہی ہی

مین تمسے پہلے ہی کہہ چکا تھا یہ حد سے بڑھنے کا ہی نتیجہ
تمہاری کاکل بھی یہ دانا زمین پر آخر لٹک رہی ہی

پر و نسے پھولونکو ہی چھپائے خدا ہی بلبل کو اب بچائے
ارے یہ کمبخت جل نجائے کہ آتشِ گُل بھڑک رہی ہی

گلے سے اپنے ہمین لگاؤ خدا کو مانو اسے نکالو
نہین دھڑکتا ہی دل یہ دیکھو تمہاری حسرت پھڑک رہی ہی

غضب کا ہی تم مین چلبلا پن ادا بلا کی ستم کی چتون
تمہاری باتو نسے شفق من بڑی شرارت ٹپک رہی ہی

ہی سرکشی کا مزا الٰہی ساقی چمن چمن ہی فضا بھی ساقی

گھری ہوئی ہی گھٹا بھی ساقی ہوا بھی کچھ کچھ سنک رہی ہی
ارے برابر نسیم تیرا رقیب بھی بزم مین ہی بیٹھا
وہ کھل رہا ہی کسی کا چہرہ نقاب رُخ سے سرک رہی ہی

غزل ۲۲۸	بڑھائین ہمسے نہ وہ محبت فروغ ہمکو نہین شکایت یون ہی جو رہجائے ہی غنیمت کہ جسطرح آجتک رہی ہی	اشعار ۲۰

غزل

تمھارے کوچہ سے بچکر صبا نکلتی ہی — کلیجہ تھام کے خلقِ خدا نکلتی ہی
ہماری آہ بس اتنی رسا نکلتی ہی — کبھی کبھی ترے کوچہ مین آ نکلتی ہی
ادا یہ کونسی روزِ جزا نکلتی ہے — نظر بچا کے جو خلقِ خدا نکلتی ہی
ہر ایک سُنکے کلیجے کو تھام لیتا ہی — تمھارے نام مین بھی اک ادا نکلتی ہی
مٹائے سے نہ مٹی الفت مژہ دلسے — بھلا یہ پھانس کلیجے سے کیا نکلتی ہی
زمانہ یون تو نہین اس پہ جان دیتا ہی — قضا مین بھی کوئی تیری ادا نکلتی ہی
عدو کا اور مرا حال ایک ہی ظالم — جفا بھی تیری بڑی بیوفا نکلتی ہی
غضب نہو کہین جلدی بنائے وہ زلفین — بگڑ بگڑ کے بلا کی ادا نکلتی ہی
نشان یون بھی نہ ملتا تھا میری تُربت کا — تری گلی سے تو خلقِ خدا نکلتی ہی
بیان ہجر کا اللہ رے اثر ظالم — کہ بات کرکے لبون کو جدا نکلتی ہی
وہ کہتے ہین تری حسرت کو شرم بھی کچھ ہی — [illegible] سے حیا نکلتی ہی
مین بے بلائے خدا کے بھی گھر نہین جاتا — کشش اُنھین کی مری رہنما نکلتی ہی
مرون جو آپ پہ مین بیوفا ٹھہرتا ہون — کرین جو آپ تغافل جفا نکلتی ہی
جگر مسلتی ہی لیتی ہی چٹکیان دلمین — تری نگاہ بھی درد آزما نکلتی ہی
ترے فراق مین کرتا ہی ناتوان نالے — کہ دلکے ٹوٹنے کی کچھ صدا نکلتی ہی

ہر ایک گل مین ترا رنگ ہی تری بو ہی — ہر اک حسین مین تیری ادا نکلتی ہی
بُرا تو لگتا ہی جس چیز کو وہی زاہد — تری زبان سے بھی مردِ خدا نکلتی ہی
نہ التجا کی ضرورت نہ عرضِ مطلب کی — ہر آہ بن کے مرا مدعا نکلتی ہی
اسی سے ہوتی ہی تسکین کچھ تو ہوتی ہی — تڑپ ہی درد کی آخر دوا نکلتی ہی

غزل ۲۲۹	**فروغ** سامنے اُس بُت کے جا نہیں حاصل زبان سے بات بھی مردِ خدا نکلتی ہی	اشعار (۱۳)

غزل

نکلجائے دم خواہش دل یہی ہی — حسینوں پہ مرنے کا حاصل یہی ہی
کہا دل نے دیکھا جو سوفارِ قاتل — کہ منہ چوم لینے کے قابل یہی ہی
جو کی عرض وعدہ وفا کیجیے گا — تو کہنے لگے ہنس کے مشکل یہی ہی
رہ عشق مین اک قدم بھی جو رکھا — کہا ضعف نے ایک منزل یہی ہی
نہ نکلے نکلتی نہین ہی جو حسرت — نکلتا نہین دم بھی مشکل یہی ہی
شبِ وصل تا صبح جانے نہ دین گے — کہ اقرار اے ماہِ کامل یہی ہی
اسی کوچۂ عشق مین دل ہوا گم — لٹا ہو نہین جس مین وہ منزل یہی ہی
قضا نے کہا دیکھکر اُس کا کوچہ — جگہ قبرِ عاشق کے قابل یہی ہی
کیا خواہشِ قتل سن نے پھر یارب — وہ کہتے ہین آپ اپنا قاتل یہی ہی
عدو ہم سے دنیا مین جلتا تھا یارب — جہنم مین رہنے کے قابل یہی ہی
نہ کیون آئین جائین مرے دل مین ظالم — تری آرزوون کی منزل یہی ہی
اُٹھین اُسکے ماتم سے ہوگی نہ فرصت — عدو مر بھی جائے تو مشکل یہی ہی

فروغ حزین کی مدد جا کے کیجیے
کہ مشکل کشا وقتِ مشکل یہی ہی

غزل نمبر ۲۳ | غزل | اشعار (۱۹)

چاہتا ہون جسے اسپہ وہی مائل دل ہی
جو ہی معشوق کا معشوق یہی وہ دل ہی

تم سے کہے جاؤ مین خاموش رہون مشکل ہی
میرے منہ مین بھی زبان ہی مین آخر دل ہی

کوئی خواہان کوئی طالب ہی کوئی مائل ہی
جان ہی سارے حسینون کی یہ دل وہ دل ہی

بس گیا ہی مری آنکھون مین تصور اسکا
کوئی مجنون کوئی لیلی ہی کوئی محمل ہی

کوئی بیٹھا ہی دم نزع سرہانے میرے
ایسی حالت مین تو مرنا بھی بہت مشکل ہی

ناز اب وہ بھی تمہاری ہی طرح کرنے لگا
تم کہا کرتے تھے جس کو یہ ہمارا دل ہی

اس نگہ نے مجھے مارا کہ ادا نے مارا
یہ بھی معلوم نہین کون مرا قاتل ہی

میرے سینہ مین ہی رکھنے مین تمہارے ہی مگر
اب خدا جانے یہ میرا کہ تمہارا دل ہی

خود بھی آسکتے ہو مجکو بھی بلا سکتے ہو
تمکو آسان ہی ہر بات مجھے مشکل ہی

تو نے برباد کی اے گردش غم اسکی مٹی
جو کھلونا تھا حسینونکا یہی وہ دل ہی

اسپہ مرتا بھی ہون جیتا بھی ہون اسکے دم سے
ہی مسیحا بھی وہی اور وہی قاتل ہی

خیر لیتے ہو تو سینے سے لگائے رکھنا
میرا ارمان بھرا نازون کا پالا دل ہی

سر تو کٹتے ہی تھے لو بات بھی اب کٹنے لگی
آگے جلاد کے منہ کھولنا بھی مشکل ہی

ایک دل کیا ہی جو ہون لاکھ تو صدقے تیرے
مانگتے ہو جسے تم وہ بھی کسی قابل ہی

ہجر مین تم جسے نالونکی صدا سمجھے ہو
اے مری جان وہ آواز شکست دل ہی

دل ہی مجرم ہی وہ مجرم نہین اے داور حشر
یہی دشمن یہی کمبخت مرا قاتل ہی

دھیان انکا ہی خیال انکا ہی یاد انکی ہی
میرا دل ہی کہ حسینونکی بھری محفل ہی

جو کسی سے نہین لڑتی وہ نظر ہی اُن کی
جو کسی سے نہین ملتا ہی وہ اُنکا دل ہی

چودھوین رات کو نکلا ہی فلک پر اک چاند
میری پہلو مین فروغ ایک مہ کامل

غزل ۲۳۱ — غزل — اشعار (۱۴)

تو سلامت نہین کچھ رشک مری تقصیر مین ہی
کہ عجب لطف ترے ہاتھ کی تعذیر مین ہی

زیب کانونکی کبھی ہار گلے کا ہین کبھی
ہائے جو لطف ہر ان ہیونکی تقدیر مین ہی

تا نہ الزامِ جفا تم پہ لگائے کوئی
ایک پہلو سے وفا بھی مری تقصیر مین ہی

نخوتِ حسن کے شکوے پہ بگڑکر بولے
اُنکے ملنے کی تو عادت مری تخمیر مین ہی

ہنسکے فرماتے ہین وہ میری جبین سائی پر
کہین مٹتا ہی مٹائے سے جو تقدیر مین ہی

التجا تمسے نہ کی حق سے دعا کرتا ہی
اے بتو غیر تو کچھ اور ہی تدبیر مین ہی

دیر وعدے پہ وہ کرتے ہین ستانیکے لیئے
رشک کہتا ہی کہ باعث کوئی تاخیر مین ہی

ہم اسیرون پہ چلے کیا تری تلوار اے ترک
آب جوہر سے وہ جکڑی ہوئی زنجیر مین ہی

رات دن رہتا ہی اُبھرے ہوئے سینہ پہ ترے
کیا مزا ہائے دوپٹہ ہی کی تقدیر مین ہی

غیر کا ذکر فقط ضد سے مری کرتے ہین
صدمہ رشک تو سہنا مری تقدیر مین ہی

کبھی چھاتی سے کبھی جھک کے گلے ملتی ہی
ذبح کرتی ہی ادا جو تری شمشیر مین ہی

وصف تو کرتا ہی گو بادۂ کوثر کا سہی
خیر کچھ لطف تو زاہد تری تقریر مین ہی

غزل ۲۳۲ — اشعار (۱۵)

وعدۂ حشر سے ہم خوب یہ سمجھے ہین فروغ
اُنکا دیدار اب اورونکی بھی تقدیر مین ہی

غزل

اے دستِ شوق دیکھ تو سینہ اُبھار کے
کیا بات ہی جو ہنستے ہین سب پھول ہار کے

اب کیا خزان کا ڈر کہ رگِ گل ہے بلبلو
جکڑے ہوئے ہین پاؤن ہوس مین بہار کے

لیتا نہین زمانہ بھی کروٹ فراق مین
قربان اے خدا اب دلِ بے قرار کے

ہنس ہنسکے آپنے تو سبھی کو ہنسا دیا
خندان چراغ و گل بھی ہین کس مزار کے

وہ بیقرار ہوگئے نکلا تھا منہ مرا
چلنا وہ ناز سے ترا سینہ اُبھار کے

باہم رکاوٹین ہین کہ چھپ جائے راز عشق
پردے پڑے ہوئے ہین دلونمین غبار کے

اللہ رے شوق مجھہ پہ لگایا جب اُسنے وار
سینے لپٹ کے چوم لیئے ہاتھ یار کے

ایک ایک کا شریک نہین اس زمانے مین
تڑپا جگر نہ ساتھ دل بیقرار کے

ہم مر گئے ہین کون اُٹھائے اب اُنکی ناز
بیٹھے ہین روٹھکر وہ کنارے مزار کے

چھایا نہین ہی باغ پہ رندو سیاہ ابر
گیسو کہلے ہوئے ہین عروس بہار کے

پھہ دھیان بھی نہین کوئی بیتاب ساتھ ہی
او جانیوالے ناز سے سینہ اُبھار کے

پوچھو کچھہ اُنکے دلسے مزا اپنے وعدیکا
چسکے پڑے ہوئے ہین جنہین انتظار کے

شانہ ہلا کے کہتے ہین وہ میری لاش کا
اُٹھو بس اب گذر گئے دن انتظار کے

کچھہ رو رہے ہین آپ بناوٹ سے اسطرح
سب ہنس رہی ہین پھول ہمارے مزار کے

بیتاب وہ بھی پردۂ شوخی مین ہین فروغ
اب ورارادے کیا ہین دل بیقرار کے

غزل ۲۳۳ — اشعار (۱۰)

غزل

شکوہ کرو نہین وعدہ بے اعتبار کے
کسکو بھلا نصیب ہے دن انتظار کے

بن ٹھنکے میرے دل کو نہ پامال کیجئے
کیون اپنا گھر بگاڑیئے زلفین سنوار کے

رو بھی چکے تم آنکھین دوپٹہ سے پونچھکر
آنسو تھمے نہین مری شمع مزار کے

شرما کے بوسے وصل کی شب کچھہ حیا بھی ہے
کمبخت دیکھہ ہنستے ہین سب پھول ہار کے

سمجھا نہ ظلم مین وہ شریک آسمان کی ہین
ہین کر گیا گلے ستم روزگار کے

بھولی نہین ابھی اُنھین باتین فراق کی
آئے بھی تو کھڑے ہین کنارے مزار کے

کہتے ہو مجھہ پہ رکھہ کے نہ غیر آئے بزم مین
سُن لین عدو بھی پھر یہی کہہ دو پکار کے

اب ہاتھ مل رہا ہون کیا کیون سوال وصل
لوٹنے سب آسرے دل امیدوار کے

سمجھے [illegible] لی حمایتی ہر انس ہو فا کی خو
قربان جاتے ستم روزگار کے

ماتم مین میرے کچھ سروپا کا بھی ہوش ہی
دیکھو سبھی کھڑے ہین کنارے مزار کے

پرہیز اور شراب سے واعظ اس ابر مین
کمبخت پی بھی لے کہ یہ دن ہین بہار کے

اچھا دیا گلون نے نزاکت کا تیری ساتھ
مرجھا گئے وصال مین سب پھول ہار کے

وعدہ ہی کیا ضرور تھا آنا نہ تھا اگر
ہان یہ غرض کہ رنج سہون انتظار کے

رو دیے کچھ اسطرح سے وہ منہ ڈھانک ڈھانک کر
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار کے

گیسو بہت بڑھ آئے ہین قربان ہو یہ دل
آئی بلا کو ٹالیے صدقہ اُتار کے

غزل ۲۳۴ — کچھ حال رنج عشق تو کہئے اب اے فروغ / شاکی بہت تھے آپ غم روزگار کے — اشعار (۱۸)

غزل

وہی ہین کان جو سنتے ہون گفتگو کوئی
وہی ہی قلب جو رکھتا ہو آرزو کوئی

گرے زمین پہ اشک آنکھ سے تو بولا ضبط
کہ یون ملاتا ہی مٹی مین آبرو کوئی

یہ رشک بھی ہی گوارا کہ جائے غیر کے گھر
کرے گا ترک مگر تیری آرزو کوئی

نہو گی صبح شب وصل اس حیا کے نثار
چھپائے منہ کو تہ زلف مشکبو کوئی

تری بلا سے نہ ہم بخشے جائین گے واعظ
یہ کیسی باتین ہین توبہ خدا ہی تو کوئی

شب وصال جگر مین یہ درد کیون اُٹھا
کہین نہ دل سے نکلتی ہو آرزو کوئی

مزے ہین حسن پرستون کے حشر کے دن بھی
یہ فکر ہی کہ نظر آئے خوبرو کوئی

ہمارا نقش محبت مٹاتے ہو دل سے
اسے بھی غیر کی سمجھے ہو آبرو کوئی

بغیر روئے کرون کسطرح مین تیرا ذکر
بھلا نماز بھی پڑھتا ہی بے وضو کوئی

وہ سر نہین نہو جس سر مین عشق کا سودا
وہ دل نہین نہو جس دل مین آرزو کوئی

مری نظر سے کوئی تیرے حسن کو دیکھے
مری زبان سے کرے تیری گفتگو کوئی

کھٹک رہا ہی ترا تیر دل مین اے ظالم
مین ڈر رہا ہون نہو یہ بھی آرزو کوئی

کہین گے حشر مین ہم اُسنے پیش داور حشر
کہ آج بھی نکرے ہمسے گفتگو کوئی

ہین وصل مین مرے دلکی نئی تمنائین
یہ آرزو ہی کہ نکلے نہ آرزو کوئی

کبھی پہ چھیڑ نہین کرتے بات بھی تم تو
کبھی یہ ضد نکرے ہم سے گفتگو کوئی

مری وفا سے تعلی جفا یہ کرتی ہی
کرے گا ابتو کسی کی نہ آرزو کوئی

تمہین ہو جان ہماری تمہین ہو دشمن جان
بھلا زمانے مین اپنا بھی ہی عدو کوئی

غزل ۲۳۵	نصیب حشر کے دن ہو شفاعت احمد فروغ اور نہین دلمین آرزو کوئی	اشعار (۱۸)

غزل

عشق کا آزار کیسا آزار ہی
کچھ وہی اچھا ہی جو بیمار ہی

کیون جلانے کا ہی وعدہ بعد قتل
غیر خود ہی جان سے بیزار ہی

آئنہ بھی سامنے رہنے لگا
جسکو دیکھو طالب دیدار ہی

سو گیا سب کو جو دربان بھی تو کیا
آنکھ کھولے روزن دیوار ہی

دل مسلتے ہو کہ ملتے ہو گلے
یہ نئی اُلفت نرالا پیار ہی

تو چھپا لے اُنکو اے دامان حشر
اک زمانہ طالب دیدار ہی

پیتی رہتی ہی گلے سے آپ کے
کوئی دست شوق کیا تلوار ہی

پڑ گئین نظرین کسی کمبخت کی
بڑھ گئی کچھ سُرخی رُخسار ہی

تیرا جلوہ کس کی نظر و نمین نہین
کون تیرا طالب دیدار ہی

جسکو آتا ہی غریبون پر ترس
وہ تمہارا سایہ دیوار ہی

مانگنے مین وصل کے یہ اُلٹی ہوئی
اب اُدھر اصرار ادھر انکار ہی

خواب مین وہ آئے جاگ اُٹھے نصیب
کوئی سوتا ہی کوئی بیدار ہی

دل ترا اے سنگدل ملتا نہین
آنکھ رہنے کو مگر ہیتار ہی

دو سزا لیکن تم اپنے ہاتھ سے | مجکو جرم عشق کا اقرار ہی
پڑتے ہین دلپر ترے ہلکے قدم | یہ انوکھی شوخیٔ رفتار ہی
ہم غریبونکی بھی اچھی بنھ گئی | عشق کی سرکار کیا سرکار ہی
آئینہ کا حال کچھ کھلتا نہین | کون کس کا طالب دیدار ہی

غزل ۲۳۶ — کیون خفا بیٹھا ہی تو اُنسے **فروغ** / کیون تو اپنی جانسے بیزار ہے — اشعار (۱۳)

غزل

ضعف نے خون جگر ایسا گھٹا رکھا ہی | ناخن یار کو محتاج حنا رکھا ہی
عرض احوال بھی شکوہ ہی یہ ہی حسن کا قول | عشق نے نام تغافل کا حیا رکھا ہی
لاش عاشق کی ہی دیدار کا وعدہ یہ نہین | کہ جسے تونے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی
ہائے کچھ گرد کدورت کا سبب تو کھئے | خاک مین آپنے کیون مجکو ملا رکھا ہی
جگر و دل کو لگائے ہوئے ہین سینہ سے | اپنے رُوٹھے ہوئے یارونکو منا رکھا ہی
بزم مین غیرونکا مجمع بھی مرے کام آیا | کہ ترے تیر نظر سے تو بچا رکھا ہی
وصل مین چونک کے آنکھونکا یہ ملنا کیسا | تمنے سوتے ہوئے فتنونکو جگا رکھا ہی
اسقدر آپسے گستاخ ہین کیون غیر حضور | کیا یہ گیسو ہین جنھین سر پہ چڑھا رکھا ہی
پھر وہ کیا تھا ہوئے غش طور پہ موسیٰ جس سے | پھر کسے تمنے قیامت پہ اُٹھا رکھا ہی
تیرے گیسو بھی ہین دُنیا سے نرالے ظالم | کہ بگڑ کر بھی اک انداز نیا رکھا ہی
کہین اُبھرا ہوا جوبن بھی سنبھلنے دیگا | کیون دوپٹہ کو مصیبت مین پھنسا رکھا ہی
نہین پامال محبت کی لحد پر تعویذ | نقش پا کو ترے سینہ سے لگا رکھا ہی

اے **فروغ** آپکی شہرت ہو نہ کیون دُنیا مین
طرز ہی آپنی کچھ سب سی جدا رکھا ہی

غزل ۲۳۷ | غزل | اشعار (۱۳)

وصل کی رات نکلتی نہین حسرت دلکی
اپنے ظاہر جو مین کرتا ہون محبت دلکی
گرد غم مین کوئی دیکھے گا نہ صورت دلکی
راز افشا کئے دیتے ہین یہ اشک خونین
نہین نکلا ہے شب ہجر مرا دم اسے موت
دل پہ چھایا ہوا عاشق کے تصور تیرا
اُسنے نازک کو بھلا تاب کہان سُننے کی
آپ سُنئے تو سُناؤن مین کچھ احوال فراق
درد اُٹھ اُٹھ کے ٹھلتا ہے تو مین ڈرتا ہون
آپکا نام بھی لون حشر کے دن تو ملزم
عشق گیسو مین اُلجھاتی ہے وہ دزدیدہ نظر
درد سے ہاتھ مین رکھے ہوئے ہون سینہ پر

لُٹ رہی ہے اسی پردے مین قناعت دلکی
ہنس کے فرماتے ہین کچھ آپکی شکایت دلکی
کچھ تو ہوجائیگی اے عشق حفاظت دلکی
میری آنکھون سے ٹپکتی ہے محبت دلکی
عمر بھر مین یہی نکلی ہے اک حسرت دلکی
تیری تصویر پہ چھائی ہوئی حسرت دلکی
ہائے پھر کس سے کہے کوئی مصیبت دلکی
آپ کہئے تو کرون کچھ مین شکایت دلکی
کہین پامال نہو جائے محبت دلکی
کچھ خدا سے مجھے کرنا ہے شکایت دلکی
پردہ شب مین لٹی جاتی ہے دولت دلکی
وہ سمجھتے ہین یہ کرتا ہے حفاظت دلکی

غزل ۲۳۸ | اشعار (۱۲۶)

لے گیا لوٹ کے سب تاب و توان کوئی فروغ
کچھ خبر بھی نہین اللہ ری غفلت دل کی

غزل

یاد اگر شعلہ رخون کی دل پر غم مین رہی
ہائے رونے سے بھی دل میرا شگفتہ نہوا
بال بکھرائے ہوئے گھیرے ہین میت کو حسین
ناتوانی سے نکل بھی نہ سکے وصلکی رات
عیش اُسکو ہے خوشی اُسکو ہے لطف اسکو ہے

کوئی جنت مین رہے بھی تو جہنم مین رہے
کھل گئے صبح کو وہ پھول جو شبنم مین رہے
جان دینے پہ بھی ہم اک نئے عالم مین رہے
ہائے گھٹ گھٹ کے سب ارمان دل پر غم مین رہے
جو ترے رنج ترے درد ترے غم مین رہے

کچھ نہ کچھ حسن سے پیدا ہو پریشانیٔ عشق
حال ابتر جو مرا خاطر برہم مین رہے

وہ شب غم کی اداسی وہ ہجوم حسرت
آپ کیا جانیئے ہم کونسے عالم مین رہے

غیر دیکھین نہ ادائین تری بیتابی کی
ظلمت ایسی تو ہماری شب ماتم مین رہے

مار ڈالا ترے وعدے نے کہ مرنے ندیا
اس دلاسے مین ہی کیا ہم اس دم مین رہے

ہجر مین غم سے کچھ ایسی ہوئی الفت دلکو
فرقت رنج سے ہم عیش مین بھی غم مین رہے

غم بھی ہے دلشکنی ہوگی تری رحمت کی
ہمسے مجرم اگر اسد جہنم مین رہے

غزل ۲۳۹	سال بھر غم ہو رہے خوش جو محرم مین فروغ سال بھر خوش رہے غمگین جو محرم مین رہے	اشعار (۲۳)

غزل

غیرون کی طرح ہمسے اشارے نہین ہوتے
دشمن کی طرح دوست بھی پیارے نہین ہوتے

وہ سامنے کس وقت ہمارے نہین ہوتے
کب چشم تصور سے اشارے نہین ہوتے

اپنے جگر و دل کسے پیارے نہین ہوتے
پھر بھی تو یہ کمبخت ہمارے نہین ہوتے

دل لیکے وہ تیور بھی تمہارے نہین ہوتے
وہ ناز وہ غمزے وہ اشارے نہین ہوتے

تربت مین مری کیون ہے اندھیرا مرے غم مین
گیسو تو پریشان تمہارے نہین ہوتے

یہ سنکے بھی کیا جان ندین چاہنے والے
ہم جانتے ہین جھک کر تمہین پیارے نہین ہوتے

کیا کیجیے تقدیر ہی ٹیڑھی ہے ہماری
سیدھے کبھی تیور بھی تمہارے نہین ہوتے

جلنے مری تربت پہ بھی آنکھونکو جھکائے
اب نیچی نگاہون سے اشارے نہین ہوتے

ہم وہ ہین جو دشمن ہو اسے دوست بنا لین
اک تم ہی نہین جو کہ ہمارے نہین ہوتے

ہم سے ہی عزیز ایک نگاہ غلط انداز
کسسے جگر و دل ہین پیارے نہین ہوتے

کرتا ہی نہین تیغ سے ذبح وہ کم سن
پورے کبھی ارمان ہمارے نہین ہوتے

تم جنکی نگاہون مین رہا کرتے ہو ہر وقت
وہ طالب دیدار تمہارے نہین ہوتے

ملتے نہیں اب تیری طرح ہم سے تری تیر
پیوست کبھی دل میں ہمارے نہیں ہوتے

کاش ایک نظر دیکھے تو آنکھوں کو پھرا کر
اب ذبح بھی کرنے کے اشارے نہیں ہوتے

دشمن ہیں مری جان مری جان کے دشمن
تم لاکھ کہو دوست تمہارے نہیں ہوتے

رکھتے ہیں وہ گردن میں مری ڈال کے باہیں
پیارا ہوا دل ہم تمہیں پیارے نہیں ہوتے

اسکا بھی نہیں پاس کہ دل ہم نے دیا ہے
احسان فراموش ہمارے نہیں ہوتے

داغ جگر و دل کے بھی جلوے ہیں نرالے
مدھم یہ چمکتے ہوئے تارے نہیں ہوتے

کیون ظلم ترے یون ہی اٹھاتے نہیں گر ہم نے
میلے کبھی تیور بھی ہمارے نہیں ہوتے

ہان ضعف سے ہے سکتہ نہیں نقش ہیں آنکھیں
وہ تکتے ہیں جو نظر اشارے نہیں ہوتے

جاگ اُٹھتا ہے ہوتے ہی سحر ایک زمانہ
بیدار نصیب آہ ہمارے نہیں ہوتے

کیون [illegible] نظر دل کو [illegible] نہیں دیتی
کیون [illegible] ہمارے نہیں ہوتے

غزل ۲۴۰ — اشعار ۱۱

چھپتے ہیں فروغ اہل سخن کے جو دلوں میں
نشتر سے کم اشعار ہمارے نہیں ہوتے

غزل

شغل آرائش رہا ہے [illegible] ستانے کیلیے
رات بھر کروٹ [illegible] لیئے

ہم ہین مانع [illegible] آیا ہے ستانے کیلیے
جس سے نفرت [illegible] ہنسنے کیلیے

بات اک سمجھائی ہے [illegible] بڑی رکھی نہین
تم نہین آتے نہ آؤ [illegible] اٹھانے کیلیے

ڈھونڈتے ہیں دم الکو جب تو دریا ہو گیا
پھر کہان آیا کوئی آنسو بہانے کیلیے

غیر نے بھی جان ہی صدقے کسی کی دل لی
منفعل ہو کیون کہا پردہ اٹھانے کیلیے

کیون کرون اسے داور حشر از قاتل یہ گلا
کوئی حیلہ چاہئے تھا موت آنے کیلیے

سمجھے ہیں شاید کہ ہے [illegible] ضائع [illegible]
بگڑے بیٹھے ہیں مرا لاشہ اٹھانے کیلیے

دل لگی ہے یہ میرے گھر آج اگر جاؤ نہ تم
لا [illegible] دھر [illegible] کھانے کیلیے

ہین حبابِ بحر بھی ناواقفِ تنگئے دھر
کچھ تو وسعت چاہیئے تھی سر اٹھانیکے لیئے

گردِ غم ہی ڈھیر دلمین اتنی جائین کہان
اپنے ہی گھر مین بہت ہی خاک اُڑانیکے لیئے

اُنکے کوچہ مین جدھر دیکھو یہی آتی ہی صدا
ہم بھی بیٹھے ہین تمہارے ناز اٹھانیکے لیئے

غیر کا ماتم سہی میری لحد پر کیا ضرور
اور کوئی جا نتھی کیا خاک اُڑانیکے لیئے

ہجر مونکی شرم رکھ لی تونے اے دامانِ حشر
ورنہ اُنکے پاس کیا تھا منہ چھپانیکے لیئے

وصل کی شب میرے دلکی سب نکالین حسرتین
آپ بھی آئے تو میرا گھر لُٹانیکے لیئے

غیر کا تو ذکر تھا پردہ پر آفت آ گئی
وہ کسے سمجھے کہا کس کو اُٹھانیکے لیئے

غزل ۲۴۱	جان دی اسے امید پر بس اسے **فروغ** شاید آجائین وہ میری لاش اٹھانیکیلیئے	اشعار (۱۲)

غزل

ہمارا دل بھی ہی کعبہ ذرا نظر مین رہے
بتو تم اب بھی سمجھو خدا کے گھر مین رہے

کہا جو مرتا ہون کہتے ہو تم ترے دشمن
رقیب بیٹھے ہین یہ بھی ذرا نظر مین رہے

تمہین یہ ضد کہ رہے اسکے دلمین رنجِ فراق
مجھے یہ وہم کوئی کیون تمہارے گھر مین رہے

اُبھار اُبھار کے سینہ کو شوق سے چلیئے
یہ ساتھ ہی کوئی بیتاب یہ نظر مین رہے

بسا ہی دلمین رقیبؔ سنکے وہ مرے دلمین
یہ اُنکے دلمین رہا اور وہ میرے گھر مین رہے

یقین ہی بعدِ فنا بھی ہو نورِ آنکھونمین
کسی کی چاند سی صورت اگر نظر مین رہے

بلاسے دفن کرین کوئے غیر مین احباب
لحد تو خیر مری تیری رہگذر مین رہے

گلو سنے بلبلونکا اختلاط تو دیکھو
چمن کی سیر مین یہ رنگ بھی نظر مین رہے

بتونکو تو جو برا کہہ رہا ہی اسے واعظ
ارے یہی تو وہ ہین جو خدا کے گھر مین رہے

حضورِ غیر مین اور مجھ مین کچھ تو دوری ہو
رہو نہین دلمین وہ کمبخت اگر نظر مین رہے

کسی کا قول کہ ہم دشمنی سے دیکھتے ہین
مجھے یہ رشک عدو اور تری نظر مین رہے

اشعار (۱۴)	فروغ اور نہ اُسکو گلے سے اپنے لگائیے ارے وہ تیغ جو قاتل تری کمر میں رہے	غزل ۲۴۲

غزل

دلبر اپنے نہ جگر پر ہے بھروسا کوئی — اس زمانہ میں نہیں ہائے کسیکا کوئی
دل کوئی چیز نہیں بات نہ دینے کی یہ ہو — ہم کیا ایسے ہیں کرے ہمسے تقاضا کوئی
اس لیئے روٹھتے ہیں ہم کے گلے کا جو پیدا — کر سکے تا کبھی اظہار تمنا کوئی
غیر در پردہ اشارونکے منہ سے یون لوٹین — کاش ان پر رشک کرے ہمسے بھی پیدا کوئی
جو گیا لینکے وہان خط وہ عدو ہیں بیٹھا — اب بتاتے ہین کرے کس پہ بھروسا کوئی
مین تو اس بات پہ مرتا ہون کہ رو کر وہ کہین — مر گیا ہائے مرا چاہنے والا کوئی
دم نکلتا ہی مرا آپ کو سوجھی ہی ہنسی — جائیے بیٹھیے یہ بھی ہی تماشا کوئی
عمر بھر ناز اُٹھائے تو اُٹھائے سینے — کیا پڑی تھی جو مری لاش اُٹھاتا کوئی
ہو تغافل کا برا لو وہ بگڑتے ہی نہین — کیا کرے اُسنے کسی بات کا شکوا کوئی
لاش پر میری جو آتے نہین کچھ تو ہی سبب — شاید اسکو بھی سمجھتے ہین وہ حیلا کوئی
دیکھتا کون یہ انداز جو مرتا نہ رقیب — بال کھولے ہوئے کیون گھر سے نکلتا کوئی
وعدہ کر لو اجی جھوٹا ہی سہی دل رکھ لو — یہ بھی سن لو نہین کرنیکا یہ پورا کوئی
دلکو تھامے ہوئے منہ پھیر کے جانا کیسا — اور دیکھے کسی بیکس کا تڑپنا کوئی

اشعار (۲۹)	عاشقانہ یہ غزل خوب کہی تمنے فروغ ہان مگر لطف تو جب تھا اسے گاتا کوئی	غزل ۲۴۳

غزل

مشتاق تھے دشمن مرے مرنیکی خبر کے — اندھیر کیا آپکی زلفون نے بکھر کے
دیتے ہین یہ دھوکے کسی مشتاق نظر کے — چھپکا ہے نہین آنکھ بھی رونق [illegible] کے

کیا خوب جواب انکو دیا ہمنے بھی مر کے
کھلنے کو پڑے شکوہ تھے لب زخمِ جگر کے
کیا نقش وفا بھی ہی حباب لب دریا
گردن پہ ذرا رک کے چل اے خنجرِ قاتل
سینے پہ تسلی کو بھی رکھے نہ کوئی ہاتھ
وہ چاند سامنہ دیکھ لیا صبح شبِ وصل
حسرت وارمان کیلئے خوب بنائے
اچھے پہ پرواز کیئے حسن نے پیدا
تعریف کیا کرتے ہین یون حسن کی اپنے
بیقدر بھی ہو کر نہ مرے دل کی گھٹی قدر
یون جامونکو خالی غمِ ساقی مین کیا ہی
اُس شوخ نے شرما کے دوپٹہ کو سنبھالا
احباب چلین لیکے سنبھالے ہوئے لاشہ
اٹھا ہی میرے دل سے کہان جانیکو ظالم
ڈر ڈر کے ہو منہ فق ہوا جاتا ہی کسیکا
ہین چھاونی چھائے ہوئے ارمان محبت
کیون داورِ محشر سے قیامت مین جھکے آنکھ
اب دیکھئے کیا جی مین سمجھتا ہی وہ بدظن
جھلکتی ہی وہ شوخ آنکھ وہین پر دم فتاک
بیوقت اثر جذب محبت ہوا اُن پر
[illegible] مصیبت ہی کہ ہم ایڑیان رگڑ رہے ہین

جو دلکو دکھاتے تھے تہِ بات نہ کر کے
چھلکی سے [illegible] نہ اگر تیر نظر کے
بن [illegible] بگڑ جاتا ہی مٹتا ہی ابھر کے
کچھ دیر تو زانو مرے سینہ سے نہ سر کے
دبکر کہین دیدین نہ لہو زخم جگر کے
منہ فق ہی نہین ہوش ٹھکانے ہین بشر کے
چھالون نے تپ غم کے مرو لمین ابھر کے
اڑنے لگین زلفین ترے شانون پہ بکھر کے
مداح رہا کرتے ہین [illegible] نظر کے
نظرون پہ [illegible] دل اتر کے
پی پی گئے ہین آنسو [illegible] کے
دریا پہ کیا قہر حبابون نے ابھر کے
دکھتا ہی دل آتے ہین ابھی زخم جگر کے
اے درد بتا دست کہ [illegible] ٹھہر کے
ہین شام ہی سے وصل مین سامان سحر کے
[illegible] ہین [illegible] چھالی [illegible] کے
کیون دل مرا توڑے کوئی [illegible] کر کے
[illegible] کیا بعدِ فنا دل نے ٹھہر کے
گذشتے ہین جہان دفن محبت کی نظر کے
کہین غیر سے باتین مری تربت پہ ٹھہر کے
ہنس ہنس کے کہے کوئی [illegible] ٹھہر کے

ہٹتی ہی نہیں چاہنے والوں کی نگاہیں
رہتا ہی ترا حسن بھی پردہ میں نظر کے

دنیا سے نرالی تری زلفوں کی ادا ہے
بنتی ہے بگڑ کے تو بگڑتی ہے سنور کے

اپنوں ہی سے دنیا میں پہنچتی ہے اذیت
چبھتے ہیں وہی دل میں جو ٹکڑے ہیں جگر کے

یہ پیار کی نظریں بھی [illegible]
کس چاہ سے آئینہ کو دیکھا ہے سنور کے

دشمن بھی ہو مہمان تو یوں کرتے ہیں [illegible]
کانٹوں کو لیا پاؤں نے کیا چھالوں نے ابھر کے

غزل ۲۴۴ | [illegible] | اشعار (۱۶)

غزل

دل میں خیال بن کے تم اے مہرباں رہے
رہ کر ہمارے گھر میں ہمیں سے نہاں رہے

وہ بدگماں ہیں اس لیے دل میں نہاں رہے
تا اُن پہ [illegible] راز محبت عیاں رہے

جب پوچھتا ہوں اُن سے کہ شب کو کہاں رہے
کہتی ہے چھپ کے آنکھ کہیں مہماں رہے

دل نے جگہ اسی لیے سینہ میں پائی ہے
گھر میں کسی کا سب کی نظر سے نہاں رہے

اللہ ری شوخیاں کہ تصور کے پردے میں
آنکھوں میں بھی رہے تو نظر سے نہاں رہے

مجھکو سزا میں آپ دیں اور ہم [illegible]
ہاتھ آپ کے رہیں نہ ہماری زباں رہے

کیسی ہوا اُنکے دل کی کدورت مٹا انہیں
[illegible] آپ بھی نہ اگر [illegible] مہرباں رہے

شوخی [illegible] تری عاشق ہے دل مرا
[illegible]

آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں پسینہ جبیں پہ ہے
آئے کہاں سے [illegible] رہے

ظاہر ہوا نہ فرق فراق و وصال میں
دل میں رہے نگاہ سے لیکن نہاں رہے

دل میں جو ہے ہجوم غم و حسرت و الم
جھنجھلا کے کہتے ہیں کوئی آخر کہاں رہے

کرتے ہیں جان توڑ کے نالے جو ہجر میں
صد حیف ہے کہ یا ہمیں ہیں [illegible] ماں رہے

منزل پہ سب پہنچ گئے مثل [illegible] رنگ
ہم صورت غبار پس کارواں رہے

یہی ہے روانی اپنی اسے میری عمر نے — قاتل نہ کس طرح ترا خنجر روان رہے
ہمراہ اُنکی یاد کے دلمین ہی بُغض غیر — کمبخت یہ بھی ساتھ رہا وہ جہان رہے

غزل ۲۴۵	کیون آہ ہو بلند نہ ابرو کے عشق مین کیون تیر مین فروغ نہ زورِ کمان رہے	اشعار (۱۳)

غزل

نکلی نگاہ آنکھ مین تم میری جان رہے — ارمان ہو کے قلب حزین مین نہان رہے
سوزش بھی درد بھی مرے دلمین نہان رہے — آخر تمہاری شرم کا کچھ تو نشان رہے
فصل خزان مین شعلہ گل بجھ کے رہگیا — پھر کیون نہ بیچراغ مرا آشیان رہے
سودا ہے سر مین دلمین ہین ارمان جگر مین داغ — کھتا ہی عشق درد پھر آخر کہان رہے
ہو لطف بھی تو اتنا ہی جتنا کہ اُٹھ سکے — نازک ہے دل خیال خدا میری جان رہے
محشر کا بندوبست بھی کرنا ضرور ہے — کل کیا کروگے آج جو ہمسے نہان رہے
کیا خوب بات بھی رہی احسان بھی ہوا — لگ آنکھ مین نہان کبھی دلمین نہان رہے
احباب میری لاش کو آہستہ لے چلین — کچھ ناتوانیونکا بھی باقی نشان رہے
تاثیر کی یہ کی مرے غم نے پس فنا — گو وہ ہنسا کئے مگر آنسو روان رہے
قربان میری آنکھین ہین صدقے ہو میرا دل — دو چار پردون ہی مین ہی تم جہان رہے
کچھ سلسلہ رہا تو امیدین بھی ہین سبھی — اچھا وہ مہربان نہین نامہربان رہے

غزل ۲۴۶	یون ہی ظہور فیض امام زمان فروغ بدلی سے نور مہر کا جیسے عیان رہے	اشعار (۱۰)

غزل

جو میرے دلمین تو ہی روزِ انتظار آئے — تو میری جان مین جان آئی خیال یار آئے

یہ بدگمانیاں ابتک ہین مرنیوالے سے
نقاب چہرہ پہ ڈالے سر مزار آئے

قفس مین کھینچکے لائے گلونکو جذبۂ دل
مزا تو ہی کہ یہین ہین صیاد اگر بہار آئے

یہ پیاری پیاری ادائین یہ بھولی بھولی شکل
تمہین کہو کہ نکیونکر کسی کو پیار آئے

یہ فرق ہے دل مضطر مین اور تجلی مین
اُسے قرار نہ آئے اسے قرار آئے

مری طرح سے ترے جھوٹے وعدونکا ظالم
مزا تو ہی نہ عدو کو بھی اعتبار آئے

کچھہ اور تھا نہ گھڑی بھر کے آنیسے مطلب
غرض یہ تھی کہ نہ برسون اسے قرار آئے

یہ جھوٹے وعدے اور اُسپر ضدین خدا کی شان
خفا بھی ہون جو کسیکو نہ اعتبار آئے

ہوئی نہ خاک بھی تسکین اُسکے کوچہ مین
کہ بیقرار گئے اور بیقرار آئے

مثال غنچۂ پیکان ہمارا دل بھی ہے
غرض ہی کیا ہے خزان آئے یا بہار آئے

نظر حضور کی بیچین دل مرا بیتاب
اُسے قرار نہو اور اسے قرار آئے

وہ میرے سر کی قسم کھاتے ہین دم وعدہ
کوئی کہے تجھے پھر خاک اعتبار آئے

خدا کیواسطے اے بیکسی بتا دینا
جو ڈھونڈھتا ہوا کوئی مرا مزار آئے

ہنسی کا بھی دم اقرار کوئی موقع ہے
خدا کیواسطے پھر کس کو اعتبار آئے

جو تجھہ سے عشق کرے اُس سے عشق ہو مجکو
جو تجھکو پیار کرے اُس پہ مجکو پیار آئے

غزل ۲۴۷	گیا ہے ساتھ جو اُسکے تو کاش یہ ہو فروغ نہ آئے ہوش بھی جب تک نہ وہ نگار آئے	اشعار (۱۴)

غزل

شراب پیکے شب وصل گر وہ یار آئے
تو ساتھ نیند کو لیتا ہوا خمار آئے

کہان تلک یہ تغافل یہ ناز اے رحمت
ارے قریب جہنم گناہگار آئے

سبے چلے ہین مرے جنازے کے ساتھ بن ٹھنکر
کہ پھر مرے کوئی مجھ پر کسیکو پیار آئے

ستم ہے آنکھ چرانے لگین سبھی مجھہ سے
غضب ہے ہوش نہ آئے مجھے جو یار آئے

خمار آنکھوں میں ہے اور بکھری ہیں زلفیں
[illegible] کے مقدر کو تم سنوار آئے

کہ ایسے شوخیاں ہوں مضطرب ہیں اہل دل
کوئی کلیجہ لگا لے کسیکو پیار آئے

ستم اور لاش اٹھاؤ کسیکی خوب کہی
مجھے [illegible] تو دشمن کو اعتبار آئے

حضور حضرت موسیٰ تو ہو گئے بیہوش
جو عکس [illegible] تو کوئی [illegible] امیدوار آئے

وہ بدگمان ہیں تو پھر التجائے عبث
جو مر بھی جائیں تو انکو نہ اعتبار آئے

خدا ہی دے کوئی مٹی عدو کی میت کو
کہیں تو کام کسی دل کا بھی غبار آئے

ہیں نازکی کے اشارے کسی سے محفل میں
کلیجہ تھام لو جب کوئی بیقرار آئے

خدا کے خوف سے سب اہل حشر لرزاں ہیں
وہ کہہ رہے ہیں کہ لو میر بیقرار آئے

ادا ہی جو وہ نرالی ہے اک زمانے سے
کبھی یہ تیغ اٹھاؤ کبھی کو پیار آئے

غزل ۲۴۸	وہ بانہیں ڈال کے [illegible] گلے میں فروغ کہ مجھکو پیار کرے تو نہ مجھکو پیار آئے	اشعار (۱۶)

غزل

ترچھی نگاہ ہوسنے تری ظاہر ہے صاف ہے
ہم [illegible] کرنے سے بھی انحراف ہے

جب جانتے ہیں دل میں کسیکو بسا لیا ہے
سینے سے پھر کسیکو لگانا خلاف ہے

ظالم وفا نہیں تو جفا سے نہ درگذر
کافر [illegible] ستم کے تغافل خلاف ہے

[illegible] وہ دیکھے بعدِ فنا میری لاش کو
کہتے ہیں [illegible] اب [illegible] معاف ہے

یوں آئینے کے بھی وہ تو خفا ہوتے آئینگے
اے جذب دل یہ پاس ادب کے خلاف ہے

کیا داغ عشق مٹ گئے اتنا تو پوچھ لو
تمسے رقیب کھلتا ہے دل میرا صاف ہے

ظالم خدا کو مان ستم سے نہ ہاتھ اٹھا
یہ بات اعتبارِ وفا کے خلاف ہے

[illegible] نگاہ آتے ہیں [illegible] بیٹھنے نہ لئے
اے ضعف یہ بھی پاس ادب کے خلاف ہے

آتی ہیں نظر مجھے اسے غیر انکی شکل
دل تیرا [illegible] آئینہ صاف ہے

جب مین یہ لکھ چکا کہ مری زندگی ہو تم
مرتا ہون تم پہ پھر تو یہ لکھنا خلاف ہے

دیتا ہی اپنے دلمین جگہ سبکو وقتِ دید
گردِ ملال سے دل آئینہ صاف ہے

سننا پڑیگا پھر تمھین جو کچھ کہین گے یہ
دیوانہ عاشقونکو بنانا خلاف ہے

جب بدگمانیان ہین کسیکی بڑھی ہوئی
پھر التجائے موت بھی کرنا خلاف ہے

جاتا ہی مرکے غیر ترے گھر سے سوئے قبر
ظاہر ہی صاف تجھسے اسے انحراف ہے

وہ بھی ہی دوست دوست کا جو اپنے دوست ہو ۲
دشمن رقیب کو بھی سمجھنا خلاف ہے

غزل ۲۴۹	مرجاؤنگا تو لاش مری کیا اُٹھا سینگے یہ ذکر بھی **فروغ** جب انکے خلاف ہے	اشعار (۱۶)

غزل

سمجھے نہ کوئی عشق سے کچھ انحراف ہے
بہرِ دعا بھی ہاتھ اُٹھانا خلاف ہے

طعنے یہ ہین کہ میری جفائین نہ اُٹھ سکین ۴
مرنا بھی میرا ہائے کسی کے خلاف ہے

وہ تو ہین میرے دلمین ہین پھرتا ہون اُنکے گرد
اچھا یہ اعتکاف ہے اچھا طواف ہے

جاؤن کہان مین چھوڑ کے انکو شبِ وصال
اے بیخودی یہ پاسِ ادب کے خلاف ہے

رُخ سوئے کعبہ غیر کی میت کا ہی بتو
کہتے نہ تھے کہ تمسے اسے انحراف ہے

جب اپنی جان جانتے ہین وہ رقیب کو
پھر انکو اپنی جان سمجھنا خلاف ہے

صبحِ شبِ وصال بھی آنکھین نہ جھکنے پائین
یہ بات بانکپن کے تمھارے خلاف ہے

مٹی بھی ملنے کی نہین امید بعدِ مرگ
قسمت یہ میری غیر سے دل انکا صاف ہے

دیکھین کہین وہ مجمعِ محشر خدا کرے
[illegible] ہین اُٹھتے ہی [illegible] خلاف ہے

اے ضعف رحم دلمین خیال اُنکا آگیا
اُٹھنے دے [illegible] خلاف ہے

پرکار کی طرح نہ پھرون کیونکہ انکے گرد
کعبہ بھی مرا ہی میرا طواف ہے

جب آپ جانتے ہین اُسے اپنی زندگی
پھر بددعا عدو کو بھی دینا خلاف ہے

تیرا تو دل وہ ہی جو مکدر رہی مجھسے یار
پھر کونسا وہ دل ہی جو غیرونسے صاف ہی

زاہد کہین حلال ہی مے اور کہین حرام
اس تیرے مسئلہ مین عجب اختلاف ہی

آئینہ سے خفا نہین ہوتے ہو وقت زیب
سینے سے میرا تمکو لگانا خلاف ہی

غزل ۲۵۷

کچھ اسے فروغ وہم کا انکے نہین خیال
دیوانونکا یہ خاک اڑانا خلاف ہی

اشعار (۲۳)

غزل

اُسکے ید قدرت مین مرض بھی ہی شفا بھی
دیتا ہی وہی درد بھی کرتا ہی دوا بھی

عاشق پہ چلے وصل کی شب تیر ادا بھی
برچھی لیئے اُٹھی نگہ ہوش ربا بھی

تاثیر نہی کرتی ہی فرقت مین دعا بھی
ہو جاتی ہی شکوہ بھی شکایت بھی گلا بھی

ہی درد محبت کی کھٹک روح کا کھینچنا
کرنے لگی ناز آپکے عاشق سے قضا بھی

پوشیدہ ہی اسے پردہ نشین سینے اثر مین
یون نکلی ہی دلسے ترے ملنے کی دعا بھی

وہ تیغ اُٹھاتے ہین کہ دو ٹکڑے کو سنبھالین
ہی شوق جفا بھی مگر آتی ہی حیا بھی

مین زار ہیر اُس کوچہ مین پہنچون بھی تو کیونکر
ڈر کر نہین چلتی کبھی اُس رُخ کی ہوا بھی

گرتا کے فلک ڈر کے سر وہ رہین چلتے
دلبر ترے کوچہ سے نکلتی ہی ہوا بھی

سینہ سے دم صبح اُنھین سینے لگایا
رخصت ہوئی تاثیر سے مل ملکے دعا بھی

بیچین بھی ہون چین بھی بے اُسکے نہین ہے
آزار محبت کا مرض بھی ہی دوا بھی

ظالم تری ان نیچی نگاہون نے ہی سب کچھ
شوخی بھی ہی تغافل بھی متانت بھی حیا بھی

مانا کہ حضور آپ مسیحائے زمان ہین
آتی ہی مگر درد محبت کی دوا بھی

پہنچا وہ جگر تک مرے تا غش وہ پہنچے
نکلی تھی ترے تیر کے ہمراہ دعا بھی

جھنجھلا کے وقت ناز و فا پر مرے بولا
ناراض انھین باتونسے ہوتا ہی خدا بھی

آمادہ تو ہو جاؤ مجھے دینے کو تعذیر
پھر کوئی نہ کوئی نکل آئے گی خطا بھی

اُلٹی مری گردن پہ چھُری پھیر رہے ہین
کم سن جو ابھی ہین نہین آتی ہی جفا بھی

شوخی نے تری شرم نزاکت کی توڑ دی
ہاتھون نے ٹھہرنے نہ دیا رنگ حنا بھی

پایا جو اُسے وصل کی حسرت سے ہم آغوش
محجوب ہوئی لیکے مری جان قضا بھی

در کشمکش ناز سے ہوتا ہی یہ مجھکو
گھبرا کے نکل جائے نہ آنکھونسے حیا بھی

تر خون مین نکلا ہی ترا تیر بھی دل سے
ڈوبی ہوئی تاثیر مین نکلی ہی دعا بھی

رہ سکتی ہی کسطرح اُن آنکھونمین مروت
جن آنکھونسے شوخی بھی ٹپکتی ہی حیا بھی

پنہان ہی ہر اک ظلم مین بھی اُنکی نزاکت
یون توڑتے ہین دل نہین آتی ہی صدا بھی

غزل ۲۵۱	کوچہ سے **فروغ** آپکے دم بھر نہین ٹلتا ہر وقت یہین رہتا ہی یہ مرد خدا بھی	اشعار (۲۱)

غزل

لطف یہ بھی نہین میرے دل مضطر کیلیے
چین آئینہ تو کر لیتا ہی دم بھر کیلیے

حاجت قبر ہی کیا ہی تن لاغر کے لیئے
سب یہ فکرین ہین عبث تیرے قلندر کیلیے

کبھی کھنچنا کبھی ملنا ہر ادا قاتل ہے
تمنے چن چن کے سب انداز ہین خنجر کیلیے

کام آئے دل پُر داغ ہمارا شاید
ہوئی ہی پھولونکی حاجت کسی بستر کیلیے

قسمین جھوٹی کوئی کھاتا نہ پھرے وعدۂ وصل
یہ شرف تیری بدولت ہی ستمگر کیلیے

جب یہ کہتا ہون کسی بات پر انصاف کرو
ہنسکے کہتے ہین اُسے رہنے دو محشر کیلیے

اُس سے بہتر ہی ترا آئینۂ نقش قدم
بوسے زاہد نے عبث کعبہ مین پتھر کیلیے

اشک سوزان جو گرے ہین شب غم آنکھونسے
وہی انگارے سے بنے ہین مرے بستر کیلیے

پھر چلے خاک اسیرونکے گلے پر قاتل
وا ہم عید ہی جو ہر ترے خنجر کیلیے

ایسی باتو نکا اس ابروہ مین موقع کیا ہی
میرا انصاف اُٹھا رکھو نہ محشر کیلیے

خط مین کیون گردش قسمت کا نہ لکھتا احوال
کہ بھٹکنا تو مقدر رتھا کبوتر کیلیے

ہاتھ رکھو نہ ہمارے دلِ بیتاب پہ تم
فائدہ کیا ہی جو ٹھہرا بھی گھڑی بھر کیلئے

شوخیاں دیتی ہین بیتابیونکا بھی دھوکا
ہیدا وار ہنے دو میرے دلِ مضطر کیلئے

روکنے والا ہی پہر کون سینے چلا جایگا
نزع مین ہو نہین ٹھہر جائے دم بھر کیلئے

فاتحہ قبر پہ غیرونکی پڑھو رکھکے نہ ہاتھ
احتیاج اسکی ہی میرے دلِ مضطر کیلئے

تیرے دھوکے مین کیا موت نے نعش پہ قہر
روح بیچین ہی اب زانوے دلبر کیلئے

خوب تارِ نظرِ دیدۂ بسمل کام آئے
جوہر اپنے پہ بنے ہین ترے خنجر کیلئے

سربلندونکو ہی کب زینتِ دنیا سے غرض
حاجت سرمہ نہین دیدۂ اختر کیلئے

بگڑے بیٹھے ہین لب ابرو پہ ہی ترچھی ہی نظر
آفتین سب ہین یہ میرے دلِ مضطر کیلئے

گردشین نیست کین آنکھونکی اڑائین ہین چرخ
کہ ٹھہرتا نہین کمبخت گھڑی بھر کیلئے

غزل ۲۵۲

گھر اٹھا دیکھ کے تاریکئ مرقد کو فروغ
جان دیتے تھے سب اللہ اسی گھر کیلئے

اشعار (۱۷)

غزل

ایجنون مرتے ہین یہ دامنِ محشر کیلئے
پاؤن پھیلائے ہین دیوانون نے چادر کیلئے

زانوے یار پہ رہتا تھا کبھی جو اسے موت
ٹھوکرین راہرونکی اب اسی سر کیلئے

خوب پہلو ہی یہ سینے سے لگا لینے کا
کاش آئینہ ہی بنتا مین گھڑی بھر کیلئے

ایکبار اور مجھے ترچھی نظر سے دیکھو
ہی کلیجہ مرا بیچین اسی نشتر کیلئے

آفتین سارے زمانے کی ہوئی ہین پیدا
میری قسمت کیلئے میرے مقدر کیلئے

بدگمان غیر قیامت کا ہی تجھسے ظالم
نہین ٹلتا جو ترے پاس سے دم بھر کیلئے

دلِ اغیار کہان اور مین کمبخت کہان
جستجو اتنی نہ کرنی تھی ترے گھر کیلئے

شیخ کو دیکھکے پرہیز نہین دنیا کے ساقی
دیر سے ہاتھ کو پھیلائے ہی ساغر کیلئے

رحم کر اے تپشِ روزِ قیامت ہم پر
ارے سب جلنے کو نہین آئے ہین دم بھر کیلئے

نہو سینۂ بخت کا خون آپکے خنجر پہ جما | خوب کا جل یہ بنا دیدۂ جوہر کیلئے
فاتحہ کو مری تربت پہ بھی رکھتے نہین ہاتھ | کہ نہو پہلوے تسکین دلِ مضطر کیلئے
ہوئی دُنیا مین مگر خلق رُکاوٹ ظالم | یا ترے دلکے لیئے یا ترے خنجر کیلئے
ہمکو نالون پہ ترے خوب بھروسا مجھکو | لطف اگر غیر پہ ہوگا بھی تو دم بھر کیلئے
آپکا قول سے پھرنا بھی ہی وجہ تسکین | کہ یہ گردش تو نہین میرے مقدر کیلئے
کاش تیغ ادب آموز ستمگر کام آئے | فخر ہی قدمونپہ گرنا تو مرے سر کیلئے
مجھکو ڈر ہی کہین خود تمکو نہ صدمہ پہنچے | تیر نظرین ہین تو چھریان دلِ مضطر کیلئے

غزل ۲۵۳ | یا علی جلد بس اب کیجئے امداد فروغ
واسطے حضرتِ شبیرؑ کے شبرؑ کے لیئے | اشعار (۱۴)

غزل

جب یہان آبلو نمین دلکے تپک ہوتی ہی | اثرِ غم سے وہان سینہ مین دھمک ہوتی ہی
قیس کی ایک نظر پڑ گئی تھی محمل پر | غضب ان پردہ نشینونکی جھلک ہوتی ہی
نکلا جاتا ہی دم اُف اُف ترا اے بیتابی | درد مین دلکے تڑپنے سے چمک ہوتی ہی
اُس نگاہِ غلط انداز کو مدت گذری | آجتک جیسے کلیجہ مین کھٹک ہوتی ہی
جاپھنے والونکے سایہ سے بھی رہتے ہین الگ | کس قیامت کی حسینونمین جھجک ہوتی ہی
نالے کرتی ہی سنکنے سے ہوا کے بلبل | موسم گل مین ہوا سے اور سنک ہوتی ہی
تیرے آنچل کا فلک نے بھی اُڑایا انداز | آسمان پر بھی نمودار دھنک ہوتی ہی
یہ محبت کا اثر ہو کہ نزاکت کا سبب | یان تڑپتا ہون وہان سینہ مین دھمک ہوتی ہی
سب سے چھپتی ہی اشارونمین یہ بیتابیٔ دل | قہر کی تیرِ محبت مین کسک ہوتی ہی
یاد آجاتی ہی آوازِ شکستِ دل کی | کب گوارا مجھے کلیونکی چٹک ہوتی ہی
کام اک تیرِ نظر نے کیا ان دونون کا | کہ خلش دلمین کلیجہ مین کھٹک ہوتی ہی

اشعار (۲۴)	دل شگفتہ ہو تو پھر لطفِ سخن بھی ہو فروغ جسطرح پھول کے کھلنے سے مہک ہوتی ہے	غزل ۲۵۴

غزل

اے فلک اور بھی ارمان ہین نکلنے والے
رحم کر وصلمین اور رنگ بدلنے والے

شغلِ عیش سے کب غیر تھے ٹلنے والے
تم سلامت رہو تیوری کے بدلنے والے

رکھدیا ہاتھ جو تمنے جگر و دل ٹھہرے
یون سنبھالو تو سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

ہو امید ابھی اُجلا سا جو پہنا تھا کفن
خاک مین ملگئے پوشاک بدلنے والے

ہائے بے موت اس انداز ادا نے مارا
یون چھری پھیرین نہ منہ پھیر کے چلنے والے

شمع کی گرمئ بازار ہی پروانو سنے
حسنِ معشوق بڑھا دیتے ہین جلنے والے

نزع کیوقت وہ آنیکو ہین اے موت ٹھہر
دم کے ہمراہ کچھ ارمان ہین نکلنے والے

آپ کیا ہاتھ ہی رکھین گے تو دل ٹھہریگا
بے سنبھالے بھی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

خوب بیتابئ دل ہجر مین کام آتی ہے
کروٹین یون بھی بدلتے ہین بدلنے والے

کب ہمارے چمنِ دل مین بہار آئے گی
ابر کیطرح سے او جھوم کے چلنے والے

کوئی بیتاب بھی ہے دفن ذرا دھیان رہے
سنبھلو گور غریبان پہ ٹہلنے والے

شکوۂ غیر پہ وہ ہنسکے یہ بولے مجھ سے
بے جلائے بھی جلا کرتے ہین جلنے والے

پھر خدنگِ نگہہ ناز لگے تڑپانے
آگئے چٹکیو نسے دل مرا ملنے والے

جان دے ایک زمانہ بھی تو کیا ہوتا ہے
حشر تک وہ نہین پردے سے نکلنے والے

ہو کے بیتاب لگا لے نہ کوئی سینہ سے
اسطرح تنکے کہین چلتے ہین چلنے والے

کاش اسطرح سے پہنچین یہ درِ دولت تک
کروٹین آپکی فرقت مین بدلنے والے

آتشِ عشق کی تاثیر بھی اُلٹی دیکھی
سرد ہو جاتے ہین اس آگ مین جلنے والے

میرے مرنے کی خبر سنکے کہا ظالم نے
مجھپہ یہ آپکے فقرے نہین چلنے والے

مرقدِ غیر سے کچھ دُور نہین تربت مری
دو قدم اور بھی بڑھ آئین ٹہلنے والے

خیر بہتر یہی نفرت ہی اگر مجھ سے تو ہو
پھیر دین دل مرا منہ پھیر کے چلنے والے

پھر وہی درد وہی نالہ وہی بیتابی ہی
تجھ پہ قربان کلیجہ مرا ملنے والے

دلِ بیتاب کی بھی میرے خبر لیتا جا
او دوپٹہ کو سنبھالے ہوئے چلنے والے

اس تغیر کو نزاکت بھی گوارا تو کرے
رنگ بدلین تو بہت رنگ بدلنے والے

غزل ٢٥٥	وصف اک برقِ تجلی کا جو لکھتا ہون فروغ نور کے سانچے مین اشعار رہین ڈھلنے والے	اشعار (۲۹)

غزل

امیدِ وصلت تری یا دم سے دل مین نہین ہی
اچھی ہی یہ لیلیٰ بھی کہ محمل مین نہین ہی

جینے کی اب ہے موت ہوس دل مین نہین ہے
کیا کیجیے خنجر کفِ قاتل مین نہین ہی

اک قطرۂ خون اور زمانہ کی امیدین
سب کچھ ہی مگر کچھ بھی مرے دل مین نہین ہی

روکے نگہِ شوق کو مجنون کی جو لیلیٰ
جان اتنی ترے پردۂ محمل مین نہین ہی

اے غیر تمنائے وفا تجھکو مبارک
سب کچھ ہی یہ عادت مرے قاتل مین نہین ہی

کیون تمنے مرے سامنے دشمن کا لیا نام
آتا ہی زبان پر کہین جو دل مین نہین ہی

یہ کون مرا شانہ ہلاتا ہی لحد مین
آرام مگر پہلی ہی منزل مین نہین ہی

خنجر نے پھر انداز اُڑایا ہی یہ کس کا
مرنے کی تو عادت رُخِ قاتل مین نہین ہی

لیلیٰ کی ردا قیس کا ڈھانکے تنِ عُریان
ہمت کچھ اگر پردۂ محمل مین نہین ہی

کھینچکر وہی چلنا ہی تو چل کر وہی رُکنا
خنجر مین ہی کیا جو مرے قاتل مین نہین ہی

حد آپکی فرقت مین ہوئی کثرتِ غم کی
افسوس خوشی کی بھی جگہ دل مین نہین ہی

تیری نظرِ شوق کے ٹک رہنے کو ای شوق
روزن بھی کوئی پردۂ محمل مین نہین ہی

رکھے گی نزاکت ہمین محروم ستم بھی
تو طاقتِ بیداد ہی قاتل مین نہین ہی

پاتی ہے سزا شمع پتنگون کو جلا کر
استادہ کب اک بار وہی محفل مین نہین ہے

کسوقت بہار آئی ہے صیاد چمن مین
جب طاقت پرواز عنادل مین نہین ہے

مرنے کی بھی خود اپنے مین کرتا ہون تمنا
اب کونسی حسرت ہے جو اس دل مین نہین ہے

کون آرزوے مرگ رقیبون کی نکالے
اتنی بھی تو ہمت سرِ قاتل مین نہین ہے

اے عشق نہ وامق ہے نہ فرہاد نہ مجنون
اگلی سی وہ رونق تری محفل مین نہین ہے

دم توڑنا مشکل ہے کچھ آسان نہین ظالم
اتنی بھی تو قوت ترے بسمل مین نہین ہے

گردونکی خبر لینگی مرے خونکی چھینٹین
گنجایش اگر دامنِ قاتل مین نہین ہے

سے کون دعا پہنچکین موجین تو بلائین
افسوس یہ قوت لبِ ساحل مین نہین ہے

تھی روح کے جلوے سے فقط جسم کی رونق
کچھ بھی نہین اک شمع جو محفل مین نہین ہے

وعدہ ترا کچھ اور ارادہ ترا کچھ اور
جو تیری زبان پر ہے ترے دل مین نہین ہے

لیلا کی یہ بدلی ہوئی چتون کا ہے پرتو
اے قیس شکن پردۂ محمل مین نہین ہے

کاٹے گا مصیبت مری یہ کون الٰہی
اتنا بھی تو دم خنجرِ قاتل مین نہین ہے

غزل [illegible]	دنیا ہو فروغ اور یہ دردِ غمِ الفت کیا کچھ مرے ارمان بھرے دل مین نہین ہے	اشعار (۱۶)

غزل

نہ روئے دل مرا کیون حالتِ جگر کیلئے
کسیکا تیر بھی آتا نہین خبر کے لیئے

غضب کیا مرے دودِ جگر نے ہجر کی شب
نقاب ہوگیا ظالم رُخِ سحر کے لیئے

اسی سے اُلمو سہ پارہ دہ مین لکھتا ہون
کبھی جو گھر مرے آئین تو رات بھر کے لیئے

چڑھے ہوئے ہین نگاہو نپہ یہ حسینون کی
یہ فخر کم ہے ہمارے دل و جگر کے لیئے

ملی جو آنکھ تو اک شکل وصل کی نکلی
مری نگاہ نے بوسے تری نظر کے لیئے

جو مشکلین تھین محبت کی سب ہوئین آسان
سمجھ چکے یہ مصیبت ہے رشکِ اظہر کے لیئے

مجھے تو ذبح کیے ڈالتی ہی اسکی لچک
نہین ہی تیغ کی حاجت تری کمر کے لیئے

عجب اثر ہین ز خود رفتگیِ الفت کے
کہ پھر رہا ہون مین خود اپنی ہی خبر کے لیئے

نہ پاسکا مجھے بھی شب وصال کیساتھ
ذرا سمجھ کے دعا کیجیے سحر کے لیئے

ہوا بھی کوچہ سے اُنکے گذر نہین سکتی
یہ بندوبست مری آہ بے اثر کے لیئے

رکھا جو ہاتھ پئے امتحانِ بیتابی
وہی سکون کا سبب ہوگیا جگر کے لیئے

دلِ عدو کی کدورت نگہ مین کیون رکھیے
غبار خوب نہین دامنِ نظر کے لیئے

نہین نہ صبح کو وعدہ کسی سے ہوا رشک
شبِ وصال وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

ہی تجھ سے بڑھ کے تمنا تری عزیز مجھے
کہ ساتھ دینے کو راضی ہین عمر بھر کے لیئے

نہ کسطرح سے بڑھین بدگمانیان میری
ہوئی ضرورت رہبر بھی نامہ بر کے لیئے

غزل ۲۵۶

شبِ وصال ہمارے وہ مہمان ہین فقط
کہ ہم زمانہ مین مہمان ہین رات بھر کے لیئے

اشعار (۱۲)

غزل

کیا ہی عہد عبادت جو عمر بھر کے لیئے
[illegible]

عبث ہی میرے دلِ بیقرار پر الزام
قرار آپ نہین [illegible]

شبِ وصال ہی میری شب فراق عدو
مجھے ہی رشک وہ بیتاب ہین سحر کے لیئے

مزا ستم کا عجبی ہی کہ لطف بھی کچھ اٹھے
ہمین سے عہد ہو کاش اسکا عمر بھر کے لیئے

نہین نکلتی ہین منہ سے جو اضطراب مین صاف
دعائین خود مری بیتاب ہین اثر کے لیئے

بری کثافت دنیا سے ہی لطافت حسن
نہین نقاب کی حاجت تری نظر کے لیئے

شبِ وصال چھپائیگی منہ کسیکی حیا
تڑپ رہا ہی کوئی دامن سحر کے لیئے

ہی بعد میری شبِ غم کے روز وصلِ عدو
دعا بھی کر نہین سکتا مین اب سحر کے لیئے

تمہارا لطف ستم کے مزے دکھاتا ہی
غضب مین ڈالے گا آکر رات بھر کے لیئے

وہ سب تو چھین لیا اُنکی شوخ آنکھون نے
عبث دعا ہی مرے منتظر اثر کے لیے

مین کیا کرون نکروں التجا سے مروت اگر
کہ روٹھنا ہی حسینون نے عمر بھر کے لیے

چھپا کے منہ کو دمِ واپسین وہ آئے ہین
یہ اہتمام ہین حسرت بھری نظر کے لیے

کسی کے رشک کا پہلو نیا نکالا ہے
شب فراق ہی یا ہین مین سحر کے لیے

اشعار (۱۴۱)	**فروغ** اپنی طبیعت سے خود ہر رشک مجھے کر جاے تھی یہ شوخی کسی نظر کے لیے	غزل ۲۵۸

غزل

دلکو سینہ مین مرے اے یار رہنے دیجیے
میرے پہلو مین مرے تو یار رہنے دیجیے

قبر مین تو چین سے اے یار رہنے دیجیے
آپ اپنی شوخیِ رفتار رہنے دیجیے

مجھ مین اُنمین فرق کچھ اے یار رہنے دیجیے
غیر ہی پر آپ اپنا پیار رہنے دیجیے

اک ذرا چہرہ پہ غصہ کی ادائین دیکھ لون
آپ دم بھر حلق پر تلوار رہنے دیجیے

آپ بھی تو دشمنِ جان ہین مرے سنتا ہون مین
پھر مجھے بھی جان سے بیزار رہنے دیجیے

ہو مزا تسکین ہین دیکھون کہ بیتابی مین تھا
اک ذرا سینہ پہ ہاتھ اے یار رہنے دیجیے

آپ مجھ سے پوچھتے ہین ماجرائے دل مرا
ذکر ان باتون کا ہی بیکار رہنے دیجیے

کام اپنا آپ کر لے گی ہماری چشم شوق
آپ اپنا وعدہ دیدار رہنے دیجیے

کیا مرے دلبر ہی کیونکر شب فرقت کٹی
کچھ نہ مجھ سے پوچھیے اے یار رہنے دیجیے

خیر مین بھی چاہتا ہون اک جہان کو رشک ہو
حشر ہی پر وعدہ دیدار رہنے دیجیے

لاش تو کیا آپ سے نازک سے اُٹھینگے بھلا
جائیے بھی بیٹھیے اے یار رہنے دیجیے

شوق سے پہلو مین میرے وصل کی شب سوئیے
میرے بخت خفتہ کو بیدار رہنے دیجیے

خود مرا تیر نگاہ شوق کرے گا حلقہ
آپ اپنا روزنِ دیوار رہنے دیجیے

اقتضائے پاس شرم یار ہی تھا اے فروغ	

غزل ۲۵۹	دل ہی دلمین حسرت دیدار رہنے دیجئے	اشعار (۱۵)

غزل

ملتا ہی مزا جو خلش تیر نظر سے
پوچھے کوئی لطف اسکا مرے قلب و جگر سے

منہ آئینہ سے ہنسکے چھپاتے ہین ہم زیب
اللہ رے حجاب آتی ہی شرم اپنی نظر سے

ڈرتا ہون کہین ہو نہ کچھ امید عدو کو
نیچے کیئے آنکھونکو نہ جاؤ مرے گھر سے

ڈرتا ہون نہین جاتے ہین وہ گذری شب وصلت
یہ صبح نہین کم ہی قیامت کی سحر سے

ممکن ہی نہ بین وہ مری آنکھونکی بلائین
دیکھین اگر آئینہ کو وہ میری نظر سے

اک تم ہی نہین ہو کہ جو باہر نہین آتے
اک آئینہ بھی ہی جو نکلتا نہین گھر سے

اے رشک کہین غیر کے وعدہ کیا نہ دن ہی
کچھ آج بھرا آتا ہی دل میرا سحر سے

ملتا ہی عجب لطف دم دید نگہہ کو
اب رشک مجھے آئیگا اپنی نظر سے

کیون ہو گئے سوراخ مرے قلب و جگر مین
کیون لڑگئین آنکھین مری اُس [illegible]

کیا غیر کی چوری ہی جو رشک آتا ہی مجھکو
دیکھو نہ مجھے بزم مین دزدیدہ نظر سے

بل ابرو و نیزہ بھی ہی نگاہین بھی پھری ہین
اسطرح تو جاتے نہین دشمن کے بھی گھر سے

ہاں ہم آتے ہین کیا گر کے محشر مین گنہ بھی
سب ملتے ہین آنکھونکو مرے دامن تر سے

غم اسکا ہی آنکھونکی طرح دل نہ پھرا ہو
وہ کاش مجھے دیکھتے غصہ کی نظر سے

کیون رشک اُنھین پر تو کہین جان نہ دی ہو
آج آتی ہی ماتم کی صدا غیر کے گھر سے

غزل ۲۶۰	کیا فرق رہا غیر مین اور مجھ مین فروغ اب وہ دیکھتے ہین مجکو بھی اُلفت کی نظر سے	اشعار (۱۳۶)

غزل

امید ہو کیا اور ترے تیر نظر سے
اک دن بھی تو گذرا اسے دلسے نہ جگر سے

آتی ہی مروت تری حسرت سے شب وصل
کس طرح نکالے کوئی مہمان کو گھر سے

اک دستِ تمنا مرے ماتم مین جو مصروف
اک تیغ جو لپٹی رہے ہر وقت کمر سے

کچھ شرم کا پردہ بھی ہے کچھ غیر کا ڈر بھی
جاتے ہین جو وہ منہ کو چھپائے مرے گھر سے

ہر نقش کفِ پا مین بھرا ہے جو لہو بھی
گذرا ہے وہ بیدرد ضرور آج ادھر سے

پوچھے کوئی اب اُس سے درازیِ شبِ وصل
ہین میری طرح آج وہ مایوس سحر سے

جو چین مرے دلمین ہے دُنیا مین نہو گا
پچتائے گا آپ نکل کر مرے گھر سے

شرما کے جھکاؤ نہ مجھے دیکھ کے آنکھین
مین جانتا ہون مجکو گراتے ہو نظر سے

کیا ہو جو مری طرح سے دشمن مرے تڑپین
کیا ہو اگر اک رات نجاؤ مرے گھر سے

دلکو بھی مرے صبح شبِ وصل بجھا دے
اسے غم مجھے محجوب نکر شمعِ سحر سے

انھین تو نہین خاک بھی خوئے دلِ عاشق
نالے تو ذرا بھی نہین مانوس اثر سے

بیتاب اُنھین کرکے کیا مجکو بھی بیچین
باز آیا مین اے نالۂ دل تیرے اثر سے

سنئے مری اک بات یہ کل منہ کو چھپائے
نکلے تھے **فروغ** آپ ہی میخانے کے در سے

غزل

ہوئے ہین حسین بدگمان کیسے کیسے
لئے ہین مرے امتحان کیسے کیسے

ہوئی ہین ترے ناتوان کیسے کیسے
اُٹھاتے ہین ناز اے جوان کیسے کیسے

خدا کا کیا شکر فرقت مین کیا کیا
اُٹھائے ہین ظلمِ بُتان کیسے کیسے

کہان تک اُٹھین ناز بیتابیِ دل
ستم کرتی ہین شوخیان کیسے کیسے

اُڑائی ہے دیوانون نے خاک کیا کیا
ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

دمِ نزع پھیرا جو آنکھون کو مین نے
وہ مجھ سے ہوئے بدگمان کیسے کیسے

نہ دل پر بھروسا نہ قاصد پہ مجھکو
عدو بن گئے رازدان کیسے کیسے

نہ آیا مرے گھر سے آنکھین جھکائے
یو ہین غیر ہین بدگمان کیسے کیسے

وہ رہ رہ کے مُنہ کو چھپانا کسی کا
جگر میں ہیں داغ نہان کیسے کیسے

کہا شرم نے تھم آنکھیں جھکا کر
حجاب آ گئے درمیان کیسے کیسے

دمِ نزع بوسے مری ہچکیوں پر
نکالے ہیں طرز فغان کیسے کیسے

غضب کر گئی پرسشِ تیغ ہم پر
مزے لیتے ہیں نیم جان کیسے کیسے

عجب منزلِ شوق ملکِ عدم ہے
سے چلے جاتے ہیں کاروان کیسے کیسے

بگڑ کر وہ غیروں سے ملتے ہیں مجھ سے
عدو ہیں مرے مہربان کیسے کیسے

نہ پہنچے مگر میرے دورانِ سر کو
پھرے رات دن آسمان کیسے کیسے

ہیں بستر سے اٹھا نہ آنکھیں حیا سے
پڑے ہمیار ہیں ناتوان کیسے کیسے

بدلوا تا ہے کوئی کروٹ خود آکر
مزے لیتے ہیں ناتوان کیسے کیسے

مرے قلب کے سارے ارمان ہوئے ہیں
نصیب دلِ دشمنان کیسے کیسے

پہنچتی ہے اے رشک کانوں تک انکے
غضب ڈھا رہی ہے فغان کیسے کیسے

نہ جب جا سکے سوئے ملکِ عدم بھی
ہوئے مضطرب ناتوان کیسے کیسے

غزل ۲۶۲	فروغ آپکا ڈھنگ سب سے الگ ہے جہاں نہیں ہیں شیوہ زبان کیسے کیسے	اشعار (۲۱)

غزل

اُنکے آگے جو کبھی مدح و ثنا ہوتی ہے
پوچھتے ہیں کہ وہ کیا چیز تمنا کیا ہوتی ہے

سامنے میرے رقیبوں پہ جفا ہوتی ہے
واہ کیا آپ نے فرمایا ہے وفا ہوتی ہے

کاش وہ ہاتھ کلیجہ پہ نہ رکھتے دم بھر
آہ لب پر مرے آتی ہے شوق پیدا ہوتی ہے

اس سے بڑھکر نہیں کچھ درد جگر کا ہے علاج
جب تڑپتا ہوں تو تسکین ذرا ہوتی ہے

متصل اشک جو آنکھوں سے چلے آتے ہیں
کوئی حسرت تو نہیں دل سے جدا ہوتی ہے

اُنکی آمد سے تو چہرہ کا ہے عالم کچھ اور
محفل عیش مری بزم عزا ہوتی ہے

اُنکا جوبن نہین آنچل کو سنبھلنے دیتا
شّہم سُنت مری آورسا ہوتی ہی

غم پہ غم یہ رنج پہ رنج آپ دیے جاتے ہین
واہ بیمار کی اچھی دوا ہوتی ہی

کوئی مرجائے تو کیا پھول کسیکے ہون تو کیا
بزم ماتم مین شریک اُنکی بلا ہوتی ہی

عذر کر لیتا ہون یون وصل مین توبہ لیکر
آدمی ہی سے ہر یجان خطا ہوتی ہی

ہائے جی بھر کے نہین لطفِ ستم بھی ملتا
جور تھم تھم کے تو رُک رُک کی جفا ہوتی ہی

حالِ دل سچ بھی جو لکھتا ہون تو ہوتے ہو خفا
ہین تو سُنتا تھا کہ جھوٹے کو سزا ہوتی ہی

التجا سے بھی نکلتا نہین کچھ وصل مین کام
لیجیے یہ بھی شبِ غم کی دعا ہوتی ہی

ہائے اُن ہاتونسے تعذیر کی حسرت ہی رہی
ٹال دیتے ہین اگر مجھ سے خطا ہوتی ہی

بند مٹھی مین نہ کیون دزدِ حنا کو رکھین
ہاتھ آجاتا ہی جب چور سزا ہوتی ہی

ہین یہان کشمکشِ غم سے مٹا جاتا ہون
اور وہان زیب بدن چست قبا ہوتی ہی

دل جلے حشر کے دن قابلِ دوزخ ٹھہرے
لیجیے اُلٹے جہنم کو سزا ہوتی ہی

نیند مین ہوش دوپٹہ کا کسے رہتا ہی
بند آنکھین جو ہین قیدِ حیا ہوتی ہی

تاب مجھ زار کی مجھ زار کو فرقت مین کہان
اور جو کچھ ہی بھی تو وہ صرف دعا ہوتی ہی

نہین اُٹھتا ہی دُھوان شمع لحد سے پس مرگ
میرے ماتم مین سیہ پوش ہوا ہوتی ہی

بات کر لیتے ہین خوش ہو کے جو وہ عیسیٰ **فروغ**
صدقے دل ہوتا ہی اور جان فدا ہوتی ہے

غزل

تری فرقت مین کب تن سے مری جانِ حزین نکلی
مگر اک حسرتِ دل تھی جو آحسین نکلی

نگاہِ ناز کو بھی تیری جب دیکھا یہین نکلی
ترے سخن کیطرح یہ بھی دلنشین نکلی

وہ دیکھا خانۂ دشمن مین جو خالق نہ دکھلائے
مری چشمِ تصور ہجر مین کیون دوربین نکلی

پریشان زلف نہ فق آنکھ نم اُترا ہوا چہرہ
سواری میرے مرقد کیطرف سے تو نہین نکلی

نہ اسکو صبر کی طاقت نہ دم بھر کی تھین فرصت
اُدھر پہلو سے وہ اُٹھے اِدھر جانِ حزین نکلی

جو آئی وصل کی شب بھی تو سر کھوئے ہوئے آئی
توقع جس سے تھی مجھ سے پریشان وہ کہین نکلی

نہ تھی کیا خاک ہوا کہ رشک ہی غیرونکے مرنیسے
ہوئی صبح اور ترے کوچے سے لاش اک اے حسین نکلی

پریشان تھا فقط مین ہی اک تقدیر کے بل سے
بہت پرپیچ ظالم تیری زلفِ عنبرین نکلی

ابھی سے تمکو رحم آنیلگا غیرونکے رونیپر
ابھی تک تو لہو کی بوند بھی کوئی نہین نکلی

نکالکر تیغ نے مجھ سخت جان پر اک غضب ڈھایا
قیامت ہی اُٹھین کی طرح یہ بھی نازنین نکلی

جو صبح وصل دیکھا تھا کسی نے نیچی نظرونسے
مرے دل سے نہ برسون وہ نگاہِ شرمگین نکلی

تری اُلفت پر اپنے دل مین کیا کیا ناز تھا مجکو
قیامت ہوگئی بعض عدو کی ہمنشین نکلی

کہا سینے جو دیکھی ظلمتِ مرقد پس مردن
یہان بھی جان کی دشمن وہ زلفِ عنبرین نکلی

نکالو گے مجھے محفل سے اپنی تم بھی اتنے ہو
نہ تم سے آرزو بھی جب کوئی اے نازنین نکلی

غزل ۲۶۳ — اشعار (۱۹)

غم دشمن ہین گر اُسنے حیا سے منہ چھپایا تھا
فروغ اشکونسے پہر بھیگی ہوئی کیون آستین نکلی

غزل

تری محجوب آنکھونسے نگاہ شرمگین نکلی
اُلٹ کر پردہ دیکھو یا یہ لیلئے پردہ نشین نکلی

بہت کچھ گو تمنا وصل کی شب سے حسین نکلی
جو پوچھو شوق دلکو میرے تو کچھ بھی نہین نکلی

یقین جب ہو لیا مرنیکا تب آئے عیادتکو
عجب صورت سے یہ حسرت بھی وقتِ واپسین نکلی

پڑی ہی منہ چھپائے گرد غم اور دامن دلمین
تمنا تیری تجھ سے بڑھکے کچھ پردہ نشین نکلی

نہ سمجھون آپ کے دلکو مین کیونکر خانۂ دشمن
کہ جب ڈھونڈا عدو کی یاد کو بینے وہین نکلی

کسی کے ہجر مین آتی نہین ہی موت بھی ظالم
مرے دل کی تمنا کون اے چرخِ برین نکلی

نہین مجکو بھروسا ایکدم بھی زندگانی کا
ارے یہ بیوفا تجھسے سوا اے نازنین نکلی

ستانا اے فلک اچھا نہین مجھ سوختہ دل کا
غضب ہوگا جو میرے منہ سے آہِ آتشین نکلی

غضب ڈھایا ہی بحر و بر مین شکوۂ عمر ہو سن نے
اُدھر دیکھا تو پانی ہی ادھر دیکھا زمین نکلی

یہہ دل مین سوچ کر ہین وعدہ لینے اُنسے بیٹھا ہون
ادھر جانِ حزین نکلی اُدھر منہ سی نہین نکلی

سُنا ہی مینے کچھ قلب و جگر مین اُجڑ ہوتا ہی
نظر بھی تیری بجلی ہی کہین ڈوبی کہین نکلی

نہین خالی ہی دُنیا مین جگہہ کوئی محبت سے
جہان ڈھونڈا وہین پایا جہان دیکھا وہین نکلی

کسی کا بس نہین چلتا ہی زورِ دستِ وحشت سے
گریبان گر رفو کر کے سیا تو آستین نکلی

ہم آتے ہین یہہ کھلا بھیدیا اُنکا اک آفت تھا
نہایت کشمکش سے نزع مین جانِ حزین نکلی

ہماری آہِ سوزان ہی شبِ فرقت کی بجلی ہی
کبھی یہہ چرخ پہ پہنچی کبھی زیرِ زمین نکلی

غزل ۲۶۴

فرد
ع زار و زندہ ہی ابھی تک دیکھ آیا ہون
اُڑائی تھی جو دشمن نے خبر جھوٹی حسین نکلی

اشعار (۱۹)

غزل

وفا کے ذکر کو بھی شکوۂ جفا سمجھے
حضور سے مینے کہا کیا اور آپ کیا سمجھے

ادا جفا کو تغافل کو وہ حیا سمجھے
جو نا سمجھ ہو کسی بات کو وہ کیا سمجھے

دعائین دیتے جو دین اور وہ ہوئے برہم
کنایہ اُسے اظہارِ مدعا سمجھے

جو میری جان ہی اُسکو عزیز رکھتا ہی
عدو کو دوست نہ سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

ستم کا غیر کی بھی اعتبار آ ہی گیا
حضور آپ اُسے بھی مری وفا سمجھے

رہین عدو کو مبارک یہہ ناز کی باتین
کہو نہ وصل مین ہر بات پر خدا سمجھے

وہ پوچھتے ہین کہو حالِ ہجر یا نہ کہو
نہ تھی کہین اظہارِ مدعا سمجھے

وہ ہنس رہے ہین دمِ وعدہ اعتبار ہو کیا
نہ دل لگی کوئی سمجھے تو اور کیا سمجھے

مین اپنی جان سے ہون شوقِ وصل مین بیزار
خدا کرے نہ کوئی میرا مدعا سمجھے

وہی فراق کی صورت رہی وصال مین بھی
یہہ تو نے کیا کیا اے بیخودی خدا سمجھے

وہ کیا کرے جو نہ واقف خود اپنے حال سے ہو
وہ کیا کہے جو نہ خود اپنا مدعا سمجھے

دعا کو ہاتھ اُٹھاتے ہو بیٹھے بیٹھے کیا
کرے خدا سے جو شکوہ وہ [illegible] سمجھے

پئے گوش گل ہیں کہاں ایسا [illegible] کیا
بھلا حضور بتائیں تو آپ کیا سمجھے

ہمیں باتوں باتوں میں اُس سے حال کہہ دیا
پر اب یہ کہہ نہیں سکتا کہ آپ کیا سمجھے

غرض عدو کی عداوت بھی کام آ ہی گئی
شکایتوں ہی سے وہ میرا مدعا سمجھے

تمہارے حسن پہ گستاخیوں کا ہے الزام
تمہیں کہو جو ز خود رفتہ ہو وہ کیا سمجھے

سپہر دعا بھی اُٹھا ہو کہ میں نہ عشق کو ہاتھ
وہ بدگمان ہے خدا جانے دل میں کیا سمجھے

تم اُسکی جان ہو اور وہ ہزار نشے ہزار
عدو نہ غیر کو سمجھے تو کوئی کیا سمجھے

غزل ۱۶۵	فروغ لاکھ لکھائی نہ میرے بھول اٹھا نہ سمجھا اُنہیں سمجھے تو کوئی کیا سمجھے	اشعار (۱۴)

غزل

ہم سے ہو بات ہو کیسی سب انداز سے
ناز کرتا ہے یہ چشم ناز سے

پھر مجھے دیکھو نگاہِ ناز سے
پھر لگا تو تیر اسی انداز سے

پھر ہوا اُٹھی ہے وہ نیچی نگاہ
سیکھ کر شوخی خرام ناز سے

سوتے ہیں لپٹا دو پٹے بے طرح
اُٹھے ہیں غصہ میں خواب ناز سے

حال غصہ میں نزاکت کا کھلا
بات کرتے ہیں کڑی آواز سے

حسن ہے جامے سے باہر آپ کا
شرم بھی باری وفور ناز سے

پھیر کر منہ ہاتھ رکھ کر قبر پر
فاتحہ پڑھتے اُسی انداز سے

واعظوں کے [illegible] سبب نکلتا ہیں
آپ واقف تھے یہیں راز سے

فتنہ خوابیدہ کو چونکا دیا
آنکھیں ملتے اُٹھے خواب ناز سے

اے موذن جی بھی اب تو [illegible] خیال
دل دہلتا ہے تری آواز سے

ساتھ ظالم کا کوئی دیتا نہیں
بھاگتا ہے تیر تیر انداز سے

آسمان پر ہی مرے دلکا دماغ
تمنے کیون دیکھا نگاہ ناز سے

جو کوئی بولا یہی سمجھا ہین وہی
بھر گئے ہین کان اُسی آواز سے

آنکھ ملتے ہی پہراتے ہین نگاہ
ذبح کرتے ہین عجب انداز سے

گر رہی ہی نیچی نظر بھی پاؤن پر
شرم دیتی ہی خرام ناز سے

دل کے ملتے ہی قیامت آگئی
مجھکو مارا اُس نظر نے ساز سے

اشعار (۲۱)	پھر چشم شوخ نے ڈھایا **فروغ** جھک گئین نظرین عجب انداز سے	غزل ۲۶۶

غزل

اُسی نگاہ مین شوخی بھی قہر کی ہو گی
جو کچھ دلون دلِ بیتاب مین رہی ہوگی

حضور ہونگے نکیرین ہونگے تربت مین
عجیب لطف کی صحبت وہ دو گھڑی ہوگی

عزیز جان سے بڑھکر کسیکی حسرت ہی
یہی نہ ہوگی تو پہر خاک زندگی ہوگی

گلا بھی کر نہین سکتا ہین اپنی قسمت کا
یہ خوف ہی کہ شکایت حضور کی ہوگی

کسی نظر کے کلیجے پہ وار روکے ہین
کسی نے چوٹ نہ یون عشق کی سہی ہوگی

بتاؤن خاک مرے دلکی آرزو کیا ہے
وہ بات ہی جو نہ تمنے کبھی سُنی ہوگی

تری نظر کی محبت مین یہ ہوا ہی بندھی
چُبھی جو پھانس تو دلنے کہا وہی ہوگی

چھپے گا ضبط سے بھی حال شوقِ دل نہ مرا
دلیلِ حسرتِ اظہار خامشی ہوگی

مین کیا بتاؤن کلیجہ مین درد کیون اُٹھا
نگاہِ ناز نے پہر تیری چھیڑ کی ہوگی

جو چُپ رہونگا تو مُنہ کو کلیجہ آئے گا
جو کچھ کہونگا شکایت حضور کی ہوگی

مقابلہ دلِ بیتاب سے نہ کر اے برق
کہ اور کچھ تو نہ ہوگا تری ہنسی ہوگی

یہ آج سو کے خفا سے سحر کو اُٹھے ہو
کسیکی خواب مین تقدیر لڑ گئی ہوگی

یہ بے سبب نہین شرم آنکھ کو جھکائے ہوئے
کسی سے بات اشارون مین کچھ ہوئی ہوگی

کسی کو خواب میں دیکھا ہے غیر کے ہمراہ
دبائے رنج کا پہلو مری خوشی ہو گی

اُنھیں یقین نہیں آتا ہمارے مرنے کا
وہ جانتے ہیں کوئی طرز بیخودی ہو گی

کسی کا طنز سے کہنا گلے پہ غیروں کے
وہ دوستی بھی کرینگے تو دشمنی ہو گی

کہیں گی تیری ادائیں شبِ وصال کا حال
تمہاری آنکھ میں تیوری چڑھی ہوئی ہو گی

دعائے وصل کا بھی ہے مجھے خیال اے شوق
غمِ فراق سے فرصت اگر کبھی ہو گی

اک آرزو فقط اے ضبط دلمیں ہے وہ بھی
زبان تک آ نہ نکلے ڈر سے کہیں چھپی ہو گی

کہیں سے آئے ہیں خوش خوش پڑی ہے چہرہ پہ گرد
کسی کی حسرتِ دل خاک میں ملی ہو گی

اشعار (۱۵)	نہ پوچھیے کہ تمنا ہے کیوں قیامت کی فروغ حشر میں سنتے ہیں منصفی ہو گی	غزل ۲۶۷

غزل

لپٹ جا بڑھ کے اے بوئے وفا دستِ حنائی سے
مرے پھولوں کا بوجھ اٹھتا نہیں نازک کلائی سے

نہ میری عمر ہی کاٹی نہ میرا رنج ہی کاٹا
تجھے کیا فائدہ قاتل کے بالونکی صفائی سے

در دولت پہ مجھکو ناصیہ سا دیکھکر بولے
مقدر کا لکھا مٹتا نہیں جبہ سائی سے

پڑی ٹھنڈک جو تمنے ہاتھ رکھا میرے سینہ پر
ہوئی کافور سوزش قلب کی دستِ حنائی سے

تصور گیسوؤں کا ساتھ تو دیتا ہے فرقت میں
اسی کی دوستی اچھی کسی کی آشنائی سے

گلے کاٹے ہزاروں حسن نے دستِ بلوریں کی
صفائی بڑھگئی ہاتھونکی ہاتھونکی صفائی سے

ادھر دیکھو ذرا کیسی بیقراری ہم نہ کہتے تھے
یہ وصل عدو کا مل گیا درد جدائی سے

فدا ہو روح میری ہاتھ اٹھانیکی ادا پر
مرے ماتم کی زینت ہے ترے دستِ حنائی سے

مصیبت میں پھنسایا وعدۂ دیدارِ محشر نے
ابھی سے رشک پیدا ہو گیا ساری خدائی سے

نہ اٹھی تیغ جب تجھسے تو لاش اٹھے گی کیا قاتل
نہیں اتنی توقع بھی تری نازک کلائی سے

سوالِ وصل پر مجھکو جواب صاف دیتے ہو
دلِ بیتاب کے کرتے ہو ٹکڑے کس صفائی سے

کہا ہو روزِ محشر کا بھی کوئی بندوبست آخر | پھرو گے تم چھپائے کب تلک یاری ہماری دل سے
پڑھیں گے دشمن تمہارے فاتحہ دشمن کی تربت پر | لیے جاتے ہیں کالے [illegible] سے
[illegible] | [illegible]

غزل ۲۶۸	امیری سے فقیری آستانِ یار کی بہتر فروغ اچھی ہے اُس در کی گدائی بادشاہی سے	اشعار (۱۱)

غزل

مجھی سے ہمیں ہو اذیت کچھ ایسی | رقیبوں کو بھی ہے شکایت کچھ ایسی
بغیر اسکے دل ہی نہیں اب بہلتا | ہوئی رنج [illegible] عادت کچھ ایسی
نہیں [illegible] ہستی ہے دل کی طرح سے | تری آنکھ [illegible] کچھ ایسی
اب ان [illegible] وعدہ [illegible] دیکھئے | نہیں [illegible] ظالم قیامت کچھ ایسی
ہمیشہ حسینوں ہی کے ظلم اٹھائے | بری بھی نہیں میری قسمت کچھ ایسی
[illegible] اُن کو آخر وقت | شبِ وصل کی جتنے منت کچھ ایسی
[illegible] | مرادیں [illegible] تیری چاہت کچھ ایسی
[illegible] | شبِ غم [illegible] کچھ ایسی
سب [illegible] دکھا [illegible] | [illegible] کچھ ایسی
شبِ ہجر میں چاند کی لیں بلائیں | [illegible] صورت کچھ ایسی

غزل ۲۶۹	نکلتی نہیں ہیں فروغ آرزوئیں ملی ہے [illegible] میں راحت کچھ ایسی	اشعار (۱۰)

غزل

ٹھہرا گیا دل روح نکلتے ہی بدن سے | منہ موڑ لیا یار نے ہماری سخن سے
یوں نکلی دمِ وعدہ نہیں اُنکے دہن سے | گویا کہ جدا روح ہوئی میرے بدن سے

دل میرا اڑا ہی سحر تبسم سے ایسا
تربت میں جھجکتا ہون سپیدی کفن سے

یہ کون ہے دلمین ہی یہ رشک ہے کس کا
آواز بھی دب دب کے نکلتی ہی دہن سے

اس شوخ کے دربار میں بھی آتی ہے کبھی لہر
غصہ میں کھلا حال یہ ملنے کی شکن سے

منہ پھیر لیا رشک سے اسنے دم تلقین
میت مری لپٹی ہوئی نکلی جو کفن سے

ظالم ترے دلمین نہ کہین غیر چھپا ہو
شرمائی ہوئی نکلی ہی آواز دہن سے

غصہ کی ادا سے ہون مجبور شب وصل
رکتے ہین چھری حلق پہ ماتھے کی شکن سے

کو بیٹھے ہو آرام سے میں در پہ کھڑا ہون
خود گھر سے نکلتے ہو نہ آواز دہن سے

کچھ شام سے ہین صبح کے آثار شب وصل
کیا تمنے اشارہ دلمین کہا چرخ کہن سے

چھوٹا جو کمان سے ترا تیر آئے گا دلمین
کانونمین صدا پہنچے گی نکلی جو دہن سے

مر مر کے شب فرقت تربت کو بھی کاٹا
ہین صبح کے آثار سپیدی کفن سے

سینے بھی نہین دیتے ہو مرنے بھی نہ دیگے
تم اور چھڑاؤگے مجھے رنج و محن سے

کیا بات تو قسمت کسی گستاخ کی جاگی
پھیری ہی چھری رشک نے بستر کی شکن سے

انکار وہ کیا وصل کے وعدہ سے یہ کرینگے
شرما کے نہ آواز بھی نکلے گی دہن سے

کیا غیر کے گھر جانے کی خود راہ نکالون
لون وعدہ [illegible] شکن سے

کلیان بھی پرو دلمین ترے [illegible]
[illegible] محبت میں ملا [illegible] سے

[illegible]
تمکو بھی قمر [illegible] کبھی یاد
اے باد صبا پوچھ تو یاران وطن سے
[illegible]

غزل

پریشان دل ہے [illegible] لگی ہے
نگاہ مست جب انکی لڑی ہے
نہین آتی ہی مجھکو ہجر مین نیند

بلا کس کی ہی کس کے سر پڑی ہے
چھلک کر جام سے مے گر پڑی ہے
وہ کہتے ہین نظر کس سے لڑی ہے

کسی کی ناتوانی سے غرض کیا
اُنھین اپنی نزاکت کی پڑی ہے

کسی کی شرم نے مارا ہے مجھکو
لحد پر اس لیئے چادر پڑی ہے

ملاپ اسکو کہے کس طرح کوئی
نظر تو وصل مین شب بھر لڑی ہے

بلا سے گر کسیکی جان جائے
تمھین تو اپنے جانے کی پڑی ہے

شب وصلت کی ظلمت مین بھی ہے حُسن
مین سمجھا حور سر کھولے کھڑی ہے

نقاب عارض جانان سے ہے رشک
نظر کی طرح اُس رُخ پر پڑی ہے

اشارہ کر رہا ہے طوق قمری
ہے سرو استادہ یا سولی گڑی ہے

مجھے بھی ناز ہے اپنی نظر پر
ہمیشہ مہ جبینون سے لڑی ہے

وہ آئین اور میری لاش اُٹھانے
بھلا اُنکی بلا کو کیا پڑی ہے

قیامت کا ہے دن ہر روز فرقت
خضر سے زندگی میری بڑی ہے

اثر اُفتادگی کا دل کی دیکھو
نہین اُٹھتی مری میت پڑی ہے

دل مردہ ہے گرد غم مین مدفون
یہ لاش اپنی ہی مٹی مین گڑی ہے

کئے ہین قید وہ نیچی نگاہین
حیا بھی کس مصیبت مین پڑی ہے

نہ بگڑو مجھسے آئینہ سے پوچھو
کہ حسرت دید کی کس کو بڑی ہے

ہوئی جب چار آنکھ آیا اُنھین رحم
نگاہین کیا لڑین قسمت لڑی ہے

تمنا وصل کی ابتک ہے باقی
کفن سے لاش بھی لپٹی پڑی ہے

[illegible]دا سے ناتوانی بات رہجائے
کہ جھومر اُنکی نزاکت کی بڑی ہے

نگاہ بد سے ہے محفوظ وہ آنکھ
حفاظت کو صف مژگان کھڑی ہے

[illegible]نکلنے کو تھی جو حسرت دم نزع
وہ بن کر سانس سینہ مین اڑی ہے

فراغت سے رہین گے [illegible] اسکے
ہمارے [illegible] گنجائش بڑی ہے

[illegible] اتنا تو سمجھتے ہین سخندان

غزل ۲۷	طبیعت مین تری شوخی بڑی ہی	اشعار (۱۸)

غزل

جنبشِ ابروئے خمدار سے چلی جاتی ہے
نہین رکتی ہی یہ تلوار چلی جاتی ہی

وصل مین عادتِ انکار چلی جاتی ہی
ضد وہی آپ کی سرکار چلی جاتی ہی

آج تک ذکرِ شبِ وصل پہ ہوتے ہین خفا
اتنی سی بات پہ تکرار چلی جاتی ہی

دل کہین بجھتے ہین جلتے ہین کہین پروانے
حسن کی گرمیِ بازار چلی جاتی ہی

پونچھتے جاتے ہین وہ سرمہ کے دنبالہ کو
میان مین حسن کی تلوار چلی جاتی ہی

قیس سے رونقِ بازارِ محبت تھی کبھی
اب مرے دم سے یہ سرکار چلی جاتی ہی

دل حسینون کی طرف آپ کھنچا جاتا ہی
جنس خود سوئے خریدار چلی جاتی ہی

وعدہ جب لیتا ہون کہتے ہین وہ انشاءاللہ
قید ابھی دمِ اقرار چلی جاتی ہی

سایہ بننے کی تمنا ہی یہ کوچہ مین ترے
چاندنی خود پسِ دیوار چلی جاتی ہی

ناز کرتی ہی اجل بھی شبِ فرقت کیا کیا
ہر گھڑی آتی ہی ہر بار چلی جاتی ہی

پرِ پرواز کی طاقت کششِ شوق مین ہی
اُڑ کے مے خود سوئے میخوار چلی جاتی ہی

پوچھتی کب ہی کسی اور کو رحمت تیری
دوڑ کر سوئے گنہگار چلی جاتی ہی

کھل کھلا کر مین ہنسا زخمِ جگر کھلتے ہی
شوخیِ لذتِ آزار چلی جاتی ہی

میری تربت پہ بھی اٹھتا نہین گھونگٹ منھ سے
خلشِ حسرتِ دیدار چلی جاتی ہی

گردشِ چرخ سے مین پسکے ہوا ہون سرمہ
سازشِ چشمِ فسونکار چلی جاتی ہی

باغ مین آپکے آگے بھی جھپکتی نہین آنکھ
شوخیِ نرگسِ بیمار چلی جاتی ہی

بات سنتا ہون اگر عشق مین تیری ناصح
ہاتھ سے سنت یہ سرکار چلی جاتی ہی

گالیان دیکے بھی وہ دلکو لبھاتے ہین فروغ
کششِ لذتِ گفتار چلی جاتی ہے

غزل ۲۷۲ — غزل — اشعار (۱۶)

زندہ مجھے چھوڑا تھا نہ دردِ جگری نے
[illegible] کیا کام مرا بے خبری نے

پھنسے ہوئے ہیں پھولوں کے ہار آپ کے ارمان
کھلا دی ہوا باندھ کے داغِ جگری نے

رفتار سے اُس گُل کی خجل ہو کے چھپایا
منہ پھولوں کے دامن سے نسیم سحری نے

کاندھے پہ مرے ہاتھ وہ رکھیں دمِ رفتار
احسان کیا مجھ پہ یہ نازک کمری نے

لوگو تری نظروں سے جو گرتے ہوئے دیکھا
اُٹھ اُٹھ کے سنبھالا اُنھیں دریوزہ گری نے

وہ صبح شبِ وصل وہ دل کا مرے بجھنا
کچھ کچھ جو دیا ساتھ تو شمع سحری نے

اک حال پہ فرقت میں زمانے کو جو دیکھا
کروٹ ابھی بدلی ہے نہ دردِ جگری نے

احباب تو کیا موت نے بھی مجھکو نہ پوچھا
بیدرد کیا [illegible] تری بے خبری نے

آخر ہوا کچھ تو قفس تنگ کشادہ
صیاد دیا چین مجھے بے بال و پری نے

حالت تو مری غیر ہوئی رحم کے قابل
احسان کیا مجھ پہ تری بیدادگری نے

منہ کھل گیا سوتے ہیں جو اُس پردہ نشیں کا
بکھرا دیا زلفوں کو نسیم سحری نے

تو ہو جو نگاہوں میں تو بے نور ہوں کیونکر
روشن کیا آنکھوں کو تری جلوہ گری نے

غش آگیا بلبل کو جو نظارۂ گُل سے
دامن کو جھلا منہ پہ نسیم سحری نے

شوخی پر اُنھیں ناز جو کرتے ہوئے دیکھا
بیچین کیا مجکو بھی دردِ جگری نے

موسیٰ [illegible] ہیں ہوش جلا طور بھی اے دوست
دکھلائے کرشمے یہ تری جلوہ گری نے

[illegible] اب وہ نہ رہے غیر کے نالوں میں بھی اے آہ
تاثیر بھی کی خوب تری بے اثری نے

غزل ۲۷۳ — اشعار (۱۳)

پڑتی ہیں فروغ اب کسی دیوار پہ نظریں
کمبخت کیا ہے تری شوریدہ سری نے

غزل

تم تو کچھ یوں شرم سے جھک کر چلے
جسطرح تلوار یا خنجر چلے

میرے ہی گھر سے تو وہ چھپکر چلے
اور مجھی پر رشک کے خنجر چلے

پھر نگاہِ ناز سے تم دیکھ لو
پھر وہی برچھی سی کلیجے پر چلے

اٹھکے جاتے ہی ہماری لاش اٹھا
اپنے گھر وہ اور ہم اپنے گھر چلے

گردشین اس چشمِ مستِ ناز کی
بزمِ ساقی مین سنے ساغر چلے

شامت آئی پھر دلِ بیتاب کی
پھر وہ اٹھلاتے ہوئے تن کر چلے

لاش پر بھی اب وہ آئین یا نہ آئین
جو ہمین کرنا تھا ہم تو کر چلے

ضعف مین دل کی تڑپ کام آگئی
یون ہی سوئے کوچۂ دلبر چلے

صورتِ بادِ سحر چل پھر کے
مثلِ صرصر ناز سے تھم کر چلے

ہر قدم انداز سے باہر پڑا
جب چلے اک حشر برپا کر چلے

گردن اپنی کٹکے میری عمر سے
پھر نہ رُک رُک کر ترا خنجر چلے

اک قدم چلنا انھین دشوار تھا
ناتوان سوئے عدم کیونکر چلے

غزل ۳۷۴	جب **فروغ** تشنہ پہنچا حشر مین جام لیکر ساقیِ کوثر سے چلے	اشعار (۲۱)

غزل

منہ چھپاتے ہو عبث خواب مین بھی آنے سے
نیند کے پردے مین کیا فائدہ شرمانے سے

اور جھک جھک کے نگاہون نے قیامت ڈھادی
کہ دلھن بنگئین آنکھین ترے شرمانے سے

کہین چھین نہ رخصت کیلئے ہو شبِ وصل
دل دھڑکتا ہی تری زلف کے بل کھانے سے

مندمل زخمِ محبت ہوئے اے تیغِ فراق
دل بھر آیا جو مرا روز کے غم کھانے سے

آنکھ آئینہ مین اسکی بھی جھکی جاتی ہے
عکس بھی تیرا خجل ہے ترے شرمانے سے

ضعف سے ہوگئی صحت بھی مرض میرے لئے
مدتون ہوش نہ آیا مجھے ہوش آنے سے

راز جو کچھ ترے وعدہ مین نہان تھے ظالم
کھل گئے ہنسکے مرے مرگ کی قسم کھانے سے

ناصحا ہی تری تقریر مین بیشک تاثیر
شوق کچھ اور بڑھا جاتا ہی سمجھانے سے

قتل ہی پر مرے کاش اپنی کمر کو باندھو
رہے محفوظ کسی طرح تو بل کھانے سے

گتھیان رشک سے ڈالین مرے دلمین دمِ صبح
شب کی اُلجھی ہوئی زلفین تری سلجھانے سے

تھلکہ مین تو محبت عرسے دشمن کی پڑی
آپکا دل بھی ہلا میرے تڑپ جانے سے

کیا کہون کیا مری تقدیر سے نے سیکھا ظالم
دفعتہً تیری نگاہونکے پلٹ جانے سے

ہین جو بیتاب ہوا وصل مین لپٹے مجھسے
ڈر گئے دل کے دھڑکنے کی صدا آنے سے

بعد اُسکے ابھی ہونا ہی زمانے کا حساب
روز حشر اور بڑھے گا مرے افسانے سے

نکلی زندان سے جب آ ہوا زِ سلاسل باہر
کچھ اشارون ہی مین کھتی گئی دیوانے سے

ساقیا پردۂ دامانِ صبا سے ہُشیار
بو نے مے چھپ کے نکلجائے نہ میخانے سے

رہگیا روزِ جزا پردہ گنہگارون کا
کہ نہ دن بھر ہوئی فرصت مرے افسانے سے

نہ اُڑائی ہو صبا نے بھی کہین سے ساقی
لڑکھڑاتی ہوئی نکلی ہی جو میخانے سے

پاؤن پھیلائے بہت خاک نے گو اُڑ اُڑ کر
پر کسی طرح نہ نکلی مرے ویرانے سے

ہائے اے رشک اُنھین یاد آگئین بھولی باتین
چھڑ گئے غیر کے قصے مرے افسانے سے

غزل ع ۲۷۵	وصل کی شب وہ منانے سے بگڑتے ہین فروغ گتھیان اور پڑی جاتی ہین سُلجھانے سے	اشعار (۲۱)

غزل

مے زمین پر ہی روان گر کے جو پیمانے سے
رند محروم گیا ہی کوئی مے خانے سے

کچھ تعلق ہی محبت کو بھی ویرانے سے
گردباد اُٹھ کے گلے ملتے ہین دیوانے سے

وصل کے دن کو بھی کچھ یاد دلایا ظالم
ہائے ڈھل ڈھل کے دوپٹہ ترے شانے سے

خاک اُڑتی ہین صحرائے جنونکے کچھ راز
کان مین اُٹھ کے زمین کہتی ہی دیوانے سے

لڑکھڑاتے ہوئے یون غیر کے گھر سے نکلے
کوئی سمجھے کہ چلے آتے ہین میخانے سے

اب کوئی بات بھی کرتا نہین ایجان جہان
اک زمانے کو ہو رشک آپکے دیوانے سے

نہ لگی ہو کسی مےکش کی نظر اے ساقی
مے چھلک کر جو گری پڑتی ہے پیمانے سے

یاس چھائی ہوئی گھیرے ہوئے ناامیدی
ڈھنگ زندان کے ہین پیدا مرے ویرانے سے

غیر کی بات مین تاثیر قیامت کی سہی
انکو فرصت ہی کہان ہے مرے افسانے سے

تربتِ غیر ہو انکی گلی مین اے رشک
خاک اڑانے پہ بگڑتے ہین وہ دیوانے سے

ہو جو رندون کی نگاہون مین کشش اے ساقی
ساتھ نظرون کے کھنچے مے ترے پیمانے سے

وجہ جمعیت خاطر کی پریشانی ہے
اڑگئین بکھری ہوئی [illegible] ترے شانے سے

اب جگہ یادِ عدو کے لیئے باقی ہی نہین
دل بھر آیا ہے کسی کام مرے افسانے سے

نگہِ گرم سے دیکھین گے جو رند اے ساقی
[illegible] آگ لگی [illegible] پیمانے سے

وہ گرہ جانکے سلجھاتے ہین زلفین اپنی
برچھیان دل مین چبھو دیتے ہین [illegible] شانے سے

سنگیا دشتِ جنون میر اغبارِ خاطر
دوستی کرتے ہین دشمن ترے دیوانے سے

پھر ڈھایا مری بیتابیٔ دل نے ساقی
گر گئی مے بھی چھلک کر ترے پیمانے سے

شمع نے کیا پھر ذکر کیا ہنگامِ سحر
ہائے اتنا تو کوئی پوچھے دیوانے سے

ایک میرے ہی مقدر مین بدا ہی گھٹنا
یاس بھی بدل کے نکلی مرے کاشانے سے

رحم کر تو بھی اٹھا تیغ نہ مجھپر ظالم
دیکھ لیتا ہی دوپٹہ بھی ترے شانے سے

غزل ۲۷۶	بزم مین دیکھ لیا آپنے جب سوئے فروغ شمع نے بھی کچھ اشارہ کیا پروانے سے	اشعار (۲۰)

غزل

رحم مجھپر کچھ تو اے اندوہ فرقت چاہیے
آرزوئے وصل بھی کرنیکی فرصت چاہیے

دوست جو تیرے ہین کب انسے عداوت چاہیے
چاہنے والونسے بھی تیرے محبت چاہیے

زیست مین بھی خلد ہی جائے سکونت چاہیے
سب مدینہ جسکو کہتے ہین وہ جنت چاہیے

چاہنے والونکو سامان محبت چاہیے — سینہ مین پر ولولہ دل دلمین ہمت چاہیے
عشق مین میری تمہاری ایک حالت چاہیے — ہو مجھے حسرت ہی تمکو بھی حسرت چاہیے
اے ہجوم ناامیدی جان دے کیونکر کوئی — موت کی بھی التجا کرنیکو فرصت چاہیے
وقت رخصت اُنکا دامن تھام کر کہنا مرا — کچھ تو دلمین درد آنکھونمین مروت چاہیے
کم سنی ہی دوست دشمن مین نہین اتنی تمیز — کس سے اُلفت چاہیے کس سے عداوت چاہیے
تھا حسرت گرد غم دشت الم سب دلمین ہی — اور کیا دیوانونکو سامان وحشت چاہیے
راہ اُلفت مین قدم رکھنا نہین آسان ہی — دل کلیجہ حوصلہ ہمت شجاعت چاہیے
دلمین برچھی کوئی ہو نکلے یا گلے مجکو لگائے — کچھ تو آخر چارۂ درد محبت چاہیے
تن بدن سب پھنک گیا اُف گرمیِ خورشید حشر — عاصیونپر سایۂ دامان رحمت چاہیے
حُسن کی بیدردیان بھی قابل افسوس ہین — آپ سے نازک کو یہ بار نزاکت چاہیے
قلب مردہ صُور کے پھنکنے سے زندہ ہو تو ہو — شام فرقت کے عوض تب قیامت چاہیے
چاہتا ہی حسن کُھل کھیلے حیا کی آڑ مین — رُخ کو پردہ چاہیے پردہ نہین شہرت چاہیے
بعد مدت وہ ملے ہین اے ہجوم شوق دید — کچھ تو عرض مدعا کرنے کی فرصت چاہیے
سو رہا ہی کوئی پہرہ دے رہا ہی رعب حسن — شوق کے دلکو ہٹو کہ ہین کہ ہمت چاہیے
جب تقاضا اُٹھ نہین سکتا تو وعدہ ہو وفا — یہ ہی جتنا حسن ہی اُتنی نزاکت چاہیے
ہین نہ اُٹھون اُنکے آتے ہی تو اُٹھی میری لاش — مر کے بھی کچھ پاس آداب محبت چاہیے

غزل ۲۷	وہ مصیبت مین ہین جنکو قرب حاصل ہی فروغ ان بتون سے دور کی صاحب سلامت چاہیے	اشعار

غزل

جو آئے لب پہ مرے تیری گفتگو آئے — جو آئے دلمین مرے تیری آرزو آئے
گناہگار ہون یا آفتاب حشر ہو — سبھی لرزتے ہوئے اُنکے روبرو آئے

گھٹا ہین حسن کی چھائی رہین لحد پہ مری
حسین بکھرے ہوئے زلفِ مشکبو آئے

عجب طرح سے جلاتے ہین وہ مرے دلکو
دھوان اُٹھے نہ پڑے آبلہ نہ بو آئے

کسی کے رعب کی تاکید اہل بزم سے ہی
زبان پر نہ کوئی حرفِ آرزو آئے

ہین شاد شاد گنہگار تیرے روزِ جزا
کہ اس بہانے سے یہ تیرے روبرو آئے

زبان پر آگیا کس کا یہ پیارا پیارا ذکر
تڑپ کے قلب وجگر کیون یہ تا گلو آئے

وہین پہ فاتحہ پڑھنا وہین لحد ہی مری
جہان کی خاک مین ظالم وفا کی بو آئے

ہجوم غم سے کسے فرصت آہ کی ورنہ
کلیجہ تھام کے ہاتھون سے اپنا تو آئے

وہ دیکھتے ہین جب آئینہ دل دھڑکتا ہی
کوئی خدا نکرے اُنکے روبرو آئے

کسی کو خوب ہی سمجھا کے لائے کیا کہنا
جو دوست بنکے گئے ہوکے وہ عدو آئے

تجھے جو شرم ہی ظالم مری نگاہ مین رہ
یہی وہ پردہ ہی جس مین نظر نہ تو آئے

وہ کیا کہین گے کہونگا مین جب یہ محشر مین
حضور آج کہان سب کے روبرو آئے

فروغ رشک سے میرے جگر مین داغ اُٹھے
کسیکے دلمین اگر کوئی آرزو آئے

سہرے وقطعات

قطعہ تاریخ طبع دیوان مشفق جناب نواب مولوی میر اصغر حسین صاحب فاخر لکھنوی

لو ہوا طبعِ دیوانِ فاخر
شاعرون مین جو فخرِ زمن ہی

اُف روانی بحرِ طبیعت
ایک دریا ہی جو موجزن ہی

جان ڈالی ہی جانِ سخن مین
اور بنا یا نیا یہ چمن ہی

بے خطر ہی جو فصلِ خزا سے
باغ عالم مین یہ وہ چمن ہی

حسن نقطون کا نقطۂ حسین پر
بہنے پھولون کا گھنا دلہن ہی

ہی زبان زد فروغ اب یہ مصرع
با مزہ عاشقانہ سخن ہے

سنہ ھ

قطعہ تاریخ بتقریب کتخدائی مولوی سید حسن صاحب سلمہ خلف عالیجناب معلی القاب جناب مولوی میر افضل حسین چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

فروغ آرزو کا شجر بارور ہی
صبا مژدۂ روح افزا یہ لائی

جو ہین میر افضل حسین ملک خو
اُنھون نے ہی بیٹے کی شادی رچائی

یہ سنکر ہوئی فکر تاریخ مجھکو
اُسی وقت ہاتف کی آواز آئی

تم اسطرح نوشاہ کو تہنیت دو
کہو اے حسن سعد ہو کتخدائی

سنہ ١٣١٩ھ

قطعہ تاریخ بتقریب ہدیہ ختم قرآن دختر مشفقی مولوی میر اصغر علی صاحب وکیل حیدرآباد دکن

جو ہین مولوی میر اصغر علی
خدا نے اُنھین دی ہی دختِ سعید

وہ سر گرم ہین اُس کی تعلیم مین
کہ ہی نورِ چشم مراد و امید

کیا اُسنے قرآن کو پڑھ کر تمام
نہ کیون مجھکو ہوا انبساطِ مزید

بفضلِ الٰہی کی تھی فکر
نکل آئی تاریخ بھی یہ وحید

کہا مین سے فرطِ خوشی مین فروغ
ہمایون ہو ختمِ قرآنِ مجید

سنہ ١٣٢٩ف

قطعہ تاریخ انتقال پرملال افصح الفصحا تاج الشعرا جناب استادی میر بادشاہ علی صاحب مرحوم و مغفور المتخلص بہ بقا خلف جناب صبا مبرور و خویش جناب مرزا دبیر مغفور

شبے بخانۂ من در دکن مشاعرہ بود
شنیدم این خبر موجب غم و آلام

عجیب سانحۂ جانگداز رسید بگوشش
ربود از دل من راحت و زجان آرام

کہ بست رخت سفر میر بادشاہ علی
روان بہ خلد شد آن سید بلند مقام

بقا تخلص و ابن صبار پاک نہاد
بلند مرتبۂ و خویش دبیر نیک انجام

خوش اعتقاد کہ مصروف بود تا دم مرگ
بہ مدح گوئی آل رسول خیر انام

چہ زاہدے کہ بعمر خودش نہ کرد قضا
عبادت احد ذو الجلال و الاکرام

گذشت فخر نظامی زلکھنؤ افسوس
دیار شعر و سخن را ہنوز بود نظام

بخلد رفت چہ مردے خلیق و نیک خصال
گذاشت وصف خودش برزبان خاص و عام

بگو فروغ سن فوت حضرت استاد
بقا فنا شد و باقیست نام وے زکلام

۱۳۲۴ھ

قطعات تاریخ فوت فصیح الملک بلبل ہندوستان نواب مرزا خاں المتخلص بہ داغ

افسوس افصح الفصحا داغ دہلوی
عید الضحیٰ کو دہر سے تشریف لیگئے

آئی ندائے غیب دم فکر سال فوت
داغ اے فروغ۔ دلکو بڑا داغ دیگئے

۱۳۲۲ھ

(ایضاً برائے سنگ لحد)

میں نے جب پوچھا یہ ہی کس کا مزار	ہیں شگفتہ داغ لطفِ باغ ہے

اے فروغِ اسد م دہانِ گور سے
آئی یہ آواز ــ قبر داغ ہے
۱۳۲۲ھ

قطعاتِ عید

عیش و عشرت ترا مبارک باد	جاہ و حشمت ترا مبارک باد
عید فطر آمد اے بلند اقبال	این مسرت ترا مبارک باد

ایضاً

عید آمد گذشت ماہِ صیام	اے خوشا وقت این خوش ہنگام
دوستان شاد دشمنان پامال	یاور اقبال و جاہ باد مدام

رقعہ شادی میمنت آبادی مولوی سید مبارک حسن صاحب برادر خورد شفیق مکرم حبیب معظم جناب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن متخلص فاضل

جوشِ عشرت میں آج وقت رقم	نکلا جاتا ہی انگلیوں سے قلم
مست گردن جھکا کے چلتا ہی	لڑکھڑا لڑکھڑا کے چلتا ہی
پر نشیلی ادائیں رعنا ہیں	سطریں خامے سے لپٹی جاتی ہیں
پھول جھڑتے ہیں نسبتے وقت رقم	حرف رکھتا ہی شاخ گل پہ قلم
گلِ باغ مراد جامہ ہی	صحنِ گلزار عیش نامہ ہی

ہی محبت کا یہ خوشی مین جوش | کھولے ہی دائرہ ہر اک آغوش

اپنے جامے مین کب سماتے ہین | صفحہ پر حرف پھیلے جاتے ہین

گل الفاظ کا ہی حسن عیان | سطر سے ہین صاف سہرے کی زبان

[illegible] | ہی [illegible] قلم [illegible]

[illegible] خوشی کی نوبت ہی | کیون یہ سامان عیش و عشرت ہی

[illegible] رکھتا ہی سینہ مین دھڑکی [illegible] | سینئے حال طرب کریگا بیان

ہان مبارک حسن کی ہی شادی | فضل حق سے ہی خانہ آبادی

لخت دل نور چشم بخت جگر | چھوٹا بھائی ہی وہ بجائے پسر

[illegible] | اسنے [illegible] صغار و کبار

[illegible] روشن | سید و مولوی امیر حسن

[illegible] | [illegible] دو [illegible] وہ بھی انکا ہی

[illegible] | روز [illegible] آپ آئین وہان

[illegible] | [illegible] فرمائین [illegible] وہین

[illegible] | اپنے سر آنکھون پر بٹھاوین

سہرا بتقریب کتخدائی [illegible] اقبال مولوی سید حسن صاحب اطال اللہ عمرہ
خلف عالی مناقب [illegible] عالیجناب آنریبل مولوی افضل حسین صاحب
چیف جسٹس ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

شوق نے روے حسن پر وہ ڈالا سہرا | حسن نے نور کے سانچے مین جو ڈھالا سہرا

کس کے آغوش تمنا مین رہا ہی برسون | کیون ترے سر نہ چڑھے نازون کا پالا سہرا

ہوی جنبش جو شمیم نفس نوشہ سے | نکہت شوق نے بڑھ بڑھ کے سنبھالا سہرا

سایۂ فضلِ خدا بارشِ نورِ رحمت
سر پہ ہے چترِ نیا منہ پہ نرالا سہرا

آپکے فیض کا گر دست نگر ہی گنگنا
حسنِ عارض کا ہے منہ دیکھنے والا سہرا

جب ہوا سے کچھ ادھر ہوگئین لڑیان کچھ ادھر
چاند سے منہ پہ بنا چاند کا ہالا سہرا

گوندھ لاتا نظر مین گلِ ارمان مالن
آج باندھیگا کوئی ناز و نعم کا پالا سہرا

مرحبا اے اثرِ صحبتِ چشمِ میگون
ہر کوئی مست کہ یہ جھومنے والا سہرا

خانۂ حسرت و ارمان کا چراغِ امید
شادی و عیش کے گھر کا ہے اُجالا سہرا

تھین جو اس تاک مین ارمان بھرین نظرین بھی
شوق نے بڑھکے ڈالین سہرے پہ ڈالا سہرا

طبعِ نازک کا بہت پاس ادب تھا ملحوظ
دوشِ پر نکہت کاکل نے سنبھالا سہرا

ہاتھ پھیلائے ہین لینے کو بلائین لڑیان
ہو مبارک تجھے یہ چاہنے والا سہرا

آج باندھیگا وہ نورِ نظرِ چشمِ مراد
میری مالن گلِ نرگس مین بسا لا سہرا

مہِ تابان کی کرن اُس کی ضیا بننے لگی
نازشِ حسن نے اتنا تو اُچھالا سہرا

نورِ عارض سے ہم آغوشِ ضیا ہوا سکی
حسن کو اپنے کرے آج دوبالا سہرا

منہ پہ بل کھاتی ہین افراطِ خوشی سے لڑیان
ناز کرتا ہے ترا گیسوؤن والا سہرا

حسنِ عارض کا بنی پردہ سنہری چلمین
منہ پہ دولہ نے جو مقیش کا ڈالا سہرا

مین سنے مانا کہ فروغ اور سخنور بھی ہین
یہ سمجھ لین کہ نہین منہ کا نوالا سہرا

ایضاً

بتقریبِ شادی شفیق مکرم جناب نواب میر داور علیخان صاحب بہادر جوائنٹ مجسٹریٹ و ناظم عدالت محبوب نگر ضلع حیدرآباد دکن

قدر بہیرا اور ہوگیا اس سے سوا سہرے کی
ہر بہر آنکھون پہ دُلہن دولہ کے جا سہرے کی

دین دعائیں کبھی دولہ کو بلائیں کبھی لین
ہر لڑی بن گئی اک دست دعا سہرے کی

مدتون سے یہی ارمان یہی حسرت تھی
کیون نہ مشتاق ہو پھر خلق خدا سہرے کی

نہین رکھتی زمین پر جو قدم اترا کر
آج اڑا لائی ہو خوشبو نہ صبا سہرے کی

گندھنے مین صرف جو مالن کے ہوئے تار نفس
بندھ گئی گلشن عالم مین ہوا سہرے کی

بزم مین ہوتی ہے رہ رہ کے گلون کی بارش
خوب تھم تھم کے برستی ہے گھٹا سہرے کی

شرم و غیرت کا تو کلیون ہی کے سر سہرا تھا
پھول کھلتے ہی ہوئی شوخ ادا سہرے کی

سر چڑھا کر اسے نوشہ نے سرافراز کیا
قسمتون سے ہوئی تقدیر رسا سہرے کی

اسکی خوشبو سے معطر ہے مشام عالم
بڑھ گئی حاتم طائی سے سخا سہرے کی

چھوٹ مقیش کے تارون کی چمک برق کی ہے
بجلیان دل پہ گراتی ہے ادا سہرے کی

پڑھی نوشاہ نے دامن پہ دلھن کے جو نماز
ہوئی ایک ایک لڑی قبلہ نما سہرے کی

قطعہ تاریخ

نہ ملا وقت نہ فرصت ہی ملی ہمکو فروغ
ایسی حالت مین بھلا فکر ہو کیا سہرے کی

طبع دیوان

از نتیجہ فکر گہربار جناب مولوی ابو محمد حمید صاحب المتخلص آزاد رجسٹرار بلدہ حیدرآباد شاگرد جناب داغ دہلوی

اے حمل علی طبع فروغ آج ہے عالی
کیون عرش سے اونچی ہو لب بام نظم

الفاظ ہین پر نور تو معنے بھی ہین روشن
بیجا نہین کہئیے جو انھین مہر و مہ نظم

دیوان طبع ہوا ہے جو پوچھے کوئی تاریخ
بیساختہ آزاد کہو چھپا نسخہ نظم
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ از کلام بلاغت نظام جناب مولوی سید محمد نوح صاحب المتخلص بہ نوح خلف خان بہادر جناب مولوی شیخ محمد عبد المجید صاحب ساکن قصبہ مارہرہ شاگرد حضرت داغ دہلوی

یا خدا اور ہو فروغ فروغ
سعد [illegible] وقت ہین [illegible] ہند

طبع دیوان کا سال لکھا اے نوح
کلیات فروغ نامئے ہند
سنہ [illegible]ع

قطعہ تاریخ من تصنیف شاعر نازک خیال ماہر رموز شعر و سخن جناب میر عباس حسن صاحب فصاحت خلف جناب آغا حسن صاحب آشفتہ لکھنوی

مکرم اور مشفق دوست کا [illegible] دیوان [illegible]
تخلص ہی فروغ اس علی الطبیعت واہ کیا کہنا
سر انصاف اٹھا کر اے فصاحت [illegible]

جہاں [illegible] شاعر [illegible] بیان [illegible]
[illegible]
زبان [illegible] الم [illegible] اسکو کہتے ہیں

ذوق شعر [illegible]
اے فصاحت [illegible]

[illegible] فروغ
[illegible] فروغ

قطعہ تاریخ من تصنیف جناب [illegible]

در جہان شاعر [illegible] فروغ
سال تاریخ موسوب گفتم

[illegible]
[illegible] دیوان

قطعہ تاریخ من تصنیف شاعر خوش بیان جناب [illegible]

جناب سید امیر خوشخو شفیق بندہ محب صادق
چھپا ہی دیوان انکا ایسا کہ دیکھنے سے ہو دل [illegible]
جو فکر تاریخ طبع کی ہو تو لکھو نصرت سخن ہجری

[illegible] فروغ ذیشان
[illegible] ایک صفحہ [illegible]
کلام رنگین خیال نازک بیان جادو [illegible] دیوان
۱۳۲۵

قطعہ تاریخ من تصنیف جناب حافظ مرزا امیر الدین صاحب گورگانی خلف صاحب عالم حافظ مرزا [illegible]

آج دیوان فروغ ذیشان
اسے غنیا طبع کی [illegible] تاریخ

[illegible] فروغ
[illegible] فروغ

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۹	کیا	کیون	۴۶	۱۱	لتہ	للتہ
۱۸	۸	جونگهیان ترا	جونگهیان تها ترا	〃	۱۶	لتہ	للتہ
		میرانگهیان ہوتا	میرانگهیان ہوتا	۴۷	۱۰	سیہ	تا
〃	۱۷	مجھے	تجھے	۵۰	۵	خودبین	جوشن
۲۸	۷	مہمان	میہمان	۵۲	۳	لتہ	للتہ
۳۹	۱۵	کس	اس	〃	۵	ہوکی	ہوگی
〃	۱۸	آیا	آتا	〃	۷	موصل ادھر ٹھلے مجھکو	عقل سے ادھر ٹھکے مجھکو
۴۰	۷	اپنا	اتنا			کہلے سے اگا ہین آپ	سکھلے سے اگا ہین آپ
				۵۶	۱۷	جہنون کل	جنہون نے کل
〃	۸	تومین	یوهین	۵۷	۵	کرینگے	سکینگے
〃	۱۲	اور	زور	۵۸	۸	کاٹون	کانٹون
۴۱	۲	پیچپان	پہچان	۵۹	۶	لتہ	للتہ
〃	۱۹	ہی	بھی	〃	۱۰	جاتی	پاتا
۴۴	۲۰	حوصلہ دل	حوصلہ ای دل	۶۰	۱۳	حاجت	راحت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱	کئے	لئے	۷۰	۶	مین بہی لون	مین بھی یون
۶۲	۱۷	ہی	بہی	〃	۹	چمک	جھلک
۶۳	۱۴	دال	ڈہال	۷۳	۸	رکھے	رکھوے
۶۴	۲	ٹاٹال	ٹال	۷۴	۱	پٹرہنے	پڑرہے
〃	۴	یون ہی	تو بہی	〃	۷	یہہ	نہ
〃	۶	ذرا مدد وا اضطراب	بدلہ تو لون ذرا مدد	۷۵	۶	لئی بھرتی	بہی ٹہرتی
		دل	اے اضطراب دل	〃	۱۵	بچایا	بچانا
〃	۱۱	دنیا ہمین شئے	دو گنا پڑا ہمین شئے	۸۲	۷	ہملو	ہمکو
۶۵	۱۱	وصل	قتل	〃	۱۲	اک	ایک
〃	۱۹	بہی	ہی	۸۳	۲	کہا	پڑھا
〃	۲۰	حسرت و رنج ہی	حسرت و رنج ہے یا	〃	۱۳	جھکے جاتے ہین	جھکی جاتی ہے
		یا بیکسی و تنہائی ہے	بیکسی و تنہائی	۸۴	۳	گر گئی	گر گئی
۶۹	۹	مری	تری	۸۶	۱۲	امید	نگاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۲	دیکھو	دیکھون	۱۰۰	۱۳	مری	تری
״	۱۳	کب تک	تما سکے	۱۰۱	۳	ہی	بھی
״	۱۶	کھائی	کھائے	״	۱۴	روز روشن	روے روشن
۹۲	ہندسہ	۹۲۰	۹۲	۱۰۲	۱۳	جاننا	چاہتا
״	۴	قابل	قائل	۱۰۳	۱۷	اور	اوڈھکے
۹۴	۱۶	تری ستم ہوی	گنبد مین آلے بنا	״	۲۰	پہیری	پھیر لی
		سبب افتخار دل	ہے خرار دل	۱۰۵	۱۳	راہ کو	راہ مین
۹۶	۷	ولپر	دل پر	۱۰۶	۹	ہیات	بیتاب
۹۷	۱۴	ہنین	یہین	״	۱۹	مٹایا	مٹاتا
״	۱۹	״	״	۱۰۷	۱۲	نامے	ٹامے
۹۸	۱۵	جھکے مین	جھکی ہے	۱۰۸	۶	نہ	یہ
۹۹	۸	اپنی	اپنے سے	״	۱۲	شب فراق	شب وصال
۱۰۰	۱۰	چلے	پھرے	۱۰۹	۸	بہی	ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۰	۲	کی ہی	کی ہجر	۱۲۴	۲۰	کہنچی	پہنچی
۱۱۱	۱۰	توہم	توہین	۱۲۵	۲۰	ہے	ہی
″	۱۱	حال	چال	۱۲۷	۹	آنکھ کے بدے	دیکھ کے بدلی
۱۱۳	۱۳	لوتا	آنا	″	۱۷	ہین	ہون
۱۱۴	۷	ہوے	ہوئی	۱۲۸	۱	بیٹھے ہین	بیٹھی ہو
″	۱۰	لیتے	لپٹی	″	۱۲	کون مرے	کون دھرے
۱۱۵	۱	مہدی	مہندی	۱۲۹	۱۱	صدا اپنی تجھے	تجھے اپنی صدا
″	۷	قسمت	قیمت	۱۳۰	۲	روا	درا
۱۱۶	۲	راہزن	رہزن	۱۳۱	۷	چھپ کے	جھپ کے
۱۱۹	۱۰	ہو	نہین	″	۱۱	نام لیکر	لیکے نام
۱۲۲	۸	بہالے	تہالے	۱۳۲	۱۹	ہے	بہی
۱۲۳	۱۷	طاقت	طاعت	۱۳۳	۱۲	سے	بہی
۱۲۴	″	قرص خاور	قبرین چادر	″	۱۳	انکا	ایکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۳	زہر	زیر	۱۴۸	۱۱	عریان آئیں دفن	عریان ہیں میری دفن
۱۳۵	۱۹	کس کس	کس کس کو	۱۴۹	۱۳	ڈھیر ہائیں	ڈھیری ہیں
۱۳۸	۵	نکلتی سے	نکلتے ہی	۱۵۱	۵	اکڑستے	کدورتے
״	۱۷	خنجر وابرد	خنجر ابرو	۱۵۳	۱	اور	آج
۱۴۰	۱	شرم آتی	شرم آئی	۱۵۴	۴	ہے	تھی
״	۱۵	رہنے تب	رہتے تھے تب	״	״	خوبروں سے	خوبرو ہونگے
۱۴۱	۲	نہ	یہہ	۱۵۶	۳	نے	یہہ
״	۹	پرودہ	پروردہ	۱۵۹	۱	اوس کو	اونکو
۱۴۲	۷	لائی	لائے	״	۷	کسو میری	ہماری
״	۸	وصل	صبح	۱۶۱	۲	نکالنے	نکلنے
״	۱۵	آئینہ چشم	آئینہ خود چشم	۱۶۲	۹	یہہ	یا
۱۴۳	۱۷	عدو سے	عدو ہے	۱۶۴	۹	ک	کا
۱۴۴	۸	نازک بھی ہوا اٹھاتے بھی غیرونکا ہو فراج	نازک بھی ہوا اٹھاتے بھی ہو غیرونکا مزاج	۱۶۵	۱	بیگانہ ہوا	بیگانہ ہونے کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۱۳	دنکو	دلکو	۱۸۸	۷	نکے	او نکے
۱۷۰	۱۱	لند	للند	۱۹۲	۹	ہے	سے
۱۷۲	۴	نتجے	تیجے	۱۹۳	۸	آب و دانا	آب و دانہ
۱۷۳	۱۱	مینڈہی	مہندی	〃	۱۴	کہون	مردن
۱۷۴	۱۷	دریا	ڈریا	۱۹۴	۳	اڑانی	اڑتی
۱۷۶	۴	بنکے	تنکے	〃	۹	اُنکا	اپنا
〃	۲۰	ہی دیکھے نکلے	بھی جو گرکے سنبھلے	۱۹۵	۱۵	کوہی	مرا
۱۷۷	۵	عرض	غرض	۱۹۷	۱۲	اُدھر	اِدھر
〃	۷	دہجر	دہ ہجر	〃	۱۸	سنگ و در	سنگِ در
〃	۲۰	دے کف دریا	تو اوسی ہم کف دریا	۱۹۹	۱۳	دہ زلفین	زلفین
۱۸۰	۱۰	یہہ قیس	یہ اے قیس	۲۰۱	۱	چاہتا ہون آسیہ وہی بائل دل ہے	چاہتا ہون جسے اسینہ ہی بائل ہے
۱۸۱	۱۹	لند	للند				
۱۸۳	۵	شہودت	شہادت	۲۰۲	۱۵	سعینہ ادبھار کے	سعینہ پہ یار کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۱	سبکو	شب کو	۲۱۵	۲	فرا تو ہے	فرا تو ہے ہین
۲۰۶	۱۶	نبا	بنا			کہین ہین	
۲۰۷	۵	نکلی ہی اک	اک نکلی سے	۲۱۸	۲	ختلاف	اختلاف
״	۱۸	پر غمین	پُر غم ہین	״	۱۸	عرش د	عرش یہ
۲۰۹	۱۷	ہو	ہون	۲۱۹	۲	ہاتھون نے	ہاتھون پہ
۲۱۰	۸	جان دی آئے	جان دی ہین تنے اسی	۲۲۱	۷	[illegible]	تیر نظر ہین
״	۱۳	اونکے دلمین	اونکے گھر مین				[illegible]
۲۱۱	۱۴	یہ پورا	تقاضا	۲۲۵	۲۰	[illegible] آکے	[illegible]
۲۱۲	۱۶	سے	کہ	۲۲۶	۱۴	کرینے لی گی	کرینگے
۲۱۳	۱۳	مجھکو	ہمکو	۲۳۰	۱۳	[illegible] زار کی	تاب فریاد کی
״	۲۰	مثل یوے صدا	مثل صدائے	״	۱۸	تیری سخن بطرح	سخن کیطرح تیرے
۲۱۴	۱	یہی ہے	دی ہے			یہ بھی	یہ بھی میرے
״	۴	کیو ننبر	کیون تیر	۲۳۳	۲	کان مین	باغ مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۴	۲	بحسرت	وہ حسرت	۲۵۱	ہندسہ	۵۱	۲۵۱
۲۴۸	۶	اسے	این	۲۵۲	ہندسہ	۵۲	۲۵۲
۲۴۹	سرنامہ	۴۹	۲۴۹	۲۵۲	۱۳	مصرعے	قطعہ
۲۵۰	سرنامہ	۵۰	۲۵۰	″	″	مصرے	مصرع

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.

قطعہ تاریخ من تصنیف شفیق مکرم حبیب معظم ماہر اکمل شاعر بے بدل عالم دوران فاضل زمان عالی جناب معلی القاب مولوی سید محمد غلام جبار صاحب المتخلص بہ فاضل وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن

جسکی نہ ملے نظیر کوئی
دیوان ہی وہ میرے مہربان کا

مضمون نئے ہین جست بندش
ہر طرز بیان بھی کیا ہی بان کا

جس شعر کو جس غزل کو دیکھو
اک مرثیہ سہے غم نہان کا

رشکِ مہ و مہر دائرے ہین
سطرون پہ گمان ہی کہکشان کا

برچھی کی انی اگر ہین معنے
ہر لفظ مین ہی اثر سنان کا

ہر طرح کا ہی نظارہ اس مین
گلشن کا کہین کہین خزان کا

کیسے دلچسپ ہین مضامین
کیا لطف ہی معنی و بیان کا

کیا بات ہی اہل لکھنؤ کی
مشتاق جہان ہی اس زبان کا

دیوان چھپ کر ہو اکمل
صد شکر خدائے دوجہان کا

فاضل نے لکھا ہی سال تکمیل
کیا مادہ عیسوی ہی بان کا

مطبوع ہوا ہی ہوتے ہی طبع
دیوان فروغ نکتہ دان کا
۱۹۰۸ء

اعلان

جملہ صاحبان کی خدمت
مین التماس ہی کہ اس کتاب کے
کل حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوئی
صاحب قصد طبع نفرماوین ورنہ بالعوض نفع
کے نقصان ہوگا بلکہ جسقدر جلدین مطلوب ہون کمترین سے
طلب فرماوین فوراً تعمیل ہوگی قیمت
یکمشت سو جلد کے خریدار کو قیمت ۱۲ر
پچیس جلد تک کے خریدار کو
قیمت فی جلد ۱۴ر

المشتہر
سید محمد ہادی فرار رضوی لکھنو گولا گنج